ختم نبوت
قادیانی حملے کا نیا انداز اور اس کا محاسبہ

مولانا مفتی شاہ محمد تفضل علی صاحب
سابق استاذ الحدیث جامعہ حنیفیہ و صدر مفتی
دار العلوم فاروق اعظم نارتھ ناظم آباد، کراچی

علامہ ابن حجرؒ نے فرمایا

جو شخص محمد ﷺ کے بعد وحی کا اعتقاد رکھے وہ با جماع المسلمین کافر ہو گیا۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا

اس امت کے لئے اب تک قادیانیت سے بڑھ کر کوئی فتنہ وجود میں نہیں آیا جو شخص اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے کام کرتا ہے میں اس شخص کی جنت کا ضامن ہوں۔

(کمالات انوری)

علامہ اقبالؒ نے فرمایا:

قادیانیت باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لئے مہلک ہے۔ یہ اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہے گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔

(حرف اقبال)

ختمِ نبوّت پر قادیانی حملے کا نیا انداز اور اُس کا محاسبہ

☆ تحذیر الناس کی شرح اور قادیانی اعتراضات کے دندان شکن جوابات
☆ علامہ عبدالحئی لکھنوی" کا فتویٰ اور قادیانی تلبیس کی حقیقت
☆ علامہ ابن عربی اور قادیانی دجل و فریب کی نقاب کشائی
☆ حضرت عیسیٰ کے متعلق قادیانیوں کے ۸ اعتراضات کے جوابات
☆ حضرت مہدی کے متعلق قادیانیوں کے ۷ سوالات کے جوابات
☆ مرزا قادیانی (کی شخصیت و حیثیت) اپنی تحریرات کے آئینہ میں

حضرت مولانا
مُفتی شاہ محمد تفضّل علی صاحب
سابق استاذ الحدیث جامعہ حنفیہ و صدر مفتی دارالعلوم فاروق اعظم نارتھ ناظم آباد کراچی

طبع اوّل
مارچ ۱۹۹۹ء

تعداد
ایک ھزار

سرِورق
رشید شاہد

ناشر
عبدالصبور علوی
مدیر ندوۃ العلم
نزد جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی ۴ کراچی

انتساب

اپنے آقا و مولیٰ کے نام جو صرف سید الانبیاء ہی نہیں بلکہ خاتم الانبیاء والمرسلین بھی ہیں۔

اور

اپنے والد ماجد حضرت مولانا شاہ محمد مجاہد علی صاحب قدس سرہ العزیز کے نام جو میرے صرف والد ہی نہ تھے بلکہ میرے ایک مشفق استاد بھی تھے۔

عرض ناشر

ختم نبوت کا تحفظ دنیا میں اللہ رب العزت کی رحمتوں اور آخرت میں حضوز اکرم ﷺ کی شفاعت کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا بہترین وسیلہ ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا اس امت کے لئے اب تک قادیانیت سے بڑھ کر کوئی فتنہ وجود میں نہیں آیا۔

فتنہ قادیانیت کے زندہ رہنے کی ایک بڑی وجہ مسلمانوں کی کثیر تعداد کا ان کے اعصاب شکن عقائد سے ناآشنائی ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ فتنہ قادیانیت نے دین اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں کیا کیا ہرزہ سرائی کی ہے۔ اور ملت اسلامیہ پر کتنے گہرے اور زہریلے زخم لگائے ہیں۔ وہ اس حقیقت سے بھی واقف نہیں کہ قادیانیوں نے پاکستان کو تباہ کرنے کی کتنی گھناؤنی سازشیں کیں ہیں اور کر رہے ہیں وہ نہیں جانتے کہ یہ فتنہ پیارے نبی ﷺ کے کتنے امتیوں کے ایمان لوٹ کر ان کی قبروں کو جہنم کا گڑھا بنا چکا ہے۔

بزرگان دین اور جید علماء کرام نے عوام کو اس فتنے سے آگاہ کرنے کے لئے بہت کام کیا ہے اور اب بھی الحمد للہ یہ کام جاری ہے۔ زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ جو ایک محقق عالم دین حضرت مولانا مفتی شاہ محمد تفضّل علی صاحب مد ظلہم کی تصنیف ہے جو ایک طویل عرصہ سے دارالعلوم فاروق اعظم نارتھ ناظم آباد میں بحیثیت صدر مفتی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ یہ کتاب بھی در حقیقت کینڈا سے غلام احمد قادیانی کے ترجمان ناصر احمد کے پندرہ سوالات پر مشتمل ایک پر فریب استفتاء کا جواب ہی ہے جو حضرت مفتی صاحب مد ظلہم نے اپنے محققانہ انداز میں مرتب کیا ہے۔

اس کی افادیت کے پیش نظر ہم نے مؤلف مد ظلہم سے درخواست کی کہ اسے کتابی شکل میں لایا جائے تاکہ عام قارئین بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔ حضرت مفتی

صاحب مد ظلہم نے نظر ثانی اور اضافے کے بعد بخوشی ہمیں اس کی اشاعت کی اجازت دے دی۔

ندوۃ العلم پہلے بھی مؤلف مد ظلہم کی ایک منفرد کتاب "ذلت یہود کی قرآنی مہر اور اسرائیل کا وجود" شائع کرچکا ہے۔ جس کا صرف دو مہینوں میں ایڈیشن ختم ہوگیا۔ اور مزید آڈر آرہے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب مد ظلہم کا اسلوب نگارش اکابر علماء اور دانشوروں سے داد تحسین حاصل کرچکا ہے۔

اب دوسری کتاب "عقیدہ ختم نبوت پر قادیانی حملے کا نیا انداز اور اس کا محاسبہ" شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہے۔

اے دعاؤں کے قبول کرنے والے کریم ہم تیرے حضور دامن پھیلا کر یہ التجا کرتے ہیں کہ تحفظ ختم نبوت سے متعلق ہماری اس کوشش کو قبول فرماکر مصنف اور ناشر کے لئے ذریعہ نجات بنادے۔ آمین

عبدالصبور علوی

مدیر

ندوۃ العلم کراچی پاکستان

فہرست

رائے گرامی

شیخ الحدیث حضرت مولانا **سلیم اللہ خان** صاحب دامت برکاتہم

صدر وفاق المدارس عربیہ پاکستان و مہتمم جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں اہل باطل کے پروردہ بہت سے ایسے فتنے رونما ہوئے جن کی غرض یہ تھی کہ دین بر حق کو نقصان پہنچایا جائے اور اس کے بنیادی نظریات وعقائد میں تحریف کر کے امت مسلمہ کو راہ حق سے بھٹکادیا جائے۔ لیکن دین اسلام چونکہ روز قیامت تک رہنے کے لئے نازل ہوا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہر فتنے کے مقابلے میں ایسے رجال کار پیدا کئے جنہوں نے احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ ایسی تندہی اور جانفشانی سے انجام دیا کہ اہل ضلال کو اپنی تمام سازشوں سمیت زیر زمین سماتے ہی بنی، بایں ہمہ دور قدیم میں باطنیہ (قرامطہ، اسماعیلی، آغاخانی) اور عصر حاضر میں قادیانی ایسے فتنے ہوئے ہیں کہ بارہا سرکوبی کے باوجود نہ صرف یہ کہ کسی نہ کسی روپ میں اپنا وجود برقرار رکھے ہوئے ہیں، بلکہ نت نئی چالوں اور منصوبوں کے ذریعے اپنا زہر پھیلانے اور عامۃ المسلمین کو اعادوارتداد کی کھائی میں دھکیلنے میں لگے ہوئے ہیں۔ خصوصاً قادیانی تو ایسا معلون شجرۂ خبیثہ ہے کہ کئی مرتبہ کی بیخ کنی کے باوجود بھی اس کی شر انگیزی تھمنے میں نہیں آتی، پورے عالم اسلام کی طرف سے ان کو کافرو گمراہ قرار دیئے جانے کے متفقہ فیصلے کے باوجود یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ اس زہریلے سانپ کا ڈنک اب تک پوری طرح نہیں نکلا اور دنیائے کفر تو رہی ایک طرف خود اسلامی ممالک میں ان کی تبلیغی سرگرمیاں جاری ہیں اور اس کے لئے جدید ترین ذرائع استعمال کئے جارہے ہیں جو ہم سب کے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔

اس ابلیسی ذہنیت رکھنے والے فرقے کا ایک حربہ یہ ہے کہ اکابر اسلام کی عبارتوں کو قطع وبرید اور کتربیونت کر کے اپنے خود ساختہ دعوؤں کی تائید میں استعمال کرتا ہے اور اس کذب بیانی اور بہتان طرازی کے ذریعے اپنی گمراہی پر پردہ ڈالنے کے ساتھ ساتھ سادہ لوح مسلمانوں کے دل میں شکوک و شبہات اور وساوس پیدا کرتا ہے، زیر نظر کتاب ((ختم نبوت پر قادیانی حملے کا نیا انداز اور اس کا محاسبہ)) اس فرقے سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کے اسی قسم کے پرفریب سوالوں کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ سائل نے بڑی ہوشیاری سے سوالات کو اس طرح مرتب کیا تھا کہ سرسری نظر سے سوال پڑھنے والا اسے کوئی اور ہی معنی و مفہوم پہنائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے فاضل مؤلف ((مولانا مفتی شاہ محمد تفضّل علی صاحب)) کو کہ انہوں نے ذہانت و فراست سے کام لیتے ہوئے بڑی خوبی اور سلیقے سے مدلل جواب دینے کے ساتھ ساتھ سائل کی چالوں کو اسی پر لوٹا دیا ہے۔ یہ سوالات چونکہ اکثر و بیشتر قادیانی مبلغوں کی طرف سے اٹھائے جاتے رہتے ہیں اس لئے امید ہے کہ کتابی صورت میں مرتب کئے جانے والے ان کے یہ جوابات عوام و خواص سب کے لئے نافع ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کی محنت کو قبول فرما کر اس کتاب کو قادیانیت کے سدباب کا اہم ذریعہ بنائے اور مؤلف کو علمی و روحانی ترقیات سے نوازے۔

سلیم اللہ خان

۵/۱۱/۱۴۱۹ھ

۲۴/۲/۱۹۹۹ء

رائے گرامی

حضرت اقدس، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
نائب امیر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت واستاذِ حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن کریم، احادیث متواتر اور اجماع امت کی روشنی میں پوری امت مسلمہ کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپؐ کے بعد قیامت تک کسی کو منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر و مرتد اور دجال و کذاب ہے۔ گذشتہ تیرہ صدیوں میں بہت سے طالع آزماؤں نے مہدی و مسیح اور نبی و رسول ہونے کے دعوے کئے اور اپنے منطقی انجام کو پہنچے۔ بد قسمتی سے متحدہ ہندوستان میں چودہویں صدی میں انگریزوں اور حکومت برطانیہ کے نمک خوار اور ان کے مفادات کے محافظ غلام ابن غلام مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی درجہ بدرجہ مجدد، مہدی، مسیح، اور نبی و رسول ہونے کے ناپاک دعوؤں کی جسارت کی۔ اور آبلہ فریبی کے لئے اس نے قرآن و سنت کی نصوص واضحہ میں تحریف کی ناپاک جسارت کی۔ قادیانی فتنہ سابقہ تمام فتنوں کی نسبت دجل و فریب میں سب سے سنگین تھا اس لئے علمائے امت نے اس کے خلاف آواز اٹھائی اور موثر کارروائی کر کے اس کی سرکوبی کی، مگر قادیانی زخمی سانپ کی طرح مسلمانوں کو ڈسنے اور ان کے ایمان خراب کرنے کی سازشوں سے کبھی باز نہیں آتے اور مرزا غلام احمد قادیانی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انہوں نے ہمیشہ دجل و فریب سے کام لیا اور مسلمانوں کے عقائد و ایمان کو متزلزل کرنے کے لئے شکوک و شبہات کا سہارا لیا۔ پیش نظر مجموعہ بھی اس سلسلہ کی کڑی ہے جس پر کینیڈا سے قادیانیوں کی طرف سے اٹھائے گئے پندرہ سوالوں کا جواب دیا گیا ہے۔ جناب مولانا مفتی شاہ محمد تفضّل علی شاہ صاحب نے نہایت سلیقے سے ان کا مدلل جواب دیا اور بہت ہی عمدہ طریقے سے ان پر رد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قادیانیوں کی ہدایت کا ذریعہ اور مؤلف اور ناشرین اور ہم سب کے لئے نجات کا وسیلہ بنائے۔ آمین

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

سخن ہائے اوّلیں

یا

اظہارِ حقیقت

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وماکنا لنھتدی لولا ان
ھدانا اللہ والصلاۃ والسلام علی خاتم الانبیاء
والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ ومن والاہ

قارئین محترم! حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور نام گرامی سے کون واقف نہیں؟ عرب سے لے کر عجم تک، مشرق سے مغرب تک کوئی دینی حلقہ ایسا نہیں ہوگا جو مولانا موصوف سے واقف نہ ہو یا کسی نہ کسی واسطہ سے ان سے اکتساب فیض نہ کیا ہو۔

بانیٔ دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۴۸ھ/ ۱۸۳۲ء۔ ۱۲۹۷/ ۱۸۸۰ء) نے ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ/ ۱۸۶۷ء میں اعلائے کلمۃ الحق، احیاء علوم نبوی اور پوری دنیا میں ان کی ترویج و اشاعت کے علاوہ انگریز کے وضع کردہ نظام تعلیم کے مقابلہ میں (جس کا مقصد برصغیر ہندوپاک میں ایسے نوجوان تیار کرنا تھا جو رنگ و نسل کے لحاظ سے ہندوستانی ہوں اور دل و دماغ کے لحاظ سے انگلستانی) اس خطہ میں ایک ایسا نظامِ تعلیم عام کرنے کی خاطر جس سے ایسے نوجوان تیار ہوں جو زبان و نسل کے لحاظ سے اگرچہ ہندوستانی ہوں لیکن دل و دماغ کے لحاظ سے اسلامی ہوں، دیوبند کی ایک قدیم مسجد چھتا میں دارالعلوم کی شکل میں ایک تحریک کی داغ بیل ڈالی۔ یہ تحریک دین اسلام کی بقا و حفاظت، علومِ شرعیہ کی نشر و اشاعت اور دنیا کے گوشے گوشے میں دین کی تبلیغ و ترویج میں جو نمایاں کردار سرانجام دے رہی ہے اور انشاء اللہ قیامت تک دیتی رہے گی وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ اس تحریک کے لاکھوں کارکن، حضرت نانوتوی رحمۃ

اللہ علیہ کے روحانی فرزند اپنے روحانی والد بانئ دارالعلوم کے مشن کو لے کر دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچے اور ہمہ وقت اس کی تکمیل کے لئے مصروف عمل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں، جہاں اس تحریک کا کوئی کارکن نہ پہنچا ہو اور اس مشن کو پھیلانے میں کوشاں نظر نہ آتا ہو۔ کیا خوب فرمایا حضرت فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم نے ۔

شاد باش و شاد زی اے سرزمینِ دیوبند — تو نے عالم میں کیا اسلام کا جھنڈا بلند
قوتِ فکر و عمل وہ سطوتِ زور کلام — ہے ثریّا بھی ترے فرسان کے زیر کمند
چار سو آفاق میں ہے تیرے علم و فن کی دھاک — تیرے فرزندوں کے آگے بحر قطرہ کہ سپند

اسی سلسلہ کی ایک کڑی ممتاز عالمِ دین امیر جامعہ اسلامیہ کینیڈا اور چیئرمین دارالعلوم فاروق اعظمؓ کراچی حضرت مولانا آصف قاسمی صاحب مدظلہ العالی کی ذاتِ گرامی ہے، جو حضرت نانوتویؒ کے نہ صرف روحانی فرزند ہیں بلکہ حضرت کے پڑپوتے بھی ہیں اور ایک عرصہ دراز سے سرزمین کینیڈا میں اسی مشن کی تکمیل میں مصروف عمل ہیں موصوف کینیڈا کے ایک عظیم ادارہ "جامعہ اسلامیہ کینیڈا" کے بانی و امیر بھی ہیں اور کینیڈا وامریکہ میں دین کی تبلیغ و ترویج میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں اور مختلف الانواع دینی کاوشوں کے ذریعہ امتِ مسلمہ کی رہنمائی کا فریضہ سر انجام دے رہے ہیں۔ وہاں پر موصوف کی زیر ادارت وزیر نگرانی "بصیرت انٹرنیشنل" کے نام سے ایک ماہنامہ ہر ماہ باقاعدہ شائع ہوتا ہے جس میں لوگوں کے لئے دینی معلومات و مذہبی رہنمائی کے علاوہ اسلام دشمن قوتوں کے پروپیگنڈے کا بھرپور جواب بھی شامل ہوتا ہے۔ بہ الفاظ دیگر یہ "ماہنامہ" امریکہ و کینیڈا میں اهل السنة والجماعة کا واحد ترجمان ہے۔ اسی ماہنامہ کے فروری ۱۹۹۸ کے پرچہ میں مولانا موصوف نے ماہنامہ مذکور کی اشاعت کے تین سال مکمل کر کے چوتھے سال میں قدم رکھنے کے موقع پر، اپنے اداریئے میں پرچے کی اشاعت کے جملہ اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کی ایک غرض یہ بھی تحریر فرمائی تھی کہ "نبی کریم ﷺ کی شانِ ختمِ نبوت کے منکر مرزا غلام احمد قادیانی اور منکر

حدیث غلام احمد پرویز کی طرف سے پھیلائی گئی غلط فہمیوں (اور دین اسلام کے خلاف باتیں پھیلانے والوں) کے ازالہ کی ہر ممکن کوشش کرنا' تاکہ ہماری نئی نسل ان کے فریب سے محفوظ ہو جائے"۔

یہ بات کینیڈا میں مقیم جناب ناصر احمد وائنس صاحب

NASIR AHMAD VAINCE, 3001 FINCH AVE, WEST

(WESTON. M9P-3A)

کو اتنی ناگوار گزری کہ انہوں نے اپنا فریضہ سمجھا کہ مرزا جی کی طرف سے وکیل صفائی کی خدمت انجام دیں' جس کے لئے موصوف نے ایک طویل و عریض سوالنامہ تیار کیا جس میں خوب اپنے دل کی بھڑاس نکالی اور ایک خاص انداز میں 15 پرفریب سوالات پر مشتمل ایک سوالنامہ (جو اپنی جسامت کے لحاظ سے ایک مستقل کتاب ہے) ترتیب دیا۔ سوالنامے کے آغاز میں بطور تمہید بہت سی غیر ضروری باتوں پر مشتمل انتہائی طویل کلام کیا جس کا لب لباب یہ ہے کہ بلا تخصیص وبلا استثناء شانِ ختم نبوت کے منکر کو کافر قرار دینا ٹھیک نہیں ہے ورنہ (بزعم سائل) بڑی بڑی نامور شخصیات بھی منکرینِ ختم نبوت ہو کر کافر قرار پائیں گی۔ اس لئے خاتم النبیین کے جس معنی پر امت کا اجماع ہو گیا ہے یہ صحیح نہیں کیونکہ اس میں کوئی تخصیص و استثناء نہیں ہے جیسا کہ سائل اپنے سوالنامے کے صفحہ ۶ پر طنزیہ انداز میں لکھتا ہے:......

> "بعض علماء کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو خدا تعالیٰ نے خاتم النبیین قرار دیا ہے اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ اس کے معنی ہیں "تمام انبیاء کو ختم کرنے والا"۔ اس میں نہ تو کوئی مستثنٰی ہے اور نہ ہی ان معنوں کی تخصیص جائز ہے بلکہ علماء نے لکھا ہے کہ اس میں سے استثناء کرنا یا تخصیص کرنا کفر ہے اور جو ایسا کرے وہ کافر ہے۔ پاکستان کا آئین بھی یہی کہتا ہے۔ آپ نے جو اداریہ رقم فرمایا ہے اس سے بھی یہی استنباط کیا جاسکتا ہے کہ شانِ ختم نبوت کا انکار کرنے والا گمراہ اور کافر ہے"۔

نیز سائل نے اپنے سوال نامے میں مختلف اکابرِ امت کی طرف اپنے خود ساختہ دعووں کی تائید کے لئے مختلف غلط باتیں منسوب کرنے کی ناکام کوشش کی اور پھر حضرت مولانا آصف قاسمی صاحب سے یہ اصرار کیا کہ ان سوالات کے جوابات دیں اور ان کو جلد از جلد اپنے ماہنامہ ''بصیرت'' میں شائع بھی کریں لیکن مولانا محترم کے دینی مشاغل اور خدماتی مصروفیات کا جن حضرات کو علم ہے وہ بخوبی اس بات سے واقف ہیں کہ کسی خاص کام کے لئے مولانا موصوف کو وقت نکالنا کوئی آسان بات نہیں بلکہ اگر سائل کو بھی اس کا اندازہ ہوتا تو وہ بھی شائد صرف اپنے مطلب کی بات پر اکتفا کرتا اور غیر ضروری طوالت سے مکمل اجتناب کرتا۔ بہر حال مولانا محترم نے جواب کو تاخیر سے بچانے کے لئے اس حقیر کو حکم فرمایا کہ اس سوالنامہ کا ایک مختصر جواب لکھ دوں تاکہ سائل کی خواہش کے مطابق بصیرت میں جلد از جلد اس کا جواب شائع کرادیا جائے۔ لیکن احقر کو اس کا جواب لکھنے میں اگرچہ اس وجہ سے تامل تھا کہ اس کے شایانِ شان جواب کے لئے تو مولانا کی ذات ِ گرامی ہی زیادہ موزوں ہے مگر چونکہ یہ حقیر مولانا محترم کے کسی بھی کام میں اپنی شرکتِ محض کو سعادت مندی اور خوش نصیبی سمجھتا ہے اور مولانا کی مصروفیات کے بوجھ کو ہلکا کرنے کی ہمیشہ ہر ممکن کوشش کرتا ہے نیز مولانا محترم کی زیرِ نگرانی و سرپرستی میں چلنے والے عظیم دینی ادارہ دارالعلوم فاروق اعظم کے شعبہ دارالافتاء کی نگرانی بھی ایک عرصہ دراز سے احقر کے ہی سپرد ہے' جو مسلمانانِ عالم کے لئے اسی نوعیت کی دینی خدمات انجام دیتا ہے (الحمد للہ یہ شعبہ ایک طویل عرصہ سے لوگوں کو بلا معاوضہ یہ خدمات فراہم کر رہا ہے اور لوگوں کے ہر قسم کے مسائل کے شرعی حل قرآن و سنت کی روشنی میں فراہم کرتا ہے) اس لئے بھی احقر کا ہی فرض بنتا تھا کہ اس کا جواب لکھے۔ علاوہ ازیں چونکہ زیرِ بحث سوالات کا مقصد یہ بتایا گیا تھا کہ امتِ مسلمہ کا ایک مسلمہ عقیدہ ختمِ نبوت کو مشکوک بنا کر سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش ہے اس لئے محدث العصر حضرت علامہ سید انور شاہ صاحب کشمیریؒ کا یہ ملفوظ ''ہم پر یہ بات کھل گئی ہے کہ گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے اگر ہم تحفظِ ختمِ نبوت نہ کر سکیں''۔ اس بات پر ابھار رہا تھا کہ مسلمانوں کو جلد از جلد اس

پر فریب جال سے آگاہ کر کے اپنا ایمانی فریضہ نبھا کر نبی کریم ﷺ کا ایک ادنیٰ غلام ہونے کا عملی ثبوت دیتے ہوئے اپنے محبوب و آقا ﷺ کی شان ختم نبوت پر کیے گئے اس حملے کا اپنی حیثیت اور قابلیت کے مطابق بھرپور اور مدلل جواب دیا جائے اس لئے اس کا ایک مختصر جواب ماہنامہ بصیرت میں اشاعت کی نیت سے تیار کرنے کا ارادہ کر لیا پھر سوالنامہ پر ایک سرسری نگاہ ڈالی تو اندازہ ہوا کہ سائل اگرچہ اپنے سوالوں کے اندازِ بیان سے بالکل عیاں ہے لیکن خود سائل نے اس بات کا اہتمام کیا کہ کسی کو پتہ نہ چلے کہ اس کا تعلق کسی مخصوص فرقہ سے ہے' وہ اپنے سوالات میں کیا عزائم رکھتا ہے اور کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے نیز سوالات کو پڑھ کر یہ بھی اندازہ ہوا کہ سوالات کو ترتیب دینے میں بڑی ذہانت و ہوشیاری سے کام لیا گیا جس کی بناء پر سرسری طور پر مطالعہ کرنے والا یہی سمجھے گا کہ سائل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں 15 سوالات پر مشتمل ایک خاکہ تیار کیا ہے جبکہ پسِ پردہ سائل امت کے ایک اجماعی مسئلہ ختم نبوت کے معنی و مفہوم کو نیا رنگ دینا چاہتا ہے جس سے خود بخود منکر ختم نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کی تائید اور اس کی پوری جماعت کی ترجمانی ہو جائے نیز وہ یہ بھی باور کرانا چاہتا ہے کہ بہت سے اکابر علماء کی تحریرات سے بھی ختم نبوت کے یہی معنی سمجھ آتے ہیں اور حضور ﷺ کے بعد حضور ﷺ کی امت میں نیا نبی آنے میں کوئی قباحت نہیں ہے پھر سائل نے اپنے اس دعویٰ کی تائید کے طور پر چند اکابر امت کی طرف منسوب کر کے مختلف عبارات اپنے سوالنامے میں پیش کی ہیں مگر افسوس سوالنامے میں پیش کردہ عبارات کو ان کی اصل تحریرات میں دیکھنے کے بعد یہ دیکھ کر سخت کوفت ہوئی کہ سوال نامہ میں مختلف کتابوں اور فتاویٰ کے اقتباسات موقع محل سے الگ کر کے پیش کیے گئے ہیں۔ بعض جگہ قطع و برید سے کام لیا گیا ہے' بعض حوالہ جات میں اپنا مفید مطلب جملہ اپنی طرف سے عبارتوں کے بیچوں بیچ اضافہ کر کے دھوکہ و فریب کی کوشش کی گئی ہے خصوصاً حضرت مولانا عبدالحئی لکھنویؒ اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے ساتھ تو بڑی زیادتی کی گئی کہ حضرت لکھنویؒ کی طرف ایک غلط بات منسوب کر کے ان پر ایک

بہت بڑی تہمت لگائی گئی جب کہ حضرت نانوتویؒ کی کتاب تحذیر الناس کے مختلف مقامات سے مختلف عبارتوں کو اس انداز میں پیش کیا جس سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے بھی ختمِ نبوت کے وہی معنی بیان کئے ہیں جو سائل نے سمجھے ہیں بلکہ کتاب تحذیر الناس کے تو مختلف پیراگراف کو ٹکڑوں میں بیان کیا اور مختلف مقامات سے مفید مطلب عبارات کو اس ترتیب سے بیان کیا جس سے سائل کے دعویٰ کی تصدیق ہو جائے صرف یہی نہیں ان حضرات کے ساتھ تو یہ زیادتی بھی کی گئی کہ ان کی صریح عبارات و واضح موقف کے برعکس ان کی عبارات کو ردوبدل کر کے یا ان سے گمراہ کن مفہوم نکال کر ان پر یہ تہمت لگانے کی کوشش کی گئی کہ وہ (العیاذ باللہ) حضور ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کی نبوت کے قائل ہیں۔ یہ صورتِ حال میرے لئے سوہانِ روح تھی۔ اس نے میرے دل و دماغ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور اس بات پر اکسایا کہ جواب ترکی بہ ترکی دیا جائے اور مکافات عمل کا اصول اپنایا جائے کیونکہ معاملہ حق و باطل کا ہے جس میں رواداری یا چشم پوشی کی گنجائش قطعاً نہیں لیکن آیت کریمہ ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة' نے اس بات پر آمادہ کیا کہ حق بات کو حق نیت سے حق طریقہ سے بیان کیا جائے اس لئے احقر نے ان اکابر امت پر لگائے گئے الزامات کے جوابات میں بھی سائل کے لئے نصح دینی و مخلصانہ دعوتِ فکر اور عام قارئین کے لئے احقاقِ حق و شہادت حق کی راہ اپنائی البتہ سائل کی چند سنگین اور موجب فتنہ غلطیوں پہ جن کی اپنے امکان بھر غور و فکر کے باوجود کوئی تاویل و توجیہ نہیں کر سکا بتقاضائے حمیت دینی کہیں کہیں لہجہ مناظرانہ و ناقدانہ ہو گیا ہے اور زبان افتاء کی نہیں رہی جس کو معاملہ کی سنگینی کی وجہ سے گوارا کر لیا گیا ہے۔ بہرحال اصل مقصد جواب برائے جواب نہیں ہے بلکہ نصح دینی' دعوت فکر و احقاق حق ہے۔ اس لئے سائل کی تراشی ہوئی تہمتوں کے جواب میں بھی بجائے اس کے کہ کوئی لمبا چوڑا معارضہ کر کے بات کو طول دیتا حضرات اکابر کی بیان کردہ عبارات کو اہتمام کے ساتھ ان کے سوابق ولواحق سمیت بقدر ضرورت وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا تاکہ سائل سمیت ہر قاری سائل کے پیش کردہ اقتباسات و حوالہ جات

کے ساتھ ان عبارتوں کا موازنہ کر کے بآسانی یہ فیصلہ کر سکے کہ حق وباطل کیا ہے ؟ صحیح و غلط کیا ہے ؟ اور حضرت نانوتویؒ اور علامہ لکھنویؒ پر لگائے گئے الزامات کی حقیقت کیا ہے ؟ انشاء اللہ قوی امید ہے کہ قارئین بغیر کسی دقت کے سائل کے دھوکہ و دجل و فریب وبددیانتی اور اکابر امت پر تراشے گئے الزامات و تہمتوں کا اندازہ کر لیں گے۔

محترم قارئین کرام! یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ سوالنامہ کے جواب میں ہم نے یہ مناسب سمجھا کہ اولاً ختم نبوت اور خاتم النبیین کے معنی و مفہوم کو بیان کر دیا جائے تاکہ سائل کا بنیادی سوال اور قارئین کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے قائم کی ہوئی غلط بنیاد کو ڈھا کر بات کو آگے بڑھایا جائے۔ کیونکہ بزعم سائل خاتم النبیین کے جو معنی پوری امت بیان کرتی ہے وہ بالکل مبہم اور غلط ہیں اس لئے ہم نے جواب میں اسی کو ترجیح دی اس کے بعد سائل کے الزامات کا جواب دیا جو اس نے چند اکابر علماء پر تراشے اور بزعم سائل ان اکابر امت کی جو عبارات اس نے سوالنامہ میں نقل کی ہیں وہ اس کے بیان کردہ مفہوم ختم نبوت کی تائید و توثیق کرتی ہیں۔ لیکن خصوصیت کے ساتھ ہم نے تحذیر الناس کی طرف توجہ دی اور اس میں تفصیل سے کلام کیا کیونکہ سائل نے بھی خصوصیت کے ساتھ اسی کتاب کو اپنے الزامات کا شاطرانہ انداز میں نشانہ بنایا۔ البتہ سائل نے رسالہ تحذیر الناس کے متعلق رسالہ کنزالایمان (ستمبر ۱۹۹۷ء، ص ۱۰۷) کے حوالے سے جوبات نقل کی ہے اور جسے خود بھی سراسر زیادتی تسلیم کر رہا ہے اس کا جواب الگ سے سائل کے پندرہ سوالات کے جوابات کے بعد ایک مستقل حیثیت دے کر پیش کیا ہے کیونکہ ہمارے نزدیک سائل کے الزامات اور رسالہ کنزالایمان کے ریمارکس کی حیثیت و بنیاد جدا جدا ہے اور دونوں کے مخاطب بھی الگ الگ ہیں اس لئے باوجود اس کے کہ دونوں باتوں کا تعلق تحذیر الناس سے ہے ہم نے اپنے جواب کو الگ الگ مقام پر ذکر کیا ہے۔ پھر دونوں باتوں سے فارغ ہونے کے بعد سائل کے ان پندرہ سوالات کے جوابات دیئے جن کے جوابات کے لئے (بقول سائل) اس نے اتنا طویل و عریض سوالنامہ تیار کیا اس لئے ہم نے بھی ان سوالات کو اہمیت دی اور جواب میں بڑے اہتمام کے ساتھ ہر ہر سوال کو من و عن نقل کیا اور ہر ایک کا الگ الگ جواب دیا۔

سائل کے پندرہ سوالات ایک نظر میں

(۱) آپ کا کیا فتویٰ ہے سرورِ کونین سید الثقلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جنہوں نے امت کو خوشخبری دی کہ آخری زمانہ میں نبی اللہ عیسیٰ علیہ السلام کو انسانوں کی اصلاح اور ہدایت کے لئے مبعوث کیا جائے گا......؟

(۲) آپ کا کیا فتویٰ ہے ان تمام صحابہ کرامؓ اور محدثینؒ کے متعلق جنہوں نے نزول مسیح کی احادیث کو روایت کیا اور تواتر سے روایت کیا اور ساتھ ہی یقین ظاہر کیا کہ عیسیٰؑ کا آخری زمانہ میں آنا برحق ہے اور وہ نبی اللہ ہو گا۔

(۳) آپ کا کیا فتویٰ ہے تمام اہل السنۃ والجماعۃ کے ائمہ اور مقلدین کے متعلق جو اس اعتقاد پر قائم ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی پیش گوئی یقینی ہے۔ وہ یقیناً آئیں گے اور اسلام کو دنیا پر غالب کریں گے اور دجالی فتنے کا ازالہ فرمائیں گے......؟

(۴) آپ کا کیا فتویٰ ہے ان تمام متکلمین اور مفسرین کے متعلق جنہوں نے آیت خاتم النبیین کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ساتھ ہی عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کو تسلیم کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ متبع شریعت محمدیہؐ ہو کر آئیں گے اس لئے ان کا آنا ختمِ نبوت کے منافی نہیں......؟

(۵) پھر آپ کا کیا فتویٰ ہے ان علماء کرام اور ائمہ عظام کے بارے میں جنہوں نے خاتم النبین کے معنی اور تفسیر ایسی بیان کی جو اس مطلب سے زیادہ اعلیٰ اور مطلب خیز ہے اور وہ امتی نبی کے آنے میں روک بھی نہیں بن سکتی......؟

(۶) پھر خاتم النبیین کے معنی "تمام انبیاء کو ختم کرنے والا" بالکل مبہم ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جو انبیاء گزر چکے اور وفات پاگئے ہیں انہیں بند یا ختم کرنے کے کیا معنی؟ وہ تو پہلے ہی گزر چکے ہیں اور ایک نبی (عیسیٰ علیہ السلام) جو عوام کے خیال کے مطابق ابھی زندہ تھے

انہیں نہ ختم کر سکے اور نہ ہی ان کا آنا بند ھوا......؟

(۷) ایک اور سوال بھی اس ترجمہ کے متعلق یہ پیدا ہوتا ہے کہ نبی بھیجنا یا نہ بھیجنا کس کا کام ہے خدا تعالیٰ کا یا نبی کریم ﷺ کا قرآن کریم (سورہ الدخان آیت ۴، ۵) میں فرمایا "انّا کنا مرسلین" کہ ہم ہی رسول بھیجتے ہیں۔ پس جب رسول بھیجنا خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے تو بند کرنا یا ختم کرنا بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ اس طرح خاتم النبیین تو خدا کی صفت قرار پائی۔ وہی مرسل النبیین ہوا اور وہی خاتم النبیین ھوا۔ حالانکہ قرآن مجید کی گواہی یہ ہے کہ رسول پاک ﷺ خاتم النبیین ہیں......؟

(۸) پھر دوسرے انبیاء تو ہمیشہ خواہش کرتے بلکہ دعا مانگتے رہے کہ خدا تعالیٰ ان کے متبعین کو بڑے روحانی درجات عطا فرمائے اور اپنے قرب سے انہیں نوازتا رہے۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دعائیں ہمارے سامنے ہیں۔ لیکن نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو اعلان ہو گیا کہ میری امت میں سے کسی کو نبوت کا اعلیٰ اور بلند مرتبہ نصیب نہ ہوگا......! پہلی امتوں میں شہداء اور صدیقین کے علاوہ خدا تعالیٰ انبیاء بھی مبعوث فرماتا رہا۔ لیکن اس امت میں شہداء، صالحین اور صدیقین تو ہوں گے مگر کسی فرد کو نبوت کے شرف سے نہ نوازا جائے گا...... کیا یہی فضیلت ہے جو سرکار دو عالم ﷺ کو عطا کی گئی ؟کیا یہی اعلیٰ درجہ ہے جو آپؐ کی امت کے حصہ میں آیا......؟

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر امتِ مسلمہ کی فضیلت کیا ہوئی؟ پھر کس وجہ سے اس امت کو خیر امت کہا جائے؟ جب ختمِ نبوت کے یہ معنی لئے جائیں کہ اس امت میں کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا تو پھر "شانِ ختمِ نبوت" میں "شان" چہ معنی؟ صرف دعویٰ ہی تو کافی نہیں ہو سکتا...... تفاسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی، عیسائی بلکہ مجوسی اور عرب لوگ ہمیشہ اپنے دین کو زیادہ اعلیٰ قرار دیتے، مثلاً الدر المنثور جزء ۲/ صفحہ نمبر ۲۲۶ پر لکھا ہے:۔

"افتخر اهل الأديان فقالت اليهود كتابنا خير الكتب واكرمها على الله ونبينا اكرم الانبياء على الله موسى خلابه وكلمه نجياً

ودیننا خیر الادیان وقالت النصاریٰ عیسی خاتم النبیین اتاہ اللہ التوراۃ والانجیل ولو ادرکہ محمد اتبعہ ودیننا خیر الدین وقالت المجوس وکفار العرب دیننا اقدم الادیان و خیرھا وقال المسلمون محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء و سید الرسل"۔

ترجمہ :۔ "مختلف ادیان کے لوگوں نے فخر کرنا شروع کیا۔ یہود نے کہا ہماری کتاب (توراۃ) سب سے افضل ہے۔ اللہ نے اس سے تخلیہ میں سرگوشیاں کیں اور کلام کیا' عیسائیوں نے کہا کہ عیسیٰؑ خاتم النبیین ہیں اللہ نے اسے توراۃ بھی دی' اور انجیل بھی' اگر محمد اس کا زمانہ پاتا تو اس کی پیروی کرتا اور ہمارا دین بہتر ہے اور مسلمانوں نے کہا کہ محمدؐ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور تمام رسولوں کے سردار ہیں"۔

ملاحظہ کیجئے' کیسے ہر مذہب کے پیرو اپنے دین کو افضل و اعلیٰ قرار دیتے ہیں۔ پس خاتم النبیین کے معنٰی تمام نبیوں کو ختم کرنے والا کئے جائیں تو ان معنوں سے لازم آتا ہے کہ نبیؑ کریم ﷺ نے گویا اعلان فرمادیا کہ میری امت میں سے کسی کو نبوت کا اعلیٰ منصب نصیب نہ ہوگا زیادہ سے زیادہ وہ صدیق کا درجہ حاصل کر سکیں گے اور یہ کوئی ایسا درجہ نہیں کہ جسے دوسری امتوں کے مقابل فخر کے ساتھ پیش کیا جاسکے کیونکہ دوسری امتوں میں بھی شہید اور صدیق بکثرت ہوئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

والذین آمنوا باللہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم۔ (الحدید آیت ۱۹) کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے وہ خدا کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔ پس لب لباب یہ کہ "شانِ ختم نبوت" سے آخر کیا مراد ہے؟

(۹) کیا آپ حضرت امام مہدیؑ و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کا عقیدہ رکھتے ہیں؟

(۱۰) حضرت امام مہدیؑ و حضرت عیسیٰؑ (جن کے آنے کی احادیثِ نبویہؐ میں خبر دی گئی) ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں یا دو علیحدہ وجود ہیں؟

(۱۱) اگر حضرت امام مہدیؑ و حضرت عیسیٰ دو الگ الگ ہستیاں ہیں تو:۔

(i) حضرت امام مہدی کن لوگوں میں سے ہوں گے۔ قریش' اہلِ بیت یا آل سلمان فارسیؓ میں سے ؟ (جب کہ تاریخ اسلام کے مطابق حضرت سلمانؓ نے تو شادی ہی نہیں کی تھی)

(ii) حضرت مہدی علیہ السلام کب تشریف لائیں گے ؟

(iii) حضرت امام مہدی علیہ السلام کی شناخت کیا ہو گی۔

(iv) آپؑ کو امام مہدی کون مقرر کرے گا؟ خدا تعالیٰ بذریعہ وحی والہام یا عوام بذریعہ انتخاب یا لاہور کے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب جن کا بیان ٹورانٹو کے بعض مقامی اردو اخبارات (پاکیزہ ہفت گی وغیرہ) میں بایں الفاظ شائع ہوا تھا کہ "حضرت امام مہدی دنیا میں کسی جگہ تولد ہو چکے ہیں" ......؟

(۱۲) حضرت امام مہدیؑ بعد ظہور کس فقہ پر عمل فرمائیں گے ؟ حنفی' شافعی' مالکی' حنبلی یا جعفریہ پر؟

(۱۳) (i) اگر حضرت امام مہدیؑ نے کسی ایک فقہ کو منتخب فرمایا تو دیگر فقہاء کے پیروکاروں کا متوقع ردِ عمل ؟ ذرا الفاظ میں نقشہ کھینچئے!

(ii) اور اگر حضرت امام مہدیؑ نے خود اجتہاد فرمایا اور اپنا ہی فقہ رائج فرمایا تو تمام مقلدوں اور غیر مقلدوں کے ردِ عمل کا نقشہ "کنزالایمان" جیسے جرائد مرتب کرنے والے علمائے حاضرہ کی رعونت فکر کو مدّنظر رکھتے ہوئے کھینچیں......؟ (جن کا کسی قدر تذکرہ اوپر تحذیر الناس کے نفسِ مضمون کی بابت پیر کرم شاہ بھیروی صاحب کے تعریفی مکتوب کے سلسلہ میں آچکا ہے)۔

(۱۴) آخری زمانہ کے موعود (حضرت مسیح علیہ السلام کیا وہی اسرائیلی نبی ہیں جو آج سے دو ہزار سال پہلے بھی دنیا میں تشریف لا چکے ہیں ؟ اگر موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہی اسرائیلی نبی ہیں تو ان کے اب تک آسمانوں پر بجسد عنصری زندہ ہونے پر کوئی قرآنی دلیل ؟

(۱۵) جب ان موعود عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ ظہور ہو گا تو کیا یہ خدا تعالیٰ کے نبی ہوں گے یا نہیں؟

مولانا محترم! قرآن و حدیث کی روشنی میں ان پیچیدہ سوالات کے جوابات اپنے پرچہ بصیرت میں رقم فرما کر ممنون فرمایئے گا۔ آپ کا غالباً ریڈیو پروگرام بھی نشر ہوتا ہے۔ لیکن کینیڈا جیسے ملک کی مصروف زندگی میں ریڈیو سننے کا موقع شاذ و نادر ہی ملتا ہے۔ اس لئے درخواست ہے کہ جوابات بذریعہ بصیرت عنایت فرمائیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ ویسے بھی بصیرت کی پیشانی پر لکھے گئے الفاظ ''امریکہ و کینیڈا میں اهل السنة والجماعة کا واحد ترجمان'' کی روشنی میں مندرج سوالات کے جوابات عنایت کرنے کا استحقاق آنمکرم سے زیادہ اور کس عالم دین کو ہو سکتا ہے؟ امید ہے کہ اپریل / مئی کے شماروں میں آپ ان کے جوابات ضرور رقم فرمادیں گے۔

یہ تھے سائل کے پندرہ سوالات جن کے جوابات ہم نے اپنے اس مضمون میں دیئے ہیں پھر جوابات سے فراغت کے بعد مضمون کے آخر میں مرزا جی کی شخصیت و حیثیت کے متعلق چند حقائق ان ہی کی تحریرات سے ''مرزا جی کی شخصیت و حیثیت اپنی تحریرات کے آئینہ میں'' کے عنوان سے پیش کئے ہیں تاکہ سائل کو اس حقیقت کا علم ہو جائے کہ سائل جس متنازعہ شخصیت کے وکیل صفائی کا فریضہ انجام دے رہا ہے اور جس کے خلاف وہ ایک حرف بھی سننا گوارا نہیں کرتا اس کی شخصیت کا معیار کیا ہے؟

نیز سائل کو اس آئینہ میں یہ حقیقت بھی نظر آجائے گی کہ مرزا جی نے اپنے ابتدائی دور میں کس کس طرح جھوٹ، غلط بیانی، دھوکہ اور فریب کے ذریعہ اپنے اصلی چہرے کو چھپا کر دوسروں کو مغالطے میں ڈالا تاکہ سائل کی یہ خوش فہمی بھی دور ہو جائے کہ فلاں فلاں نے تو اس کی تعریف کی یا اس کو اچھا مبلغ قرار دیا وغیرہ وغیرہ۔

خاکپائے اکابر
احقر شاہ محمد تفضّل علی جلال آبادی
۱۹۹۸/۵/۲۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون ملھم الصواب

سائل کے اس طویل و عریض بیان کو پڑھنے کے بعد اندازہ ہوا کہ سائل کو نہ صرف ختمِ نبوت اور خاتم النبیین کے معنی و مفہوم سمجھنے میں مغالطہ ہوا ہے بلکہ سائل نے اپنے ذہن میں ختمِ نبوت و خاتم النبیین کے ایک خود اختراعی معنی و مفہوم کو بٹھا کر اپنی بات کی تائید کے لئے بعض اکابر امت کی بیان کردہ فصیح و بلیغ عبارت کو غلط معنی پہنانے کی ناکام کوشش بھی کی ہے نیز اس کی یہ بھی کوشش رہی ہے کہ ان اکابرِ امت کے بیان کردہ مفہوم کو دوسرے حضرات کے بیان کردہ مفہوم سے متعارض ثابت کرے حالانکہ ان تمام حضرات کے بیان کردہ مفہومِ ختم نبوت میں باہم دیگر کوئی تعارض نہیں ہے بلکہ سب کا بیان کردہ مفہوم بالکل ایک دوسرے کے عین مطابق ہے۔ البتہ کہیں کہیں الفاظ و تعبیر کا فرق ہے یا کسی نے کسی ایک طرح ختم نبوت کو ثابت کیا اور کسی نے کسی دوسری طرح 'جب کہ مراد و مقصود سب کا ایک ہی ہے اس لئے اولاً ہم ختمِ نبوت و خاتم النبیین کے معنی و مفہوم کو بیان کریں گے اور یہ ثابت کریں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا' آخری پیغمبر ہونا اور آپ کے بعد کسی نبی کا دنیا میں مبعوث نہ ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے خواہ وہ صاحبِ شریعت نبی ہوں یا صرف پہلے نبی کے تابع 'نیز آپ کے بعد ہر مدعیٔ نبوت کا جھوٹا' گمراہ اور کافر ہونا ایسا مسئلہ ہے جس پر تمام صحابۂ کرامؓ' تابعین عظام سمیت آج تک ہر زمانے کے مسلمانوں کا اجماع و اتفاق رہا ہے۔

ثانیاً ہم اس بات کی نشان دہی کریں گے کہ سائل نے اپنے سوال میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ' علامہ لکھنویؒ اور علامہ ابنِ عربیؒ کی طرف جن عبارات کو منسوب کر کے ان سے اپنا خود ساختہ مفہوم نکال کر اپنی تائید اور دوسرے علماء کے بیان کردہ مفہوم سے متعارض ظاہر کرنے کی جو ناکام کوشش کی ہے یہ سراسر تلبیس و بددیانتی پر مبنی ہے کیونکہ اس نے اپنا مطلب نکالنے کے لئے یا تو ان حضرات کی طرف ان اقتباسات کو غلط منسوب

کر دیایاان عبارات کو سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے غلط و خود ساختہ معنی پہنانے کی کوشش کی ورنہ ان حضرات کی یہی عبارات جن کے اقتباسات سائل نے خود پیش کئے ہیں' اپنے سیاق و سباق سے ملکر بہانگ دھل بتلا رہی ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد سلسلۂ نبوت ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ہے۔ اور اب قیامت تک کوئی نبی مبعوث نہیں ہو سکتا اور جو شخص بھی حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا یا کسی نبی کے مبعوث ہونے کا عقیدہ رکھے گا وہ گمراہ اور کافر ہے۔ آخر میں ہم سائل کے تمام سوالوں کے مختصر جوابات پیش کریں گے جن میں سائل کے اس سوال کا جواب بھی ہو گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ختم نبوت کے منافی کیوں نہیں ہے۔

واللہ ھو الموفّق وھو ملھم الصّواب

ختمِ نبوت کے معنی

عربی زبان اور عربی محاورے کی رو سے لفظ "ختم" کئی ایک معنی میں مستعمل ہے۔ (۱) مہر لگانا (۲) بند کرنا (۳) کسی کام کو ختم کرنا (۴) انجام و آخر تک پہنچ جانا (۵) کسی چیز کو انتہا تک پہنچا دینا یا تمام و پورا کر لینا۔ مثلاً "ختم الکتاب" کے معنی ہیں پوری کتاب پڑھ لی' خط بند کر کے اس پر مہر لگادی۔ "خَتَمَ الاِنَاءَ" برتن کا منہ بند کر دیا۔

الغرض لغت کی تمام مستند کتابوں میں ختم کے یہ معانی موجود ہیں' ضرورت ہو تو قاموس۔ صحاح۔ لسان العرب۔ تاج العروس۔ اقرب الموارد۔ المنجد۔ وغیرہ کتب لغت کی طرف مراجعت کی جائے پس ختم نبوت کے معنی ہوئے سلسلہ نبوت ختم ہو گیا اس پر مہر لگ گئی۔ وہ اپنے انجام کو پہنچ گیا یعنی ہمارے پاک پیغمبر ﷺ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا' اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نبوت کا جو سلسلہ شروع فرمایا تھا حضور ﷺ کی نبوت اس سلسلہ کی آخری کڑی تھی اب آپ کی نبوت و رسالت کے بعد نہ کوئی رسول مبعوث ہو گا اور نہ کوئی نبی کیونکہ نبوت اپنے تمام درجات و مراتب کی آخری حد تک پہنچ گئی اور اب نبوت کا کوئی درجہ اور مرتبہ باقی نہیں رہا کہ جس تک وہ آئے اور اس کے لئے حرکت کر کے آگے بڑھے۔

ان الرسالۃ والنبوۃ قدانقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (مسند احمد۔ترمذی)

ترجمہ: بے شک رسالت و نبوت میرے بعد منقطع ہو چکی ہے میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی یعنی اب قیامت تک رسالت و نبوت ہمارے پاک پیغمبر ﷺ ہی کی چلے گی یہ نعمت اپنے انجام کو پہنچ کے مکمل ہو گئی اور نبوت کی تکمیل ہو گئی اب اس کامل نبوت کے بعد کسی نئی نبوت کی ضرورت باقی نہیں رہی یہی مراد ہے انقطاع نبوت سے اور چونکہ یہ تکمیل خاتم النبیین ﷺ کی نبوت پر ہوئی اسلئے اب قیامت تک حضور ﷺ ہی کی نبوت ہوگی حتی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوت پہلے پا چکے ہیں لیکن نزول کے بعد شریعت محمدیہ کی پابندی کریں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے۔

اسی بات کو شیخ احمدؒ اپنی مایہ ناز کتاب "التفسیرات الاحمدیہ" میں مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

لم یبعث بعدہ نبی قط واذانزل بعدہ عیسیٰ علیہ السلام فقد یعمل بشریعتہ ویکون خلیفۃً لہ' ولم یحکم بشطر من شریعۃ نفسہ وان کان نبیا قبلہ (التفسیرات الاحمدیہ ص ۶۲۳) یعنی "حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا اور جب حضور ﷺ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو حضور ﷺ ہی کی شریعت پر عمل کریں گے اور حضور ﷺ کے خلیفہ ہوں گے اور باوجود اس کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بطور نبی مبعوث ہو چکے' اپنی شریعت کے کسی ادنیٰ جزء پر بھی عمل نہیں کریں گے۔

خاتم النبیین کے معنی و مفہوم

لفظ خاتم بکسرالتاء وبفتح التاء دونوں طرح مستعمل ہے اور یہ لفظ خواہ بکسرالتاء ہو یا بفتح التاء دونوں کا حاصل ایک ہی ہے یعنی "آخر" پھر اسی معنی کے اعتبار سے یہ لفظ مہر کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے کیونکہ مہر کسی چیز پر اس کے بند کرنے کیلئے آخر میں ہی لگائی جاتی ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس میں مہر لگادی گئی ہے اب نہ کوئی چیز اس میں سے نکل سکتی ہے اور نہ کچھ اس کے اندر داخل ہو سکتا ہے اس

لئے علماء کرام نے خاتم بمعنی مہر کا حاصل بھی آخر ہی کے بتایا ہے پس خاتم النبیین کے معنی ہوئے آخرالنبیین یعنی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انبیاء کرام مبعوث کرنے کا جو سلسلہ اللہ تعالیٰ نے شروع فرمایا تھا' اس سلسلے کی آخری کڑی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور دنیا میں قیامت تک جتنے لوگوں کو نبوت ملنی تھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہی مل چکی اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی اس لئے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرات انبیاء کرام علیہ السلام کی جو فہرست شروع ہوئی تھی وہ آنحضرت ﷺ کے نام پر مکمل ہو گئی اور اس فہرست کا آخری نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسی بات کو "شرح عقائد" میں یوں بیان کیا گیا "اول الانبیاء آدمؑ و آخرھم محمد صلی اللہ علیہ وسلم "یعنی سب سے پہلے نبی آدمؑ اور سب سے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اسی بات کو نبی کریم ﷺ نے خود مختلف الفاظ میں بیان فرمایا ہے نمونے کے طور پر چند احادیث پیشِ خدمت ہیں لیکن آغاز قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے کرتے ہیں جس میں صراحت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا گیا ہے فرمایا:

ماکان محمدٌ أبا احدٍ مّن رّجالکُم ولکن رّسول اللہ و خاتم النّبیین

(سورہ احزاب آیت نمبر ۴۰)

ترجمہ: محمد ﷺ تمہارے مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں' مگر وہ اللہ کے رسول اور نبیوں میں آخری نبی ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے انتہائی صراحت کے ساتھ بتادیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں اور ان کے بعد سلسلہ نبوت ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ہے۔ اب یہی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے الفاظ میں بھی ملاحظہ ہو:

(۱) کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفه' نبیّ وانّه لا نبیّ بعدی وسیکون خلفاء۔ (بخاری' کتاب الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل)

ترجمہ: بنی اسرائیل کی سیاست و قیادت انبیاء کرام علیہم السلام کیا کرتے تھے

جب کوئی نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا بلکہ خلفاء ہوں گے۔

(۲) ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنیٰ بیتاًفاحسنه' واجمله اِلاموضع لبنۃٍ من زاویۃٍ فجعل الناس یطوفون به ویتعجبون له' ویقولون هلاّ وُضعت هذهِ اللّبِنۃ قال فأنا اللبنۃ وانا خاتم النبیّن

(بخاری کتاب المناقب باب خاتم النبیین)

ترجمہ: میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور انتہائی خوبصورت بنائی مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ جاتی ہے پس لوگ اس عمارت کے گرد چکر لگاتے اور اس کی خوبصورتی پر اظہارِ تعجب کرتے تھے مگر کہتے تھے اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں نبیوں میں آخری نبی ہوں۔

(۳) مسلم شریف کتاب الفضائل باب خاتم النبیین میں بخاری شریف کی یہی حدیث جو ہم نے یہاں دوسرے نمبر پر ذکر کی ہے مذکور ہے جس کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں:

"قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: فانا موضع اللبنۃ جئت فختمت الانبیاء"۔

ترجمہ: فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ میں اس اینٹ کی جگہ آیا ہوں اور میں نے انبیاء کرام کا سلسلہ ختم کر دیا۔

(۴) انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (مشکواۃ۔ابوداؤد/۲۶۰،۴ کتاب الفتن)

ترجمہ: میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔

(۵) اناالعاقب والعاقب الذی لیس بعده' نبی

(بخاری، مسلم کتاب الفضائل باب اسماء النبی)

ترجمہ: میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

(۶) ان اللّٰه لم یبعث نبیاً الاحذر امته الدجّال وأنا اٰخر الانبیاء وانتم

آخر الأمم وهو خارج فيكم لا محالة۔(ابن ماجہ۔کتاب الفتن باب الدجال)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو اور لامحالہ اُب اس کو تمہارے اندر ہی نکلنا ہے۔

قرآن وحدیث کے ان چند دلائل کو صرف نمونہ کے طور پر ہم نے ذکر کیا ہے ورنہ قرآن کریم کی سیکڑوں آیات اور حضور ﷺ کے بے شمار ارشادات ایسے ہیں جو انتہائی وضاحت اور غیر مبہم طور پر اس بات کو بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا اور جو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب کافر ہوگا اور اس کے ماننے والے بھی گمراہ کافر ہیں اور یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لے کر آج تک امت مسلمہ کے تمام طبقات کا اجماع چلا آرہا ہے کہ ہمارے پاک پیغمبر ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی کیونکہ اب قیامت تک نبوت ورسالت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہے یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے فوراً بعد جن لوگوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور جن لوگوں نے ان کی نبوت تسلیم کی ان سب کے خلاف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں تمام صحابہ کرامؓ نے بالا تفاق جنگ کی تھی (حوالہ کے لئے تمام معتبر تاریخی روایات کی طرف رجوع کیا جائے) پھر صحابہ کرامؓ کے بعد پہلی صدی سے لے کر آج تک تمام امت کا اجماع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا اور یہ کہ جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس منصب کا دعویٰ کرے یا اس دعویٰ کی تصدیق کرے وہ سب کافر، ضال، مضل اور ملت اسلامیہ سے خارج ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جھوٹے مدعیٔ نبوت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جو شخص اس سے نبوت کی کوئی علامت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرما چکے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں (من طلب منه علامة فقد كفر لقوله عليه السلام لا نبي بعدى)

(روح البیان ۷/۱۸۸) (مناقب ج ۱/۱۶۱)

علامہ ابنِ کثیرؒ فرماتے ہیں:

اخبر اللّٰہ تبارک وتعالیٰ فی کتابہٖ ورسولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی السنۃ المتواترۃ انہ' لا نبی بعدہ لیعلموا أن کل من ادعی ھذا المقام بعدہ' فھو کذاب افاک دجّال ضال" مضل۔ (ابنِ کثیر ۳/۵۱۰)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول اللہ ﷺ نے احادیث متواترہ میں خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص اس مقامِ نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب۔ مفتری۔ دجال۔ خود گمراہ۔ دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔ علامہ ابنِ جریر طبری آیت کریمہ: ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الذی ختم النبوۃ فطبع علیھا فلا تفتح لأحد بعدہ' اِلیٰ یو م قیام الساعۃ (تفسیر ابنِ جریر ۲۲/۱۲)

ترجمہ: جس نے سلسلۂ نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر کر دی اب قیام قیامت تک کسی کے لئے یہ دروازہ نہیں کھلے گا۔

علامہ بیضاویؒ اپنی تفسیر میں خاتم النبیین کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "آپ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء میں سب سے آخری نبی ہیں جس نے ان کا سلسلہ ختم کر دیا جس نے انبیاء کے سلسلے پر مہر لگادی (انوار التنزیل ج ۴ ص ۱۲۴)

صاحبِ مدارک علامہ حافظ الدینؒ فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا۔

(تفسیر مدارک التنزیل)

علامہ علاء الدین بغدادیؒ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم کر دی اب نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبوت ہے اور نہ آپ کے ساتھ کوئی اس میں شریک (تفسیر خازن)

صاحب روح المعانی علامہ آلوسی بغدادیؒ لکھتے ہیں: آپ ﷺ کے خاتم الانبیاء والرسل

ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس دنیا میں وصف نبوت سے آپ کے متصف ہونے کے بعد اب جن وانس میں سے ہر ایک کے لئے نبوت کا وصف منقطع ہو گیا۔ (تفسیر روح المعانی)

علامہ بغدادیؒ تھوڑا آگے چل کر مزید لکھتے ہیں "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا ایک ایسا امر ہے جسے قرآن وسنت نے صراحت کے ساتھ واضح طور پر بیان کیا ہے۔ اور تمام امت کا اس پر اجماع بھی ہے لہٰذا اس کے خلاف دعویٰ کرنے والے کو کافر قرار دیا جائے گا (تفسیر روح المعانی)

ختم نبوت اور خاتم النبیین کی مختصر تشریح اور عقیدہ ختمِ نبوت کے متعلق بطور نمونہ چند اکابر علماء ومفسرین کی تصریحات کے بعد ہم اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ سائل نے حضرت مولانا عبدالحیؒ لکھنویؒ کی طرف ایک خود ساختہ بات اور علامہ ابنِ عربیؒ کی طرف ایک عبارت غلط مفہوم کے ساتھ غلط طور پر کیسے منسوب کر دی ہے نیز ہم یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ سائل نے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے بیان کردہ مفہوم ختمِ نبوت کو کس طرح غلط معنی پہنانے کی کوشش کی ہے اور جھوٹ کے سہارے اپنے خود ساختہ عقائد کی تائید پیش کرنے کی کیسی انوکھی جسارت کی ہے نیز سائل کی اس خیانت و بددیانتی کی حقیقت بھی واضح کریں گے کہ سائل کس طرح حوالوں میں غلط بیانی اور کتر بیونت سے کام لے کر اس خوش فہمی میں مبتلا ہو گیا کہ وہ اپنے مکر و دجل میں کامیاب ہو چکا ہے' جیسا کہ وہ مذکورہ بالا تینوں حضرات کے حوالوں سے چند اقتباسات نقل کر کے کہتا ہے کہ "مندرجہ بالا اقتباسات کی روشنی میں تو حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ اور شیخ اکبر حضرت محی الدین ابنِ عربیؒ جیسی نامور وجید شخصیات بھی بظاہر شانِ ختمِ نبوت کی منکر دکھائی دے رہی ہیں جب کہ عقلاً یہ بات بعید از قیاس ہے"۔

ایک اور مقام پر لکھتا ہے کہ "حضرتِ مولانا نے تحذیر الناس میں خاتم النبیین حضرت محمد عربی ﷺ کی شانِ ختمِ نبوت کو نہایت عارفانہ انداز اور وجد آفریں طریق پر بیان فرمایا" پھر اپنی مطلب براری کے لئے تحذیر الناس سے چند ادھوری عبارات نقل کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ گویا حضرت مولانا کے عارفانہ بیان میں حضور ﷺ کے بعد بھی کسی نبی کے آنے کی گنجائش سمجھ میں آتی ہے۔

تحذیر الناس
پر قادیانی اعتراضات اور ان کے دندان شکن جوابات

تو لیجئے ہم سب سے پہلے تحذیر الناس میں ختم نبوت کے متعلق بیان کردہ عبارات کا خلاصہ مع ضروری تشریح پیش کرتے ہیں پھر تحذیر الناس ہی سے اپنے خلاصہ کے دلائل بھی ساتھ ساتھ پیش کریں گے جن سے قارئین کو کسی دقت کے بغیر سائل کی اس سعی لاحاصل کا اندازہ ہو جائے گا جس کے ذریعے اس نے یہ تاثر دینے کی ناکام کوشش کی ہے کہ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ خاتم الانبیاء کے جو معنی بیان کرتے ہیں وہ دوسرے علماء کے بیان کردہ معنی سے متعارض ہے اور گویا کہ سائل کے نزدیک معاذ اللہ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کی عبارت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کے آنے کی گنجائش نکلتی ہے حالانکہ حضرت نانوتویؒ کے بیان کردہ مفہوم ختمِ نبوت اور امت کے دوسرے افراد کے بیان کردہ مفہوم ختمِ نبوت میں نہ تو کوئی فرق ہے اور نہ کوئی تعارض بلکہ حضرت نانوتویؒ نے بھی ختمِ نبوت کے وہی معنی و مفہوم بیان فرمائے ہیں جو دوسرے افرادِ امت نے بیان فرمائے البتہ حضرت نانوتویؒ نے آیت کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دوسرے طریقے سے بھی خاتم النبیین ثابت کیا ہے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے ساتھ ساتھ تمام انبیاء کرام سے افضل واعلم ہونا بھی ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ذاتی ہے اور دوسرے انبیاء کرام کی عرضی اور چونکہ موصوف بالعرض کا سلسلہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے اس لئے تمام انبیاء کرام کی نبوت کا سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ختم ہے نیز حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے تحذیر الناس میں یہ بھی ثابت فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ صرف نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا بلکہ نبوت کے تمام کمالات بھی جو انبیاء کرام اور

نبوت کے ساتھ خاص ہیں اور یقیناً وہ کمالاتِ علمیہ ہیں۔ حضور ﷺ کی ذاتِ بابرکت پر پہنچ کر پایہ تکمیل کو پہنچ گئے اس لئے کمالاتِ نبوت کا سلسلہ بھی حضور ﷺ ہی کی ذاتِ بابرکت پر ختم ہے اور یہ ساری باتیں تحذیر الناس کی عبارات ہی میں واضح طور پر موجود ہیں۔ یہاں اس حقیقت سے آگاہ کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ان تمام عبارات کو پڑھتے وقت یہ بات ذہن میں رکھئے کہ تحذیر الناس در حقیقت کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے بلکہ ایک استفتاء کا جواب ہے جس میں مستفتی نے حضرت ابنِ عباسؓ کا ایک قول جو در منثور وغیرہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات زمینیں پیدا فرمائی ہیں اور ہر زمین میں ایک آدمؑ اس زمین کے آدمؑ کی طرح اور ایک نوحؑ اس زمین کے نوحؑ کی طرح اور ایک ابراہیمؑ اس زمین کے ابراہیمؑ کی طرح اور ایک عیسیٰؑ اس زمین کے عیسیٰ کی طرح اور ایک نبی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہے" تو مستفتی نے یہ شبہ ظاہر کیا تھا کہ اس حدیث سے تو ہر طبقہ ارض میں انبیاء کا ہونا اور ایک ایک خاتم النبیین کا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ پھر اس نے ایک عالم کے حوالے سے اس حدیث کا ایک مفہوم بیان کر کے لکھا تھا کہ علماء شرع سے استفتاء یہ ہے کہ الفاظ حدیث ان معنوں کو متحمل ہیں یا نہیں۔ جس کے جواب میں حضرت نانوتویؒ نے یہ مضمون تحریر فرمایا تھا جو اس وقت تحذیر الناس کے نام سے کتابی شکل میں موجود ہے۔ تو لیجئے ہم تحذیر الناس میں ختمِ نبوت کے متعلق حضرت نانوتویؒ نے جو کچھ ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ ضروری تشریح کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ نے تحذیر الناس میں جواب کا آغاز خاتم النبیین کے معنیٰ کے بیان سے کیا ہے پھر اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا تأخر زمانی اور رتبی دونوں اعتبار سے ہے یعنی زمانہ کے اعتبار سے بھی تمام انبیاء کرام کا سلسلۂ نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوتا ہے اور رتبہ کے اعتبار سے بھی نبوت و رسالت کے تمام کمالات اور مراتب سرکارِ کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت پر ختم ہوتے ہیں دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ نبوت و رسالت جب سے شروع ہوئی اور جن کمالات کو لے کر شروع ہوئی اور آخر کار جس حد پر آ کر رکی اور ان کی تکمیل ہوئی اس کے اول سے لیکر آخر تک جس قدر بھی کمالاتِ نبوت و رسالت

دنیا میں وقتاً فوقتاً آئے اور گروہ انبیاء میں سے کسی کو ملے وہ سب کے سب ہمارے پاک پیغمبر ﷺ میں آکر جمع ہوگئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی میں جمع ہوکر اپنے آخری کنارہ پر پہنچ گئے اور اب ان کا کوئی درجہ باقی نہ رہا کہ اسے پہنچانے کے لئے خدا کا کوئی اور نبی آئے اس لئے صرف زمانے کے اعتبار سے حضور ﷺ کو خاتم النبیین قرار دیدینا کافی نہیں ہے کیونکہ اس سے یہ فضائل و کمالات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت نہیں ہوں گے نیز آیت کریمہ میں جملہ ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین مقام مدح میں اوصاف مدح ہونے کی وجہ سے اس صورت میں تفسیر کا بھی کما حقہ حق ادا نہیں ہوگا جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رتبہ کے اعتبار سے آخری نبی قرار دینے کی صورت میں دونوں باتیں حاصل ہوجائینگی اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زمانہ اور رتبہ دونوں اعتبار سے آخری نبی قرار دیا جائے تاکہ دونوں طرح کا ختم مراد ہو۔ لیکن اگر ایک مراد ہو تو خاتمیت رتبی مراد لی جائے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاتمیت زمانی کے ساتھ ساتھ فضیلت و کمال بھی ثابت ہوجائے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی بھی قرار پا جائیں۔ اور افضل انبیاء بھی اسی بات کو بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ فرماتے ہیں کہ عوام تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف زمانہ کے اعتبار سے ہی خاتم النبیین سمجھتے ہیں اور بس ..... یعنی عوام کے خیال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین صرف اس وجہ سے ہیں کہ سب سے آخر میں تشریف لائے ہیں جب کہ اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ صرف اتنی بات کہ وہ سب سے آخر میں تشریف لائے گو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تو ثابت کردے گی مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کسی فضل و کمال کی دلیل نہیں بنے گی حالانکہ ہمارے آقا ﷺ صرف آخری نبی ہی نہیں بلکہ افضل الانبیاء بھی ہیں۔ اس کے بعد حضرت نانوتویؒ نے آیت کریمہ: ماکان محمد أبا احد الخ کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کے ساتھ ساتھ افضل الانبیاء منبع علوم نبوت اور تمام انبیاء کرام کے کمالات کے منتہی و مختتم ثابت کیا ہے بایں طور کہ آیت کریمہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین میں اللہ تعالیٰ نے تعریفی جملے کے ذریعے سے حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کی مدح فرمائی پھر خاتمیت کی بنیاد ایک ایسی بات پر رکھی جس سے از خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تأخر زمانی ثابت ہو جاتا ہے نیز اس سے نبوت کے جھوٹے دعوے کر کے خلائق کو گمراہ کرنے والوں کے لئے بھی تمام راہیں خود بخود بند ہو جاتی ہیں۔

پھر آیت کریمہ کے متعلق فرمایا کہ اس آیت سے بطور اطلاقِ عموم مجاز خاتمیت کو زمانی اور مرتبے دونوں سے عام لے لیا جائے تو دونوں طرح کا ختم مراد ہو گا اور اگر ایک ہی مراد لینا چاہیں تو خاتمیت رتبی مراد لے لیجئے جس سے خاتمیت زمانی خود بخود لازم آجائے گی۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاتمیت زمانی و خاتمیت رتبی دونوں ثابت ہو جائیں گے کہ رتبہ کے اعتبار سے بھی تمام انبیاء کرام کے لئے منبع و منتہی ہوں گے اور زمانے کے اعتبار سے تو تمام انبیاء کرام کے آخر میں آنا بداھۃً ثابت ہے ہی۔ یعنی ہمارے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دونوں اعتبار سے خاتم النبیین ہیں زمانہ کے اعتبار سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور مراتب و کمالات نبوت ورسالت کے اعتبار سے بھی خاتم و منتہی ہیں اور کمال مدح اسی میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دونوں قسم کی خاتمیت کو ثابت کیا جائے پھر اپنی بات کی دلیل میں فرمایا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دونوں قسموں کی خاتمیت کو ثابت کرنے کے بجائے صرف تأخر زمانی کے اعتبار سے خاتمیت مراد لی جائے تو مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کا تعریفی جملہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ہاں اگر جملہ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کو مقام مدح میں اوصاف مدح نہ قرار دیا جائے تو اس آیت سے فقط خاتمیت زمانی ثابت ہو گی لیکن میں جانتا ہوں کہ اہلِ اسلام میں سے کسی کو بھی یہ بات گوارا نہ ہو گی کہ ان اوصاف و مقام کو مدح قرار نہ دیں اور آیت سے صرف خاتمیت باعتبار تاخر زمانی مراد لے کیونکہ اس صورت میں ایک تو اللہ تعالیٰ کے کلام میں زیادہ گوئی کا وھم ہو گا کہ بلا ضرورت و بلا فائدہ کلام الٰہی میں ایک جملہ کا استعمال ماننا پڑے گا اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ کے اعتبار سے آخر میں آنا تو بالکل بدیہی بات ہے اب اگر اس جملہ سے بھی صرف اتنی ہی بات ثابت کی جائے تو کوئی نیا فائدہ نہ ہو گا اور یہ بھی ان اوصاف کی طرح ایک وصف ہو جائے گا جن کو

کمال نبوت یا فضائل نبوی میں کچھ دخل نہیں نیز اس صورت میں ان اوصاف میں سے صرف خاتم النبیین کو ذکر کرنے کی کوئی وجہ ترجیح بھی نہیں ہوگی دوسرا اس صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان شان کا احتمال بھی ہے کیونکہ اہلِ کمال کے کمالات کا ذکر نہ کرنا ان کی شان گھٹانے کے مترادف ہے یعنی اگر جملہ خاتم النبیین سے صرف زمانہ کے اعتبار سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر میں آنا مراد لیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ خاتمیت رتبی مراد لیکر (جس سے خاتمیت زمانی خود بخود بھی ثابت ہو جاتی ہے) حضور ﷺ کو کمالات نبوت کا منتہی و مختتم اور کسی بشر کے لئے جس قدر علوم و کمالات ممکن ہیں کا بھی خاتم قرار نہ دیا جائے تو گویا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر کو گھٹانے کے برابر ہے کیونکہ اہلِ کمال کے کمال کا ذکر نہ کرنا بھی ایک طرح ان کی قدر گھٹانا ہے لہٰذا صرف تاخر زمانی مراد لینے میں نقصان قدر کا احتمال ہوگا غرض حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے فرمایا کہ ہمارے پاک پیغمبر ﷺ جس طرح باعتبارِ زمانہ خاتم الانبیاء ہیں اسی طرح باعتبار رتبہ بھی خاتم الانبیاء، خاتم کمالات نبوت، جامع جمیع شئون نبوت اور منبع علوم نبوت و رسالت ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت بالذات کے وصف سے اور دوسرے تمام انبیاء کرام نبوت بالعرض کے وصف سے متصف ہیں۔ دوسرے تمام انبیاء کرام کی نبوت حضور کا فیض ہے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں اس لئے جس طرح زمانہ کے اعتبار سے حضور ﷺ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہونے کی وجہ سے حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں اسی طرح کمالات و علوم نبوت کے بھی منتہی و خاتم ہونے کی وجہ سے خاتم النبیین ہیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیک وقت نبی الامت بھی ہیں اور نبی الانبیاء بھی یہی وجہ ہے کہ آیت کریمہ واذأخذ اللہ میثاق النبییّن الخ میں اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے یہ عہد لیا کہ اگر وہ خود ان کا زمانہ پائیں تو ان پر ایمان لائیں اور ان کی تائید و نصرت کریں اور اپنی اپنی امتوں کو بھی یہی ہدایت کر جائیں۔ مذکورہ بالا باتوں کے دلائل کے لئے ملاحظہ ہو حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی عبارات تحذیر الناس:

''الحمد للّٰہ ربّ العلمین، والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ خاتم النبیین، سیّد المرسلین وآلِہٖ وَاصحابہٖ اجمعین۔ بعد حمد وصلاۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تأخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح نہ قرار دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تأخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہلِ اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللّٰہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور قد و قامت، شکل و رنگ، حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول اللہ ﷺ کی جانب نقصان قدر کا احتمال ہے کیونکہ اہلِ کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجئے باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس لئے سدباب اتباع مدّعیان نبوت کیا ہے جو کل جھوٹے دعویٰ کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے البتہ فی حد ذاتہٖ قابلِ لحاظ ہے (الیٰ قولہ) بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تأخر زمانی اور سدّباب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور افضلیت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے'

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے، موصوف بالذات کا وصف جس کا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا مثال درکار ہو تو لیجئے

زمین و کہسار اور درو دیوار کا نور اگر آفتاب کا فیض ہے تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہیں اور ہماری غرض وصف ذاتی ہونے سے اتنی ہی تھی'۔ (تحذیر الناس ص ۴،۵)

اس کے بعد مذکورہ بالا بات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے یہ ثابت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبوت بالذات سے متصف ہیں اور دوسرے انبیاء کرام نبوت بالعرض سے اور چونکہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے اس لئے نبوت کا جو بھی کمال جس جس رنگ میں جہاں جہاں اور جس جس پاک شخصیت میں موجود تھا وہ آخر کار آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر آکر منتہی ہوگا' اس طرح تمام انبیاء کا سلسلہ نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر آکر ختم ہو جائے گا جیسا کہ فرمایا: ''سو اسی ظہور رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کو تصور فرمایئے' یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض' اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت مختتم ہو جاتا ہے غرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے نبی الامت ہیں ویسے ہی نبی الانبیاء بھی ہیں اور یہی وجہ ہوئی کہ بشہادت:

وَاِذْ اَخَذَاللّٰہُ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتابٍ وَّحِکمَةٍ ثُمَّ جآءَ کُمْ رسولٌ مّصدّقٌ لّما معکُم لتؤمننّ بہٖ ولتنصرُنّہ اور انبیاء کرام علیہم السلام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور اقتداء کا عہد لیا گیا ادھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ اگر حضرت موسیٰؑ بھی زندہ ہوتے تو میرا ہی اتباع کرتے علاوہ بریں بعد نزول حضرت عیسیٰؑ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کرنا اسی بات پر مبنی ہے،، (تحذیر الناس صفحہ ۶)

اسکے بعد حضرت نانوتویؒ ایک دوسرے طریقے سے ختمِ نبوت کو ثابت کرتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ چونکہ نبوت و کمالات نبوت آپ پر پہنچ کر ختم ہوگئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کمالاتِ نبوت کے منتہاء ہوئے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ شریعت و دین بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر ختم و مکمل ہو گیا اور شریعت و دین کا بھی کوئی تکمیل

طلب حصہ باقی نہ رہا کہ اسے پہنچانے اور مکمل کرنے کے لئے کسی اور نبی کو دنیا میں بھیجنے کی ضرورت ہے اس لئے کہ خاتم النبیین کے لئے خاتم الشرائع، خاتم الادیان اور خاتم الکتب ہونا بھی ضروری ہے اور چونکہ کامل ہی ناقص کے لئے ناسخ بنتا ہے اس لئے شریعت محمدیہ ہی دوسرے ادیان کا ناسخ ہوگی اور ظاہر ہے کہ ناسخ آخر میں آتا ہے اور منسوخ پہلے اس لئے اس شریعت کا آخر میں آنا اور اس کے لانے والے کا سب کے آخر میں مبعوث ہونا بھی ضروری تھا اس بناء پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی خاتم النبیین ہیں اس بات کو مولانا موصوف نے تحذیر الناس میں بڑی تفصیل سے یوں بیان فرمایا کہ چونکہ ہمارے پاک پیغمبر ﷺ وصف نبوت میں موصوف بالذات ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ باقی تمام انبیاء کرام موصوف بالعرض لہٰذا یہی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کی واضح دلیل ہے کیونکہ موصوف بالذات اعلیٰ ہوتا ہے اور موصوف بالعرض ادنیٰ، اب اگر اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی قرار دیکر آخر میں بھیجنے کے بجائے شروع میں یا درمیان میں مبعوث فرماتے تو مندرجہ ذیل تین خرابیوں میں سے کوئی ایک خرابی ضرور لازم آتی یا تو حضور کے بعد آنے والے انبیاء کا دین دینِ محمدی کو منسوخ کر دیتا جس سے اعلیٰ کا ادنیٰ سے منسوخ ہونا لازم آتا جو کہ سراسر اصول نسخ کے خلاف ہے یا بلا ضرورت اس دین کو اتارا جانا یا قرآن کریم کی بعض یات کی تکذیب لازم آتی۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ مانا جائے تو بعد میں آنے والے انبیاء کا دین اگر دین محمدی کے خلاف ہوتا تو لازماً دینِ محمدی منسوخ ہو جاتا اور چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ذاتی ہے لہٰذا دین محمدی اعلیٰ ہوا اب اعلیٰ کا ادنی سے منسوخ ہونا لازم آیا جب کہ نسخ کا اصول یہ ہے کہ ناسخ منسوخ سے بہتر ہو یا کم از کم اسی جیسا ہو جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے: مانَنسخ من آيَةٍ أوْنُنسها نأت بخير منها أوْ مثلها یعنی ہم اپنی جس آیت کو منسوخ کر دیتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس کی جگہ اس سے بہتر یا اس جیسی دوسری آیت لے آتے ہیں" اور اگر آنے والے انبیاء کا دین دینِ محمدی کے خلاف نہ ہوا تو پھر اس کی دو صورتیں ہیں یا تو انہی علوم پر مشتمل ہوگا جن پر دینِ محمدی

مشتمل تھا تو اس صورت میں اس دین کا نزول بلا ضرورت ہوگا اور بلا ضرورت کوئی کام کرنا فعل عبث ہے جس سے ذات باری بالکل منزہ ہے اس لئے کسی ایسے فعل کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا جو عبث ہے کسی طرح بھی صحیح نہیں اور اگر انبیاء متاخرین کا دین جن علوم پر مشتمل ہے وہ ان علوم کے علاوہ ہو جن پر دین محمدی مشتمل تھا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ان علوم کا بیان قرآن کریم میں نہیں تھا جس پر انبیاء متاخرین کا دین مشتمل ہے۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے کہ قرآن تبیاناً لکل شیئی ہے لہٰذا اس صورت میں آیتِ کریمہ تبیاناً لکل شیئی کی تکذیب لازم آتی ہے اس لئے یہ تینوں صورتیں باطل ہیں اور جب تینوں صورتیں باطل ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شروع میں یا وسط میں آنا بھی باطل۔ لازماً حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اس بات کو حضرت نانوتویؒ نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں جن الفاظ میں بیان فرمایا اس کی چند سطور پیشِ خدمت ہیں فرمایا: "بالجملہ رسول اللہ ﷺ وصف نبوت میں موصوف بالذات ہیں اور سوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور انبیاء موصوف بالعرض اس صورت میں اگر رسول اللہ کو اوّل یا اوسط میں رکھتے تو انبیاء متاخرین کا دین اگر مخالف دینِ محمدی ہوتا تو اعلیٰ کا ادنی سے منسوخ ہونا لازم آتا حالانکہ خود فرماتے ہیں۔

ماننسخ من آیةٍ اوننسها نأت بخیر منها اومثلها۔ اور کیوں نہ ہو یوں نہ ہو تو اعطاء دین منجملہ رحمت نہ رہے آثار غضب میں سے ہو جائے ہاں اگر یہ بات متصور ہوتی کہ اعلی درجہ کے علماء کے علوم ادنی درجہ کے علماء کے علوم سے کمتر اور اَدوَن ہوتے ہیں تو مضائقہ بھی نہ تھا پر سب جانتے ہیں کہ کسی عالم کا عالی مرتبت ہونا مراتب علوم پر موقوف ہے یہ نہیں تو وہ بھی نہیں اور انبیاء متاخرین کا دین اگر مخالف نہ ہوتا تو یہ بات ضرور ہے کہ انبیاء متاخرین پر وحی آتی اور افاضۂ علوم کیا جاتا ورنہ نبوت کے پھر کیا معنی؟ سو اس صورت میں اگر وہی علوم محمدی ہوتے تو بعد وعدۂ محکم اِنَّا نَحنُ نَزَّلنَا الذِّکرَ وانا له لحٰفظون کے جو بہ نسبت اس کتاب کے جس کو قرآن کہئے اور بشہادت آیت "ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیءٍ جامع العلوم ہے کیا ضرورت تھی

اور اگر علوم انبیاء متاخرین علوم محمدی کے علاوہ ہوتے تو اس کتاب کا تبیانا لکل شیء ہونا غلط ہو جاتا۔

بالجملہ جیسے ایسے نبی جامع العلوم کے لئے ایسی ہی کتاب جامع چاہیئے تھی تاکہ علوم مراتب نبوت جو لاجرم علوم مراتب علمی ہے چنانچہ معروض ہو چکا میسر آئی ورنہ یہ علوم مراتب نبوت بے شک ایک قول دروغ اور حکایت غلط ہوتی ایسے ہی ختم نبوت بمعنی معروض کو تاخر زمانی لازم ہے چنانچہ اضافت الی النبیّین بایں اعتبار کہ نبوت منجملہ اقسام مراتب ہے یہی ہے کہ اس مفہوم کا مضاف الیہ وصف نبوت ہے زمانہ نبوت نہیں اور ظاہر ہے کہ درصورت ارادہ تاخر زمانی مضاف الیہ حقیقی زمانہ ہوگا اور اُمر زمانی اعنی نبوت بالعرض، ہاں اگر بطورِ اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت کو زمانی اور مرتبے سے عام لے لیجئے تو پھر دونوں طرح کا ختم مراد ہوگا پر ایک مراد ہو تو شایانِ شان محمدی ﷺ خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی۔

(تحذیر الناس ص ۱۰/۱۱)

اس کے بعد حضرت نانوتویؒ نے تقدم و تاخر کی تینوں قسمیں بیان فرما کر ایک مثال سے سمجھایا پھر فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف زمانہ کے اعتبار سے ہی آخری نبی نہیں بلکہ مرتبے میں بھی دوسرے تمام انبیاء کے منتہی و مختتم ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاتمیت زمانی تو کتاب اللہ سنت متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے لہٰذا اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی کا منکر ہوگا تو وہ اسی طرح کافر ہوگا جس طرح نماز فرائض و وتر کی تعدادِ رکعات کا منکر کافر ہے۔ یعنی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی بدبخت حضور ﷺ کو زمانہ کے اعتبار سے آخری نبی نہیں مانتا ہے تو وہ بھی اسی طرح کافر ہے جس طرح نمازِ فرض کی تعدادِ رکعتوں کا منکر کافر ہے۔

ملاحظہ ہو حضرت نانوتویؒ کی عبارت:

"سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے ادھر تصریحات نبوی مثل اَنتَ مِنّی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ اِلاَّ اَنّہ، لانَبِیَّ بَعدِیْ اَوکَمَا قال۔

جو بظاہر بطرزِ مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا گو الفاظ مذکور بسند تواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہو گا جیسا تواتر تعداد رکعاتِ فرائض ووتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ احادیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا کہ اس کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہو گا اب دیکھئے کہ اس صورت میں عطف بین الجملتین اور استدراک اور استثناء مذکور بھی بغایت درجہ چسپاں نظر آتا ہے اور خاتمیت بھی بوجہ احسن ثابت ہوتی ہے اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی اور نیز اس صورت میں جیسے قرأت خاتِم بکسر التاء چسپاں ہے ایسے ہی قرأت خاتَم بفتح التاء بھی نہایت درجہ کو بے تکلف موزوں ہو جاتی ہے کیونکہ جیسے خاتَم بفتح التاء کا اثر اور نقش مختوم علیہ میں ہوتا ہے ایسے ہی موصوف بالذات کا اثر موصوف بالعرض میں ہوتا ہے۔

(تحذیر الناس ص ۱۲۔ ۱۳)

اس کے بعد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ خاتمیت کو علی الاطلاق حضور ﷺ کے لئے ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم الانبیاء ہونا چونکہ زمانہ ورتبہ دونوں اعتبار سے ہے اس لئے اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہر لحاظ سے تمام انبیا کرام کا سلسلہ نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلا استثناء تمام انبیاء کرام کے لئے خاتم النبیین اور آخر المرسلین ہیں اور سلسلہ نبوت بہر صورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی ختم ہو حتیٰ کہ اگر بفرضِ محال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی اس زمین میں یا کسی اور زمین یا آسمان میں کوئی نبی ہو تو اس کا سلسلہ نبوت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی ختم ہو گا۔ اس کے لئے بھی حضور ﷺ ہی خاتم الانبیاء ہوں گے اور وہ بھی اپنی نبوت میں دوسرے انبیاء کرام کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا محتاج ہو گا کیونکہ نبوت ورسالت کے تمام کمالات اور مراتب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر ختم ہیں اور نبوت چونکہ کمالات علمیہ میں سے ہے اس لئے خاتم النبیین کے معنی یہ ہوں گے کہ جو علم کسی بشر کے لئے ممکن ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا اور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ کے اعتبار سے بھی آخری نبی ہیں اور رتبہ کے اعتبار سے بھی ملاحظہ ہو تحذیر الناس کی عبارت حضرت مولانا نانوتویؒ کے الفاظ میں :

"پر باندیشہ تطویل قدر ضرورت پر اکتفا کر کے عرض پرداز ہوں کہ اطلاق خاتم اس بات کو مقتضی ہے کہ تمام انبیاء کا سلسلہ نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوتا ہے جیسے انبیاء گزشتہ کا وصف نبوت میں حسبِ تقریر مسطور اس لفظ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف محتاج ہونا ثابت ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی وصف میں کسی کی طرف محتاج نہ ہونا اس میں انبیاء گزشتہ ہوں یا کوئی اور اسی طرح اگر فرض کیجئے آپ کے زمانہ میں بھی اس زمین میں یا کسی اور زمین میں یا آسمان میں کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصفِ نبوت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا محتاج ہوگا اور اس کا سلسلہ نبوت بہر طور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگا اور کیوں نہ ہو عمل کا سلسلہ علم پر ختم ہوتا ہے جب علم ممکن للبشر ہی ختم ہو گیا تو پھر سلسلہ علم و عمل کیا چلے۔ غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے"۔ (تحذیر الناس ص ۱۷۔۱۸)

اس کے بعد حضرت نانوتویؒ سائل کے سوال کا تفصیلی جواب دیتے ہوئے ایک مقام پر یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ اس زمین کے علاوہ اور چھ زمینوں کو تسلیم کر لینے کی صورت میں حدیث میں جو تشبیہ دی گئی کہ وہاں کے آدم و نوح وغیر ھم یہاں کے آدم و نوحؑ کی طرح ہیں تو اگر وہاں کے آدم و نوح وغیر ھمؑ یہاں کے آدم و نوحؑ سے زمانہ سابق میں ہوں پھر تو کوئی اشکال کی بات ہی نہیں کیونکہ اس صورت میں باوجود مماثلت کلی کے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانے کے اعتبار سے خاتم الانبیاء ہونے میں کوئی فرق ہی نہیں پڑے گا اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بالذات سے متصف مان لیا جائے جیسا کہ میں نے کیا تو پھر تمام سوالات ہی ختم ہو جائیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت

بدرجہ اتم ثابت ہو گی۔ کیونکہ اس صورت میں کسی بھی نبی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مماثل قرار نہیں دے سکتے حتی کہ بفرض محال اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے یا بعد میں بھی اس زمین یا کسی اور زمین میں کسی نبی کو فرض کر لیا جائے تو وہ بھی اپنی نبوت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا محتاج ہو گا اس کے لئے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہوں گے بلکہ اس صورت میں بہت مضبوط طریقے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت ثابت ہو گی۔ ملاحظہ ہو تحذیر الناس کی عبارت۔

"اور اگر در صورت تسلیم اور چھ زمینوں کے وہاں کے آدم ونوح وغیرھم علیھم السلام یہاں کے آدم ونوح علیھم السلام وغیرھم سے زمانہ سابق میں ہوں تو باوجود مماثلت کلی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانے سے انکار نہ ہو سکے گا جو وہاں کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مساوات میں کچھ حجت کیجئے ہاں اگر خاتمیت بمعنے اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول اللہ صلعم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلعم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت ثابت نہ ہو گی افراد مقدرہ پر بھی آپکی افضلیت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے بالجملہ ثبوت اثر مذکور دونا مثبت خاتمیت ہے معارض ومخالف خاتم النبیین نہیں جو یوں کہا جائے کہ یہ اثر شاذ بمعنے مخالف روایت ثقات ہے"۔ (تحذیر الناس ص ۳۳،۳۴)

نیز کتاب تحذیر الناس کے آخر میں بحث کو سمیٹتے ہوئے حضرت مولانا موصوفؒ فرماتے ہیں کہ:

"تقریر متعلق معنی خاتم النبیین سے یہ بات تو سبھی اہلِ فہم سمجھ گئے ہوں گے کہ موصوف بوصف نبوت بالذات تو ہمارے رسول اللہ ﷺ ہی ہیں باقی اور انبیاء میں اگر

کمال نبوت آیا ہے تو جناب ختم مآب ﷺ ہی کی طرف سے آیا ہے۔ مگر بایں لحاظ کہ ہر نبی کی روح اس کے امتیوں کی ارواح کے لئے معدن اور اصل ہوتی ہے چنانچہ تقریر متعلق آیت "النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم" میں ادنیٰ تامل کیجئے تو اس پر شاھد ہے یوں سمجھ میں آتا ہے کہ اور انبیاء رسول اللہ ﷺ سے فیض لیکر امتیوں کو پہنچاتے ہیں غرض بیچ میں واسطہ فیض ہیں مستقل بالذات نہیں مگر یہ بات بعینہ وہی ہے جو آئینہ کی نور افشانی میں ہوتی ہے غرض جیسے آئینہ آفتاب اور اس دھوپ میں واسطہ ہوتا ہے جو اس کے وسیلہ سے ان مواضع میں پیدا ہوتی ہے جو خود مقابل آفتاب نہیں ہوتی پر آئینہ مقابل آفتاب کے مقابل ہوتی ہیں۔ ایسے ہی انبیاء باقی بھی مثل آئینہ بیچ میں واسطہ فیض ہیں (الی قولہ) ان تمام مضامین کے مطالعہ کرنے والوں کو یہ بات بخوبی روشن ہو گئی ہو گی کہ درصورتِ تسلیم اراضی ودیگر بطور معلوم بشہادت جملہ خاتم النبیین تمام زمینوں میں ہمارے ہی نبی پاک شاہ لولاک کی جلوہ گری ہو گی اور وہاں کے انبیاء آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دریوزہ گر ہوں گے" (تحذیر الناس ص ۳۸-۳۹)

پھر حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے جواب کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سات زمینیں اور انمیں انبیاء کرام کے وجود کو تسلیم کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا بلکہ حضور ﷺ کی عزت و عظمت اور بڑھ جاتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت مزید سات گنا مضبوط ہو جاتی ہے کہ ہمارے پاک پیغمبر ﷺ نہ صرف اس زمین کے انبیاء کرام کیلئے خاتم النبیین ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ساتوں زمینوں میں اور ساتوں آسمانوں میں جتنے انبیاء کرام بھیجے سب کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو خاتم الانبیاء بنایا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد جس طرح اس زمین میں اور کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا اسی طرح کسی اور زمین یا آسمان میں نبی پیدا نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نامزد شدہ تمام انبیاء کرام کے خاتم و آخری نبی تشریف لا چکے ہیں جس کے بعد ہر طبقہ ارض و سما میں نبوت کا یہ سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ہے پس اس طرح قرآن کریم کی آیت الذی خلق سبع

سموات ومن الارض مثلهن يتنزل الامر بينهن (سورہ طلاق آیت ۱۲) (خدا ہی ہے جس نے سات آسمان بنائے اور زمین کی قسم سے بھی انہی کی مانند۔ ان کے درمیان حکم نازل ہوتا رہتا ہے) کی ایک صحیح تفسیر بھی اس حدیث ابنِ عباسؓ کے ذریعہ نکل آتی ہے اور حضور کی خاتمیت بھی مضبوط ہو جاتی ہے اور حدیث رسول سے قرآن کریم کی تفسیر اقوال مفسرین سے تفسیر کے مقابلہ میں ہر لحاظ سے بہتر بھی ہے کیونکہ قرآن کی تفسیر حدیث سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے۔

اب ان باتوں کے دلائل حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے الفاظ میں تحذیر الناس ہی کی عبارات میں ملاحظہ ہوں فرمایا: بعد اس تفصیل کے بطور خلاصہ تقریر و فذالکہ دلائل یہ عرض ہے کہ ہر زمین میں اس زمین کے انبیاء کا خاتم ہے پر ہمارے رسول مقبول ﷺ ان سب کے خاتم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ وہ نسبت ہے جو بادشاہِ ہفت اقلیم کو بادشاہان اقالیم خاصہ کے ساتھ نسبت ہوتی ہے جیسے ہر اقلیم کی حکومت اس اقلیم کے بادشاہ پر اختتام پاتی ہے چنانچہ اسی وجہ سے اس کو بادشاہ کہا آخر بادشاہ وہی ہوتا ہے جو سب کا حاکم ہوتا ہے ایسے ہی ہر زمین کی حکومت نبوت اس زمین کے خاتم پر ختم ہو جاتی ہے پر جیسے ہر اقلیم کا بادشاہ باوجودیکہ بادشاہ ہے پر بادشاہ ہفت اقلیم کا محکوم ہے ایسے ہی ہر زمین کا خاتم اگرچہ خاتم ہے پر ہمارے خاتم النبیین کا تابع جیسے بادشاہ ہفت اقلیم کی عزت اور عظمت اپنی اس اقلیم کی رعیت پر حاکم ہونے سے جس میں خود مقیم ہے اتنی نہیں سمجھی جاتی جتنی کہ بادشاہان اقالیم باقیہ پر حاکم ہونے سے سمجھی جاتی ہے۔ ایسی ہی رسول اللہ ﷺ کی عزت اور عظمت اپنی اس اقلیم کی رعیت پر حاکم ہونے سے جس میں خود مقیم ہے اتنی نہیں سمجھی جاتی جتنی بادشاہانِ اقالیم باقیہ پر حاکم ہونے سے سمجھی جاتی ہے' ایسے ہی رسول اللہ ﷺ کی عزت اور عظمت فقط اس زمین کے انبیاء کے خاتم ہونے سے نہیں سمجھی جاسکتی جتنی خاتمین اراضی سافلہ کے خاتم ہونے سے سمجھی جاتی ہے مگر تعجب آتا ہے آج کل کے مسلمانوں سے کہ کس تشدد سے اور خاتموں بلکہ خود زمینوں سے انکار کرتے ہیں تس پر ماننے والوں پر کفر کے فتوے دیتے ہیں یا سنی نہ ہونے کا اتہام کرتے ہیں یہ وہی مثل ہوئی

کہ نکٹوں نے ناک والوں کو نا کو کہا تھا خلاصہ مکنون خاطر منکرین اس صورت میں یہ ہو گا کہ رسول اللہ ﷺ کو اتنا عظیم الشان مت سمجھو کافر ہو جاوگے رسول اللہ ﷺ سے اتنی محبت نہ کرو دیکھو سنی نہ رہو گے سو اگر یہی کفر و اسلام اور یہی بدعت و سنت ہے تو اس اسلام سے کفر بہتر ہے اور سنت سے بدعت افضل امام شافعیؒ نے ان لوگوں کے مقابلہ میں جو محبت اہلِ بیت بوجہ غلو رفض سمجھتے تھے یوں فرمایا تھا۔ شعر

ان کان رفضاً حبّ آل محمد　　فلیشهد الثقلان انی رافض

ہم ان صاحبوں کے مقابلہ میں جو رسول اللہ ﷺ کی اس قدر ازدیاد قدر سے کہ ان کے خیال سے سات گنی ہو جائے برا مانتے ہیں کہ قائلین ازدیاد قدر کو کافر یا خارج از مذہب اھل سنت سمجھتے ہیں اس شعر کو بدل کر یوں پڑھتے ہیں

ان کان کفراحبّ قدر محمد　　فلیشهد الثقلان انی کافر

یہ تو خلاصۂ مطلب تھا اب خلاصہ دلائل بھی سن لیجئے کہ درباره وصف نبوت فقط اسی زمین کے انبیاء علیہم السلام ہمارے خاتم النبیین ﷺ سے اس طرح مستفید و مستفیض نہیں جیسے آفتاب سے قمر و کواکب باقیہ بلکہ اور زمینوں کے خاتم النبیین بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح مستفید و مستفیض ہیں مگر یہ بات سات زمینوں کے ہونے اور ہر زمین میں انبیاء کے ہونے پر اور پھر ان انبیاء کے وصف نبوت میں معروض اور آپ کے واسطے فی العروض ہونے پر موقوف ہے جب تک یہ بات ثابت نہ ہو تب تک ثبوت مطلب متصور نہیں سو سات زمینوں کے ہونے پر ایک تو یہ آیت اللہ الذی خلق سبع سمٰوات دوسرے حدیث مسطور ایک جس کو من اولہ الی آخرہ نقل کر چکا ہوں اور بعد ظہور توافق آیہ و حدیث اس باب میں ان مفسروں کا قول جنہوں نے سبع ارضین سے سبع اقالیم مراد لی ہیں یا ہفت طبقات زمین واحد تجویز کیے ہیں معتبر نہیں ہو سکتا خاص کر اہل فہم کے نزدیک کیونکہ آیہ مذکورہ بھی بے معونت ومعنیہ حدیث مسطور تعداد اراضی پر اور وہ بھی بقدر ہفت ایسی صاف دلالت کرتی ہے جیسے آسمانوں کے سات ہونے پر لفظ سبع سمٰوات جیسے سبع سمٰوات کے معنی میں کسی نے یہ نہیں کہا کہ سات

ٹکڑے ہیں یا سات برج مثلاً یا سات طبقے ایک آسمان کے ہیں ایسے ہی یہاں یہ خیال باطل نہ
باندھنا چاہیئے اور ہر زمین میں انبیاء ہونے کی دلیل بھی قطع نظر اس ثبوت کے جو اوپر
مرقوم ہوا بدستور مضمون سابق ایک آیت ہے اور ایک حدیث' آیۃ تو یہی اللہ الذی
خلق سبع سمٰوات و من الارض مثلهن یتنزل الأمر بینهن اور حدیث وہ اثر
حضرت عبداللہ بن عباسؓ جس کی طرف اوپر اشارہ گزرا دلالت اثر ظاہر ہے پر دلالت
آیۃ میں البتہ اتنی تفصیل نہیں سو یہ اسی پر کیا موقوف ہے اکثر آیات اسی طرح اپنے
مطالب پر دلالت کرتے ہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ ماقل وکفیٰ خیر مماکثر والھیٰ
یا ماقلّ ودلّ خیر مماکثر واملّ سو تمام آیات میں یہی ہے کہ الفاظ قلیل و معانی کثیر
لیکن فہم ہو تو جتنا پورا پورا بیان مطالب کلام اللہ کے الفاظ میں ہوتا ہے وتنا اور الفاظ اور
بیانات تو درکنار الفاظ حدیث میں بھی نہیں پر تھوڑے سے الفاظ میں مطالب کثیرہ جو مجتمع
ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے سے الفاظ جدے نہیں ہوتے یعنی ہر ایک مطلب کے لئے
جدا لفظ نہیں ہوتا اس لئے ہم سے جاہلوں کو بسا اوقات معلوم نہیں ہوتے ہاں بدلالت
شرح صحیح جو احادیث نبوی ﷺ ہیں البتہ بڑے بڑے مطالب تھوڑے تھوڑے الفاظ
سے نکل آتے ہیں۔ غرض احادیث نبوی ﷺ قرآن کی اول تفسیر ہے اور کیوں نہ ہو کلام
اللہ کی شان میں خود فرماتے ہیں ونزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شئی جب کلام
اللہ میں سب کچھ ہوا یعنی ہر چیز بالاجمال مذکور ہوئی تو اب احادیث میں بجز تفسیر قرآنی اور
کیا ہوگا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر قرآن دان بھی کوئی نہ ہوا۔ اس
صورت میں جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے وہی صحیح ہوگا اگر آپ کی طرف کوئی قول
منسوب ہو اور عقل کے مخالف نہ ہو تو گو باعتبار سند اتنا قوی نہ ہو جیسے ہوا کرتی ہیں تب بھی
اور مفسروں کے احتمالوں سے تو زیادہ سمجھنا چاہیے اس لیے کہ اقوال مفسرین کی سند بھی تو
اس درجہ کی کہیں کہیں ملتی ہے پھر ان کی فہم کا چنداں اعتبار نہیں ہو سکتا ہے کہ ان سے
خطا ہوئی ہو تسپر پھر جب باعتبار سند کے برابر ہوئی اور ایک آپ کا قول ہو دوسرا کسی
دوسرے کا تو بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا قول مقدم سمجھا جائے گا اور اگر سند بھی

حسبِ قانون اصول حدیث اچھی ہو تو پھر تو تامل کا کام ہی نہیں سو دیکھئے لفظ تنزل کے اگر یہ معنی بیان کیے جائیں کہ نزول اوامر ونواہی اور نزول وحی ہوتا ہے اور اثر مذکور اس کی شرح کہی جائے تو بایں وجہ کہ بالمعنی مرفوع ہے اور باعتبار سند صحیح بیشک تسلیم ہی کرنا پڑے گا بلکہ یہ قصہ ایسا ہو جائے گا جیسے کسی اندھے کی آنکھیں بنا کر اس سے پوچھیں آفتاب کہاں ہے اور وہ ٹھیک بتلائے اور آفتاب کو دیکھ کر اس کو چھینک آئی تو جیسے آفتاب کا اس جا پر ہونا اس کے بینا ہو جانے پر شاہد اور اس کا بینا ہو جانا آفتاب کے اس جگہ ہونے پر ایسی ہی آیت تو اثر مذکور کی مصدق ہے اور اثر مذکور آیت کی مصدق (تحذیر الناس ص ۴۱۔۴۴)

ان عبارات میں حضرت نانوتویؒ نے کتنے صاف اور واضح الفاظ میں یہ بتلادیا کہ چونکہ حضور ﷺ کا خاتم الانبیاء ہونا زمانہ کے اعتبار سے بھی ہے اور رتبہ کے اعتبار سے بھی اور حضور ﷺ علی الاطلاق خاتم الانبیاء ہیں اس لئے آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا ہی محال ہے خواہ نبی کا تعلق اس زمین سے ہو یا کسی اور زمین سے بنا بریں سات زمینوں کے انکار کی بجائے سات زمین کو تسلیم کرنے میں حضور ﷺ کی خاتمیت مزید مضبوط و مؤکد ہو جائیگی کہ خاتمیت حضور ﷺ کی ایک ایسی صفت ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی جدا ہی نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ یہ اٹل فیصلہ خداوندی روزِ ازل ہی میں ہو چکا تھا جیسا کہ حدیث میں ہے ”انی عنداللہ مکتوبٌ خاتم النبیین وانّ آدم لمنجدل فی طینتہ“ (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اسی وقت سے خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں جب کہ آدمؑ اپنی گوندھی ہوئی مٹی میں پڑے تھے) (مشکواۃ)

اس لئے اگر بفرض محال منشاء ایزدی اس زمین میں یا کسی اور زمین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بعد کسی اور نبی کی بعثت کی ہوتی تو بھی اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو خاتم النبیین قرار دیتے اور اس کا سلسلہ نبوت بھی حضور ﷺ ہی پر ختم ہوتا اور اللہ تعالیٰ اپنے اس اٹل فیصلہ میں کوئی تبدیلی نہ لاتے بلکہ اس کے لئے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو خاتم ٹھہراتے۔

یہاں کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جب حضرت نانوتویؒ ہی نے خود یہ

ثابت کردیا کہ حضور ﷺ علی الاطلاق خاتم النبیین اور آخر المرسلین ہیں اور حضور ﷺ کے اس دنیا میں تشریف آوری کے بعد سلسلہ نبوت ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا اب قیامت تک کسی نبی کا آنا محال ہے تو مولانا موصوف کو کیا ضرورت پیش آئی کہ وہ اس محال کو فرض کر رہے ہیں کہیں ایسے تو نہیں کہ (العیاذ باللہ) مولانا موصوف اس محال کو شرعاً جائز الوقوع و ممکن الوقوع سمجھتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے نزدیک اگر (العیاذ باللہ) یہ محال جائز الوقوع یا ممکن الوقوع ہوتا تو حضرت مولانا کو ''بالفرض یا'' فرض کیجئے'' کہنے کی ضرورت ہی نہیں تھی یہ لفظ بالفرض و فرض کیجئے، ہی بتارہا ہے کہ یہ امر مولانا کے نزدیک بھی محال ہے پس حضرت مولانا کا یہ فرمانا کہ ''اگر بالفرض آپ کے زمانے میں کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا'' یا حضرت مولاناؒ کا یہ فرمانا کہ ''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم الخ یا فرض کیجئے اسی زمین میں الخ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت مولاناؒ کے نزدیک یہ امر کسی طرح بھی جائز الوقوع یا ممکن الوجود نہیں ہو سکتا ہے بلکہ یہ ایک امر محال ہے لیکن اگر بفرض محال تھوڑی دیر کے لئے اس محال کو بھی تسلیم کر لیا جائے تب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت بر قرار رکھی جائے گی' اللہ تعالیٰ اس کیلئے بھی حضور ﷺ ہی کو خاتم النبیین قرار دیگا لہٰذا خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئیگا' رہی بات کہ اس فرض محال کی ضرورت کیا تھی' کس داعیہ کے پیش نظر اس محال کو فرض کیا گیا تو اس کا جواب واضح ہے کہ یہاں مولانا کا مقصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو عام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علی الاطلاق خاتم النبیین ثابت کرنا ہے اور ایسے مواقع میں اس طرح کے فرض محال شریعت میں شائع ذائع ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے ''لوکان فیھما اٰلھۃ الا اللہ لفسدتا''۔ اگر آسمان و زمین میں ایک اللہ کے سوا دیگر معبود بھی ہوتے تو دونوں کا نظام بگڑ جاتا اسی طرح حدیث میں ہے ''لوکان بعدی نبیٌ لکان عمر'' ''میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا تو ظاہر ہے یہاں آیت میں دوسرے معبود کو فرض کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی اور معبود بھی ممکن الوقوع یا جائز الوقوع ہے۔ اور نہ

حدیث کا یہ مقصد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کا آنا جائز الوقوع یا ممکن ہے بلکہ مقصد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو مزید پکا کرنا ہے اس طرح یہاں بھی حضرت مولانا نانوتویؒ کا مقصد ختمِ نبوت کو ہر حیثیت سے اور ہر لحاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر منحصر کر دینا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ کے اعتبار سے بھی خاتم النبیین ہیں اور رتبہ کے اعتبار سے بھی خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ازل ہی میں خاتم النبیین بنالیا تھا اس لئے اگر بفرض محال حضور ﷺ کے زمانہ میں یا اس زمانہ کے بعد جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا منشائے ایزدی کسی اور نبی کی بعثت ہوتی تو بھی اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو خاتم النبیین کے طور پر بھیجتے۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی زمانہ کے اعتبار سے خاتم النبیین قرار پاتے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین کے رتبہ پر فائز ہونا نوشتۂ الٰہی میں لکھا جا چکا تھا اس لئے اس صورت میں بھی اللہ تعالیٰ سلسلہ نبوت کی آخری کڑی حضور ﷺ ہی کو قرار دیتے جس سے زمانہ کے اعتبار سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بداہۃً ثابت ہو جاتا اور رتبہ کے اعتبار سے خاتم و آخر ہونا اس طرح ہے کہ فیض و کمالات کا سلسلہ ہر نبی سے چل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوتا ہے اور فیض و کمالات کا منتہی حضور ﷺ ہی ہیں اس لئے اس کی بھی آخری کڑی حضور ﷺ ہی قرار پائے دوسرے الفاظ میں اس بات کو یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ حضرت نانوتویؒ اس محال کے ذریعے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زمانہ کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے اس لئے اخیر میں بھیجا ہے کہ روزِ ازل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ کے اعتبار سے آخری کڑی ہونا طے ہو چکا تھا اس لئے بہر صورت حضور ہی کو خاتم النبیین ہونے کا شرف حاصل ہونا تھا گویا کہ حضرت نانوتویؒ نے خاتمیت رتبی کو خاتمیت زمانی کی علت قرار دیا ہے اور اس بات کی تائید مولانا موصوف ہی کی ایک عبارت سے ہوتی ہے جیسا کہ مولانا تحریر فرماتے ہیں:

”خاتمیت زمانی کی میں نے توجیہہ کی ہے تغلیط نہیں کی مگر ہاں آپ گوشہ عنایت و

توجہ سے دیکھتے ہی نہیں تو میں کیا کروں۔ اخبار بالعلت مکذّب اخبار بالمعلول نہیں ہوتا بلکہ اس کا مصدق و مؤید ہوتا ہے۔ اوروں نے فقط خاتمیت زمانی اگر بیان کی تھی تو میں نے اس کے علت خاتمیت مرتبی کو ذکر اور شروع تحذیر ہی میں ابتداء مرتبی کا بہ نسبت خاتمیت زمانی ذکر کر دیا"

(تتمہ تحذیر الناس ص ۵۳ بحوالہ آپ کے مسائل اور انکا حل ص ۲۱۶)

اسی حقیقت کو علی وجہ الاتم ثابت کرنے کے لئے حضرت نانوتویؒ نے فرض محال کے ذریعے یہ بتادیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ مطلقا خاتم الانبیاء ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی پیدائش سے بھی پہلے حضور علیہ ﷺ کو خاتم الانبیاء منتخب کر لیا تھا اس لئے بہر صورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں حتی کہ بفرض محال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اگر منشاء الٰہی کسی نبی کو مبعوث کرنا ہوتی تو بھی خاتم حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو قرار دیا جاتا اور اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت پہ کوئی حرف نہ آتا اور چونکہ حضرت نانوتویؒ ایک امر محال کے ذریعہ اپنے مدعا کو ثابت فرمارہے تھے اس لئے بار بار لفظ بالفرض استعمال فرمارہے ہیں تاکہ بات بھی واضح ہو جائے اور اس کے محال ہونے کی بھی نشاندہی ہو جائے پس حضرت مولانا کا یہ فرمانا کہ "اگر بالفرض" یا فرض کیجئے" اس بات کی وضاحت کے لئے کافی ہے کہ مولانا موصوف امر محال کے ذریعے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مطلق خاتمیت کو مؤکد فرمارہے ہیں اور صرف یہی نہیں کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے مبعوث ہونے کو محال قرار دیتے ہیں بلکہ مولانا ایسے شخص کو کافر سمجھتے ہیں جو اس محال کو جائز یا ممکن الوجود سمجھتا ہے۔ بلکہ اس شخص کو بھی کافر، دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں جو اس بات میں تامل کرتا ہے کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کا احتمال ہی نہیں"۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ تتمہ تحذیر الناس جو مناظرۂ عجیبہ کے نام سے مشہور ہے کہ ص ۱۴۴ پر لکھتے ہیں کہ:

"اپنا دین و ایمان ہے کہ رسول اللہ علیہ ﷺ کے بعد کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو

اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں" (بحوالہ آپکے مسائل اور ان کا حل ص ۲۱۶)

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۳۹ پر یوں ارشاد فرمایا کہ :

"خاتمیتِ زمانیہ اپنا دین وایمان ہے ناحق کی تہمت کا البتہ کوئی علاج نہیں"

(تکملہ تحذیر ص ۷۵)

نیز مناظرۂ عجیبہ کے صفحہ نمبر ۱ے میں فرماتے ہیں :

"حاصل مطلب یہ کہ خاتمیت زمانی سے مجھ کو انکار نہیں بلکہ یوں کہئے کہ منکروں کے لئے گنجائش انکار نہ چھوڑی افضلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جما دیئے

(بحوالہ آپکے مسائل اور ان کا حل ۲۱۶/)

یہ چند معروضات ہیں تحذیر الناس کے متعلق جس کے حوالے سے سائل نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی تھی کہ حضرت نانوتویؒ ختم نبوت کا جو مفہوم و معنی بیان کرتے ہیں وہ امت کے دوسرے افراد کے بیان کردہ مفہوم کے معارض ہے اب قارئین خود انصاف فرمائیں کہ سائل کا موقف صحیح ہے یا غلط' اسی مقصد کیلئے ہم نے تحذیر الناس کی چند عبارات کو من و عن نقل کر دیا ہے تا کہ قارئین سائل کی خیانت و بد دیانتی اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے موقف کو بآسانی سمجھ سکیں نیز یہ بھی اندازہ کر سکیں کہ سائل نے حضرت نانوتویؒ کی ادھوری عبارت پیش کر کے غلط معنی پہنانے کی کیسی ناکام کوشش کی۔

والله یهدی من یشاء الی صراط مستقیم

ابوالحسنات علامہ عبدالحئ فرنگی محلی لکھنوی کا فتویٰ

اور سائل کی خیانت و بددیانتی

سائل نے علامہ ابوالحسنات عبدالحی فرنگی محلی لکھنوی کے حوالہ سے لکھا کہ انہوں نے یہ واضح فتویٰ دیا ہے کہ علماءِ اہلِ سنت اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ جو نبی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوگا وہ متبع شریعتِ محمدیہ کا ہوگا۔

جیسا کہ سائل لکھتا ہے: تحذیر الناس کے آخر پر انیسویں صدی کی دنیائے اہلِ سنت کے مسلمہ عالم دین حضرت مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ واضح فتویٰ بھی موجود ہے کہ "علماء اہلِ سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے عصر میں کوئی نبی صاحبِ شرع جدید نہیں ہو سکتا اور نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عام ہے اور جو نبی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ کا ہوگا"۔

یہاں سائل علامہ لکھنویؒ کی طرف ایک سراسر جھوٹی اور من گھڑت بات منسوب کر رہا ہے اور انتہائی بے باکی سے یہ جھوٹ بول رہا ہے کہ علامہ موصوف خود بھی اس بات کے قائل ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کی بعثت ہو سکتی ہے اور علامہ موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ اس بات کی صراحت علماء اہلِ سنت بھی کرتے ہیں۔

حالانکہ یہ سائل کا مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحئ فرنگی محلیؒ پر سراسر الزام اور بہتانِ عظیم ہے کیونکہ نہ تو علامہ موصوف نے ایسا فتویٰ دیا ہے اور نہ علماء اہلِ سنت میں سے کسی نے ایسی بات کی بلکہ یہ سائل کی خیانت و بددیانتی کا شاھکار ہے کہ علامہ کی طرف اپنی مطلب براری کے لئے ایک غلط بات منسوب کر دی ورنہ علامہ کے اسی فتویٰ میں (جس سے سائل نے مجرمانہ خیانت اور کافرانہ تحریف کر کے محولہ بالا عبارت پیش کی) ایک سے زائد بار اس بات کی صراحت موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کا آنا باطل ہے۔ اس لئے اولاً ہم علامہ لکھنویؒ کے اس فتویٰ کا خلاصہ ' ثانیاً علامہ کے اصل فتوی کو من

وعن پیش کرتے ہیں جس سے سائل نے کتربیونت کے ذریعے ایک عبارت لیکر توڑ مروڑ کر اپنے سوال میں نقل کرکے سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور اپنے خود تراشیدہ عقیدہ کو تقویت پہنچانے کی انتہائی ناکام کوشش کی ہے تاکہ قارئین خود بھی اصل فتویٰ کو پڑھکر سائل کے اس مکروفریب کا بآسانی اندازہ لگا سکیں اور بچشم خود یہ مشاہدہ بھی کر سکیں کہ اس نے کس جسارت و دلیری کے ساتھ ایک عالمِ دین پر اتنا بڑا الزام و بہتان تراشا۔

علامہ لکھنویؒ کے فتویٰ کا خلاصہ

علامہ لکھنویؒ نے اپنے فتویٰ میں اسی استفتاء کا جواب دیا ہے جس کا ذکر ہم نے تحذیرالناس کے متعلق جواب دیتے ہوئے کیا ہے کہ ایک سائل نے اپنے سوال میں حدیث ابنِ عباسؓ "ان اللّٰہ خلق سبع ارضین الخ (بیشک اللہ تعالیٰ نے سات زمین پیدا فرمائیں اور ہر زمین میں ایک آدمؑ ہے تمہاری زمین کے آدمؑ کی طرح اور ایک نوحؑ ہے تمہاری زمین کے نوحؑ کی طرح، ایک ابراہیمؑ ہے تمہاری زمین کے ابراہیمؑ کی طرح اور ایک عیسٰیؑ ہے تمہاری زمین کے عیسٰی کی طرح اور ایک نبی ہے تمہارے نبی کی طرح) کے متعلق حضرت نانوتویؒ وغیرہ علمائے دین سے ایک استفتاء کیا تھا۔

حضرت لکھنویؒ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث محققین و محدثین کے نزدیک قابلِ اعتماد ہے۔ صاحبِ مستدرک حاکم نے اس حدیث کو صحیح الاسناد اور حافظ ذہبیؒ نے حسن الاسناد قرار دیا ہے اور اس حدیث کے ثبوت میں بھی کوئی علتِ قادحہ معتمدہ نہیں ہے نیز بہت سی دوسری احادیث سے بھی زمین کے مختلف جدا جدا طبقات ثابت ہیں اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح اس طبقۂ ارض میں بسنے والوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے سلسلۂ نبوت جاری ہوا اسی طرح دوسرے طبقاتِ ارض میں بسنے والوں کے لئے بھی یہ سلسلہ جاری ہوا ہے۔ اور چونکہ دلائلِ عقلیہ و نقلیہ کی رو سے یہ سلسلہ غیر متناہی نہیں ہو سکتا ہے اس لئے لازماً ہر طبقہ میں ایک مبدا ہوگا جس کو ہمارے آدمؑ کے ساتھ تشبیہ دی گئی اور ایک آخر ہوگا جس کو ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تشبیہ دی

گئی ہے۔

اس کے بعد علامہ لکھنویؒ نے فرمایا ”طبقات تحتانیہ کے جن انبیاء کرام کو خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اس میں تین احتمالات متصور ہیں۔

نمبر ا: ان طبقات کے انبیاء کرام حضورِ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بعد ہوئے ہوں۔

نمبر ۲: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوئے ہوں۔

نمبر ۳: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عصر ہوئے ہوں۔ پھر فرمایا کہ پہلا احتمال نبی کریم ﷺ کی حدیث ”میرے بعد کوئی نبی نہیں“ وغیرہ کی رو سے سراسر باطل ہے اور دوسرے احتمال میں کوئی اشکال کی بات ہی نہیں۔ اس لئے کہ اس صورت میں ان طبقات کے انبیائے کرام کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم البنبین ہونے میں کوئی اشکال ہی پیدا نہیں ہوتا جب کہ تیسرے احتمال کے بارے میں علامہ لکھنویؒ نے فرمایا کہ اس کی دو صورتیں متصور ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اسی ایک طبقہ کے ساتھ خاص ہو اسی طبقہ کے انبیاء کرام کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہوں اور دوسرے طبقات میں حضور صلی اللہ علیہ کے مشابہ انبیاء کرام کی رسالت ہو اور ہر ایک ان میں سے صاحبِ شرع جدید اور اپنے طبقات کے خاتم الانبیاء ہوں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ طبقات تحتانیہ میں جو انبیاء کرام ہیں ان میں سے کوئی بھی صاحبِ شرع جدید نہ ہو بلکہ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہو اور ہمارے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت عام ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام طبقات کے تمام انبیاء کے لئے حقیقی طور پر خاتم النبین ہوں۔

پہلی صورت نصوص قطعیہ کی رو سے باطل ہے کیونکہ نصوص قطعیہ سے یہ بات ثابت ہے کہ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام عالم کے لئے عام ہے۔ اسی بات کے متعلق علامہ لکھنویؒ نے فرمایا: علماءِ اہلِ سنت بھی اس بات کی تصریح فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تمام طبقات کے لئے عام ہے اور حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کے ہم عصر کوئی بھی صاحبِ شرع جدید نبی نہیں ہو سکتا پھر علماء اہلِ سنت میں سے ایک دو حضرات کے اقوال بھی اپنے اس دعوے کی دلیل کے طور پر پیش کیے۔
اخیر میں بات کو سمیٹتے ہوئے فرمایا: خلاصہ کلام یہ ہے کہ حدیث ابنِ عباسؓ بالکل صحیح اور قابلِ اعتبار ہے اور اسی سے ہر طبقہ میں انبیاء کا موجود ہونا بھی ثابت ہوتا ہے لیکن علماء اہلِ سنت کے عقائد کے مطابق چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت تمام مخلوقات کے لئے عام ہے اس لئے لازماً یہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ ہمارے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام طبقاتِ ارض کے تمام انبیاء کرام کے لئے خاتم النبیین ہیں خواہ وہ انبیاء کرام ان طبقات ارض میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے پہلے ہوئے ہوں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے متبع ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوئے ہوں پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو اس طبقہ کے ساتھ خاص کرنا یا کسی بھی طبقہ کے کسی نبی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عصر صاحبِ شرع جدید سمجھنا قابلِ مواخذہ ہے اور نصوص یعنی قرآن و حدیث کے بھی خلاف ہے اور تمام علماء کے اقوال کے بھی خلاف ہے یہ تھا علامہ لکھنویؒ کے فتویٰ کا خلاصہ۔
اب ملاحظہ ہو علامہ لکھنویؒ کے فتویٰ کی اصل عبارت:

فتویٰ کی اصل عبارت

ھوالمصوب۔ مخفی نہ رہے کہ حدیث مذکور محققین محدثین کے نزدیک معتمد ہے حاکم نے اس کے حق میں صحیح الاسناد کہا اور ذہبی نے حسن الاسناد کا حکم دیا۔ اور اس حدیث کے ثبوت میں کوئی علت قادحہ معتمدہ نہیں ہے اور زمین کے طبقات جداگانہ ہونا بہت احادیث سے ثابت ہیں اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح سلسلہ نبوت اس طبقہ میں واسطے ہدایت سکان کے تیار ہوا اسی طرح سے ہر طبقہ میں سلسلہ نبوت کا واسطے ہدایت وہاں کے سکان کے تیار ہوا اور چونکہ بدلائل عقلیہ و نقلیہ لاتناہی سلسلہ کی باطل ہے لاجرم ہے کہ ہر طبقہ میں ایک مبداء سلسلہ ہو گا وہ ہمارے آدم کے ساتھ مشابہ کیا گیا اور

ایک آخر سلسلہ ہوگا مگر وہ ہمارے خاتم کے ساتھ تشبیہ کیا۔ پس بناء علیہ اواخر انبیاء طبقات تحتانیہ پر اطلاق خواتم کا درست ہے۔ اب یہاں تین احتمال ہیں ایک یہ کہ خواتم طبقات تحتانیہ بعد عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوئے ہوں دوسرے یہ کہ مقدم ہوئے ہوں تیسرے یہ کہ ہمعصر ہوں احتمال اول بحدیث لانبی بعدی وغیرہ باطل ہے۔
اور بر تقدیر احتمال ثانی آنحضرت خاتم انبیاء طبقات ہوں گے اور بر تقدیر ثالث دو احتمال ہیں ایک یہ کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص ساتھ ایک ہی طبقہ کے ہو اور آپ کی خاتمیت بہ نسبت انبیاء اسی طبقہ کے ہو اور ہر طبقہ تحتانیہ میں وہاں کے خاتم کی رسالت ہو اور ہر ایک ان میں کے صاحب شرع جدید و خاتم انبیاء اپنے طبقات کا ہو دوسرے یہ کہ خواتم طبقات تحتانیہ متبع شریعت محمدیہ ہوں اور کوئی ان میں کا صاحب شرع جدید نہ ہو اور دعوت ہمارے حضرت کی عام اور ختم آپ کا بہ نسبت جملہ انبیاء جملہ طبقات کے حقیقی ہو اور ختم ہر ایک خواتم باقیہ کا بہ نسبت اپنے اپنے سلسلہ کے اضافی ہو احتمال اول بسببِ عموم نصوص بعثت نبویہ کے جس سے صاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مبعوث ہونا تمام عالم پر معلوم ہوتا ہے باطل ہے اور علماء اہلسنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عصر میں کوئی نبی صاحبِ شرع جدید نہیں ہو سکتا۔ اور نبوت آپ کی عام ہے اور جو نبی آپ کے ہم عصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ کا ہوگا چنانچہ تقی الدین سبکی سے جلال الدین سیوطی اپنے رسالہ الاعلام بحکم عیسےٰ علیہ السلام میں نقل کرتے ہیں۔

قال السبکی فی تفسیرلہ مامن نبی الااخذاللہ علیہ المیثاق انہ ان بعث محمدفی زمانہ لیؤمنن بہٖ ولینصرنہ ویوصی امتہ بذالک وفیہ من النبوۃ وتعظیم قدرہ ممالا یخفی وفیہ مع ذالک انہ علی تقدیر مجیئہ فی زمانھم یکون مرسلا الیھم ویکون نبوتہ و رسالتہ عامۃ لجمیع خلقہ من زمن اٰدم الیٰ یوم القیمٰۃ ویکون الانبیاء وامـمھم من امتہ فالنبی صلعم نبی الانبیاء ولواتفق بعثہ فی زمن اٰدم و نوح وابراھیم و

موسیٰ وعیسٰے وجب علیھم وعلیٰ اممھم الایمان به ونصرته ولھٰذا یاتی عیسٰے فیٰ اخرالزمان علیٰ شریعته ولوبعث النبی علیه الصلواۃ والسلام فی زمانه وفی زمان موسٰی و ابراھیم و نوح وآدم کانوا مستمرین علی نبوتھم ورسالتھم الیٰ امىھم والنبی علیه السلام نبی علیھم و رسول الیٰ جمیعتھم انتھی

اور بحر العلوم مولانا عبدالعلی اپنے رسالہ فتح الرحمٰن میں لکھتے ہیں:

''مقتضٰی ختم رسالت دو چیز است یکے آنکہ بعدوی رسول نباشد و دیگر آنکہ شرع وے عام باشد و ہر کسیکہ موجود باشد وقت نزول شرع وے برو واجب و فرض است و سر ش اینکہ ہمہ رسل و اجراء شرع مستمد از خاتم الرسالت اند چونکہ شرع وے عام باشد پس دیگرے صاحب شرع نباشد انتہیٰ''۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حدیث ابنِ عباسؓ صحیح و معتبر ہے اور اس سے طبقات تحتانیہ میں وجود انبیاء ثابت ہے اور بسبب بطلان لاتناہی سلسلہ کے ہر ایک طبقہ میں ایک آخر انبیاء بہ نسبت اس طبقہ کے ہونا ضروری ہے لیکن مطابق عقائد اہلِ سنت یہ امر ہے کہ دعوت ہمارے حضرت کی عام تمام مخلوقات کو شامل ہے پس اس امر کا اعتقاد کرنا چاہیئے کہ خواتم طبقات باقیہ بعد عصر نبویہ نہیں ہوئے یا قبل ہوئے یا ہم عصر اور بر تقدیرِ اتحادِ عصر وہ متبع شریعت محمدیہ ہوں گے اور ختم ان کا بنسبت اپنے طبقہ کے اضافی ہوگا اور ختم ہمارے حضرت کا عام ہوگا اور تفصیل ان سب امور کی میں نے کماحقہ اپنے دو رسالوں میں ایک مسمّٰی بالایات البینات علے وجود الانبیاء فی الطبقات دوسرے مسمّٰی بہ دافع الواس فی اثر ابنِ عباس کی ہے ہر گاہ یہ امر ممہد ہو چکا پس سمجھنا چاہیئے کہ زید کو جس نے عبارت جو سوال میں مرقوم ہے لکھے ہر گاہ مماثلت سے انکار ہے اور صحت حدیث و ثبوت تعدد خواتم طبقات تحتانیہ کا قائل ہے مخالف اہلسنت کے نہیں ہے نہ کافر ہے نہ فاسق بلکہ متبع سنت مگر ہاں اگر نبوۃ محمدیہ کو ساتھ اسی طبقہ کے خاص کرتا ہو اور ہر ایک خاتم کو صاحب شرع جدید سمجھتا ہو تو البتہ قابل مواخذہ کے ہے کیونکہ یہ امر خلاف نصوص و خلاف کلمات علماء

معلوم ہوتا ہے اور اگر مجرد تعدد خواتم کا قائل ہو اور ختم ہمارے رسول کو حقیقی بہ نسبت جملہ انبیاء جملہ طبقات کے سمجھتا ہو اور ختم ہر ایک خواتم باقیہ کو اضافی کہتا ہو تو اس پر کچھ مواخذہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ حررہ الراجی عفوربہ القوی' ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوزاللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات الغی

اب قارئین خود ملاحظہ فرمالیں کہ علامہؒ کے فتویٰ میں کتنی صراحت و وضاحت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کے آنے کی تردید موجود ہے۔ لیکن اس کے باوجود سائل کیسی دیدہ دلیری کے ساتھ علامہ موصوف پر اتنا بڑا الزام اور اتنی بڑی تہمت تراشنے کی جسارت کر رہا ہے کہ علامہ موصوف نے یہ واضح فتویٰ دیا کہ ''جو نبی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ کا ہوگا''۔ جب کہ ابھی آپ نے بھی بچشم خود یہ ملاحظہ کرلیا ہے کہ علامہ کے فتویٰ میں سائل کے اس الزام کے برعکس اس بات کی صراحت موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے مبعوث ہونے کا احتمال سراسر باطل ہے اور اس بطلان کی دلیل میں علامہ نے وہی حدیث ذکر فرمائی ہے جس میں حضور ﷺ نے صراحتہً یہ بیان فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

خیر خواہانہ دعوت

اس لئے سائل کو ہماری طرف سے ایک خیر خواہانہ دعوت ہے کہ اگر وہ کسی غلط فہمی کی بنیاد پر اس مغالطہ کا شکار ہوا تو علامہ کے فتوی کو غور سے پڑھے اور اس کو سمجھنے کی کوشش کرے اگر پھر بھی سمجھ نہ آئے تو کسی عالمِ دین کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کو سمجھ لے پھر جب سمجھ آجائے اور اپنی غلطی کا احساس ہو جائے تو علامہ پر اتنی بڑی تہمت لگا کر علامہ کی حق تلفی اور مسلمانوں کی دل آزاری کا ازالہ اس طرح کرے کہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے اور اپنے سابقہ عقائد سے اظہار بیزاری کر کے سچے دل سے ایمان قبول کرلے پھر علامہ کے حق میں دعائے مغفرت اور تمام مسلمانوں سے معافی مانگے اور کسی اخبار میں اس بات کی اشاعت کردے کہ میں نے علامہ پر جو بہتان والزام لگایا تھا وہ غلط تھا اور میں نے ایک

مغالطے کے سبب یا شیطان کے بہکاوے میں آکر علامہ کی طرف اس غلط بات کو منسوب کر دیا تھا۔ لیکن اگر سائل اپنے دعوے پر بضد ہے تو یہ ثابت کرے کہ علامہ نے اپنے فتویٰ میں کہاں یہ تحریر فرمایا کہ ”جو بھی نبی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ کا ہوگا“۔ حالانکہ ایک عام آدمی بھی علامہ کے فتویٰ کو پڑھ کر بہت آسانی کے ساتھ یہ سمجھ سکتا ہے کہ علامہ تو سرے سے اس احتمال ہی کو باطل قرار دیتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو سکتا ہے کیا سائل کو اتنی بات بھی سمجھ نہ آئی؟ یا سائل خیانت و بد دیانتی، بہتان اور الزام تراشی جیسی گھٹیا حرکت کو اپنے لئے باعثِ فخر و قابلِ آفرین شئے سمجھتا ہے اگر ایسا ہی ہے تو بصدِ شوق اپنے مذموم فعل پر ناز کرے اور توبہ و معافی سے گریز کرے۔

یہاں یہ بھی وضاحت کرتا چلوں کہ یہ خیر خواہانہ دعوت صرف اپنا فرض سمجھ کر محض نصح دینی کی بنیاد پر ہے ورنہ سائل کے اندازِ سوال اور اس کے مزاج سے ایک نوع واقفیت کی بنیاد پر قریب بیقین اندازہ ہے کہ سائل اپنی خیانت و بد دیانتی پر اُسی طرح فخر محسوس کرے گا جس طرح اس کے پیش رو مرزا غلام احمد قادیانی (جس کے وکیل صفائی کا فریضہ سائل انجام دے رہا ہے) نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کی ایک عبارت کے ساتھ کیا تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں ایک مقام پر اس امت کے صاحب الہام افراد کے ساتھ ایک خاص طریقہ سے مکالمہ و مخاطبہ کا بھی ذکر فرمایا تھا۔ پھر یہ تحریر فرمائی تھی۔ واذا کثر ھذالقسم من الکلام مع واحد منھم یسمّی محدَّثاً یعنی جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس قسم کا کلام کسی کے ساتھ بکثرت ہونے لگے تو اسے اصطلاح میں محدث کہتے ہیں۔

(مکتوبات جلد دوم ص۹۹)

اب مرزا جی کی خیانت و بد دیانتی کو ملاحظہ فرمایئے کہ وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات کو اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں اپنی نبوت کے ثبوت میں یوں پیش کرتا ہے۔ ”مجدد صاحب سرہندی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ

اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبی اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے" (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۰ مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

آپ نے ملاحظہ کیا کہ کتنے دیدہ دلیری کے ساتھ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ایک کفریہ کلام کو منسوب کررہا ہے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایسے شخص کو محدّث کہتے ہیں اور مرزا جی کہتا ہے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ ایسے شخص کو نبی کہتے ہیں۔

اسی طرح سائل نے اپنے مرشد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرت لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کے ساتھ کیا ہے کہ حضرت لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ میں اپنی طرف سے اضافہ کرکے یہ لکھ دیا کہ حضرت لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ جو نبی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ کا ہوگا جیسا کہ آپ نے ملاحظہ کرلیا ہے۔

علامہ ابنِ عربیؒ اور سائل کا دجل وفریب

سائل نے اپنے سوال میں ایک اور عبارت علامہ ابن عربیؒ کے حوالہ سے پیش کی ہے اور اس میں بھی یہ غلط تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ علامہ ابنِ عربی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کے آنے کو جائز سمجھتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی تجدید کرے، لیکن اس کے لئے سائل نے علامہ ابنِ عربی کی کوئی تحریر پیش نہیں کی حالانکہ سائل نے سوال میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ وہ حضرت محی الدین ابنِ عربیؒ کی تحریر سے ایک اقتباس پیش کرے گا ملاحظہ ہو سائل کے اپنے الفاظ میں:

"تحذیر الناس کے بعد صرف ایک اقتباس سر تاج الاولیا حضرت محی الدین ابنِ عربی (۵۶۰۔۶۳۸) کی ایک تحریر سے پیش کرنے کے بعد سوالات درج کروں گا" اس کے بعد سائل ایک عبارت پیش کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو وہ عبارت جسے سائل نے سر تاج الاولیاء حضرت محی الدین ابنِ عربیؒ کی تحریر کا اقتباس کہہ کر اپنے سوال میں پیش کیا ہے:

ختم نبوت و ختم رسالت

"ابنِ عربی نبوت و رسالت کو محمد رسول اللہ پر ختم سمجھتے ہیں مگر صرف بحیثیت نبوت تشریعی، یعنی اب ان کے بعد کوئی نئی شریعت نہیں آسکتی مگر ایسا نبی آسکتا ہے جو ان کی لائی ہوئی شریعت کی تجدید کرے۔ اس نبی کا اکتساب ذاتی و بلاواسطہ نہیں ہوتا بلکہ رسول اللہؐ کے واسطے سے ہوتا ہے اس طرح ولایت ایک جاری و ساری شئے ہے مگر اس میں ایک خاتم ہوتا ہے"۔ (ابنِ عربی۔ ابو جاوید نیازی)

یہ ہے وہ عبارت جس کو سائل ابنِ عربی کی تحریر کا اقتباس کہہ کر پیش کر رہا ہے حالانکہ ابن عربی نے اپنی کسی تحریر میں اس طرح کی کوئی بات جس کا تاثر سائل دے رہا ہے نہیں کی ہے رہی بات سائل کی پیش کردہ عبارت کی تو سائل کے علاوہ ایک عام آدمی بھی اس

عبارت کو پڑھ کر، دیکھ کر یا سنکر بآسانی یہ بتا سکتا ہے کہ یہ عبارت محی الدین ابنِ عربیؒ کی تحریر کا اقتباس نہیں ہے بلکہ یہ تو کسی اور نے محی الدین ابنِ عربیؒ کی طرف منسوب کی ہے اور سائل اس کو انہی کے الفاظ میں بیان کر رہا ہے جس کی سب سے بڑی دلیل اس میں موجود یہ عبارت ہے کہ "ابنِ عربیؒ نبوت و رسالت کو محمد رسول اللہ ﷺ پر ختم سمجھتے ہیں الخ" پھر آخر میں بطورِ حوالہ (ابنِ عربی۔ ابو جاوید نیازی) یہ ایسے شواہد ہیں جو واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ یہ بات کسی دوسرے شخص نے علامہ ابنِ عربی کی طرف منسوب کی ہے خود علامہ نے یہ بات نہیں کہی۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص علامہ کی طرف کوئی ایسی بات منسوب کر دے جس کے قائل خود علامہ نہ ہوں تو اس میں علامہ کا کیا قصور ہے۔ لیکن اگر پھر بھی سائل کو یہ بات سمجھ نہ آئے اور وہ اپنی ضد پر قائم رہے کہ یہ علامہ ابنِ عربی کی تحریر ہی ہے تو اس کا اور کوئی علاج ہمارے پاس نہیں ہے سوائے اس دعا کے کہ حق تعالیٰ شانہ کسی بھی انسان کو عقل و ایمان سے محروم نہ فرمائیں۔ آمین

دعوتِ فکر! یہاں ہم سائل کو دعوتِ فکر دیں گے کہ وہ اگر کسی کے بہکاوے کا شکار ہو کر یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگرچہ کوئی نئی شریعت نہیں آسکتی لیکن ایسا نبی آسکتا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی تجدید کرے تو ہمارا خیر خواہانہ مشورہ یہ ہے کہ حق و صداقت کی رہنمائی مل جانے کے بعد اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور توبہ استغفار کر کے اپنے سابقہ عقائد سے باز آجائے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے۔ اخلاقی جرات رکھنے والوں کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ واللہ الموفق وھو یھدی السبیل

یہاں سائل کے علم میں اضافہ کرنے کی خاطر علامہ محی الدین ابن عربیؒ نے اس بارے میں جو کچھ فرمایا ہے اس کے متعلق کچھ باتیں بتا دینا مناسب سمجھتا ہوں

؎ شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات

لیکن خوب سمجھ لیجئے کہ ان باتوں کو پیش کرنے سے ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ

علامہ پر ایک غلط الزام لگایا گیا ہے جس کو رفع کرنا ہم ضروری سمجھتے ہیں یہ مقصد ہرگز نہیں کہ اگر بالفرض ان کی تحریر کا مفہوم عقیدۂ ختم نبوت سے متضاد ثابت ہو جائے تو عقیدۂ ختم نبوت جیسے مسلمہ عقیدے کو کوئی نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے کیونکہ دین کا اصل سرچشمہ قرآن' حدیث و اجماعِ امت ہے اور ان بنیادی سرچشموں میں ثابت شدہ مسلماتِ دین کے خلاف کسی کی کوئی انفرادی تحریر و رائے ہرگز کوئی اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ پس چونکہ عقیدۂ ختمِ نبوت قرآن و حدیث کی تصریحات اور اجماعِ امت سے ثابت ہے اس لئے اگر بفرضِ محال علامہ ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ یا کسی اور ہستی کی کوئی تحریر اس عقیدے سے متصادم ہو تو وہ تحریر نا قابلِ اعتبار ہو گی بہ الفاظِ دیگر اس بات کو یوں سمجھ لیجئے کہ جو بات قرآنِ کریم یا حدیثِ رسول ﷺ یا اجماعِ امت سے ثابت ہے اس کے خلاف کوئی بھی بات چاہے کسی کی بھی ہو خارج از بحث ہے ہمیں اس میں کوئی بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہاں بحث صرف اس لئے کر رہے ہیں تاکہ قارئین اس حقیقت سے آگاہ ہو جائیں کہ سائل نے علامہ ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف جس بات کو غلط رنگ دے کر پیش کیا ہے یا عموماً مرزاجی کی روحانی ذریت اپنے روحانی باپ کی خود ساختہ نبوت کی تائید میں پیش کرتی ہیں وہ علامہ پر ایک بہتان و الزام ہے جسے انصاف و دیانت کی رو سے ہم رفع کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ تو آیئے ہم علامہ ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات کا حقیقت پسندانہ تجزیہ کرتے ہیں جس کو عموماً مرزائی صاحبان غلط رنگ دے کر پیش کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ اور اس سائل نے بھی یہی کوشش کی ہے۔

پس جیسا کہ ہم نے قرآن و سنت اور اجماع امت کے حوالے سے مختصراً یہ بتایا ہے کہ ہمارے پاک پیغمبر ﷺ ہی خاتم النبیین ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نیز تمام امت مسلمہ اس بات پر متفق ہے کہ نبوت و رسالت ہمارے آقا خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفٰے ﷺ پر ختم ہو چکی ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ کوئی رسول بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو کوئی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا' دجال' کافر و مرتد ہو گا اور دائرہ اسلام سے بالکلیہ خارج ہو گا اور یہی

مسلک علامہ شیخ محی الدین ابنِ عربی کا بھی ہے کہ نبوت ورسالت بالکل ختم ہو چکی ہے اب نہ کوئی نبی مبعوث ہوگا اور نہ کوئی رسول البتہ نبوت ورسالت کے کچھ ایسے کمالات واجزاء باقی ہیں جن کو مبشرات کہتے ہیں اور جو اولیاء امت کو عطا کیئے جاتے ہیں مثلاً کشف' الہام' سچا خواب' کرامات وغیرہ۔ لیکن ان کمالات کی وجہ سے نہ کوئی نبی بن سکتا ہے اور نہ اس پر نبی کا اطلاق جائز ہوگا کیونکہ یہ اگرچہ اجزاءِ نبوت ہیں جن کو باعتبارِ لغت نبوت غیر تشریع کا نام دیا جاسکتا ہے لیکن اصطلاحِ شرع میں جس کو نبوت کہا جاتا ہے یہ نام ہرگز نہیں دیا جاسکتا اس لئے کہ خاتم الانبیاء کی آمد کے بعد نبوت ورسالت ہمیشہ کے لئے منقطع ہو گئی یہی وجہ ہے ان کمالات پر ایمان لانا یا اس کے مطابق عمل کرنا بھی ضروری نہیں ہے کیونکہ یہ کمالات خواہ ولی کے کشف والہام کی صورت میں ہوں یا کرامات وسچے خواب کی صورت میں بہر صورت یہ وحی نہیں ہے۔ ایمان تو وحی الٰہی پر لایا جاتا ہے خواہ کتاب اللہ کی صورت میں ہو یا سنّت رسول کی صورت میں یا نبی کے خواب کی صورت میں اس لئے نبوت ورسالت کے ختم ہو جانے کے بعد ان کمالات کی وجہ سے کسی کو نبی کہنا جائز نہیں نہ ان کمالات پر نبوت کا اطلاق جائز ہے بلکہ اگر کوئی شخص اپنے ان کمالات کی وجہ سے نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرے گا تو وہ کافر ومرتد ہوگا۔ علامہ ابن عربی کی ان باتوں کی تائید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف احادیث سے بھی ہوتی ہے مثلاً ترمذی شریف میں ہے:
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رسالت ونبوت منقطع ہو گئی (یعنی پایہ تکمیل کو پہنچ گئی) پس اب میرے بعد نہ کوئی رسول مبعوث ہوگا اور نہ کوئی نبی۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ بات لوگوں پر گراں ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا و لیکن مبشرات باقی ہیں عرض کی صحابہ کرامؓ نے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مبشرات کیا چیز ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کا خواب یہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ الفاظ حدیث مندرجہ ذیل ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان الرسالۃ والنبوۃ قدانقطعت فلا رسول بعدی ولانبی قال فشق ذالک علی الناس فقال لکن

المبشرات فقالوا یارسول اللہ وماالمبشرات قال رؤیا المسلم وھی جزء من اجزاء النبوۃ۔(ترمذی) صحیحین میں حضرت ابوہریرہؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بجز مبشرات کے نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا لم یبق من النبوۃ الاالمبشرات (بخاری،مسلم)

پس معلوم ہوا کہ مبشرات کی وجہ سے نہ تو صاحبِ مبشرہ نبی ہو سکتا ہے نہ ہی یہ مبشرات نبوت بلکہ یہ ولایت ہے جیسا کہ صاحبِ روح البیان فرماتے ہیں نبوت ورسالت خاتم الرسل کے بعد منقطع ہو گئی اب صرف لغوی نبوت جسے ولایت کہتے ہیں وہ باقی ہے اور قیامت تک باقی رہیگی۔ ملاحظہ ہو صاحبِ روح البیان کی عبارت ان کے اپنے الفاظ میں۔

"فا لنبوۃ والرسالۃ منقطعتان عن ھذا لموطن بانقطاع الرسول الخاتم فلم یبق الاالنبوۃ اللغویہ التی ھی الانباء عن الحق وَ اسمائہ وصفاتہ واسرار الملکوت والجبروت وعجائب الغیب ویقال لھا الولایۃ وھی الجھتہ التی تلی الحق کما ان النبوۃ ھی الجھتہ التی تلی الحق فالو لایۃ باقیہ دائمۃ الیٰ قیام السّاعۃ (ص ١٨٨،ج٧)

بعینہ یہی بات علامہ ابنِ عربیؒ نے کی ہے اور اس پر علامہ شیخ ابنِ عربیؒ کی صاف صاف تصریحات موجود ہیں کہ نبوت ختم ہو گئی اب قیامت تک کسی کو منصب نبوت نہیں مل سکتا اور نہ کسی پر نبی ورسول کا اطلاق جائز ہے جیسا کہ وہ اپنی شہرہ آفاق کتاب فتوحات مکیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"فأخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرُّؤیا جزءٌ من اجزاء النبوّۃ فقد بقی للناس فی النبوّۃ ھذا وغیرہ ومع ھذا لایطلق اسم النبوّۃ ولاالنبیّ الا علیٰ مشرع خاصۃ فحجر ھذا الاسم لخصوص وصف معین فی النبوّۃ کمن یوحیٰ الیہ فی المبشرات وھی جزء من اجزاء النبوۃ وان لم یکن صاحب المبشرۃ نبیاً فتفطن لعموم رحمۃ اللہ فما تطلق النبوۃ الالمن اتصف بالمجموع فذالک النبی وتلک النبوۃ التی

حجرت علینا وانقطعت فان من جملتها التشریع بالوحی الملکی فی التشریع وذالک لایکون الالنبی خاصة"

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دی کہ بلاشبہ سچا خواب نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے اور لوگوں کے لئے نبوت میں سے یہ جزء اور اس طرح کی دوسری چیزیں باقی رہیں گی لیکن اس کے باوجود نبوت و نبی کا اطلاق سوائے مشرع یعنی امر و نہی لانے والے کے اور کسی پر نہیں کیا جائے گا تو نبوت میں ایک خاص وصف معین کی موجودگی کی وجہ سے اس نام کی بندش کر دی گئی (کہ ہر کمالِ نبوت کو نبوت اور ہر کامل کو نبی نہیں کہا جائے گا بلکہ شریعت نے جس پر نبوت و نبی کا اطلاق کیا ہے اسی پر کیا جائے گا)۔ جیسے کسی کی طرف مبشرات کی وحی آئی جو اجزاء نبوت میں سے ہیں اگرچہ صاحب مبشرہ نبی نہیں ہو جاتا پس رحمتِ الٰہیہ کے عموم کو سمجھو کہ نبوت کا اطلاق صرف اسی پر ہو سکتا ہے جو تمام اجزاء نبوت سے متصف ہو۔ وہی نبی ہے اور وہی نبوت ہے جو ہم سے روک دی گئی اور جو منقطع ہو چکی کیونکہ نبوت کے اجزاء میں تشریع بھی ہے جو بذریعہ فرشتہ وحی کی صورت میں ہوتی ہے اور یہ بات صرف نبی کے ساتھ مخصوص ہے" (فتوحات مکیہ صفحہ ۴۹۵ جلد ۲)

یعنی شیخ محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ نبوت کے اجزاء تو بہت ہیں لیکن ان اجزاء میں سے بنیادی جزء تشریع ہے جو انبیاء کرام کے ساتھ خاص ہے اور صاحبِ تشریع ہی کو نبی کہا جائے گا جس کا سلسلہ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفٰیؐ پر ختم ہو گیا باقی اجزاء نبوت غیر تشریعی ہیں جس پر نہ نبوت کا اطلاق ہوتا ہے اور نہ صرف ان میں سے کسی جزء کی وجہ سے کسی کو نبی کہا جائے گا یہی وجہ ہے کہ خود علامہ ابنِ عربی نے اپنی بعض تحریرات میں کشف والہام وغیرہ کو اجزاء نبوت یا نبوت غیر تشریعی وغیرہ نام تو دیا ہے لیکن اس کے باوجود نہ تو اس کو نبوت قرار دیا اور نہ ہی صاحب کشف والہام کو نبی قرار دیا بلکہ صاف صاف بتایا کہ:

"مع هذا لایطلق اسم النبوة ولاالنبی الاعلی مشرع خاصة فحجر هذا الاسم لخصوص وصف معین فی النبوة"

"یعنی چونکہ نبوت و نبی تشریع کے ساتھ خاص ہے اور انبیاء کرام کی نبوت تشریع کے

بغیر نہیں ہو سکتی اس لئے نبوت و نبی کا اطلاق غیر تشریع پر نہیں ہو گا پس نبوت میں ایک خاص وصف معین کی وجہ سے اس نام (نبی) کی بندش کر دی گئی۔ بلکہ علامہ ابنِ عربیؒ نے اس کتاب میں ایک دوسرے مقام پر اس بات کی بھی تصریح فرمائی کہ نبوت مرتفع ہو گئی اور اوامر و نواھی کا سلسلہ بند ہو گیا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی شخص اس کا دعویٰ کرے گا وہ مدعی شریعت ہو گا یعنی دجّال و کذاب ہو گا۔

(انسدت ابواب الاوامر الالٰهية والنواهي فمن ادعاها بعد محمد صلى الله عليه وسلم فهو مدع شريعة (فتوحات مکیہ ص ۵۱ جلد ۳)

اسی کتاب کے ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: "وھو باب قد سدہ اللہ کما سد باب الرسالۃ عن کل مخلوق بمحمد الیٰ یوم القیامۃ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اللہ نے ہر جہت سے نبوت کے دروازے کو اس طرح بند کر دیا جس طرح قیامت تک کے لئے رسالت کا دروازہ بند کر دیا (روح البیان ج ۷ ر ص ۱۸۸)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ علامہ ابنِ عربی کی اتنی واضح اور صاف صاف تصریحات کے بعد اگر ان کی کوئی ایسی تحریر مل بھی جاتی ہے جو ذو معنی ہے تو صاحبِ عقل لوگوں کا کام یہ ہے کہ اس کو اسی پس منظر میں اسی مطلب و مراد پر محمول کریں جو ان کی تصریحات کے مطابق ہو نہ کہ اس پر غلط رنگ چڑھانے کی ناکام کوشش کریں اللہ تعالیٰ صحیح سمجھ عطا فرمائیں۔

سائل کے پندرہ سوالات کے جوابات

اب ان گزارشات کے بعد سائل کے تمام سوالات کا فرداً فرداً مختصر جواب پیش کریں گے لیکن جواب عرض کرنے سے پہلے اِس بات کی نشاندھی انتہائی ضروری ہے کہ سائل نے سوال پوچھنے میں جو انداز اختیار کیا ہے وہ نہایت غیر مہذبانہ اور انتہائی گستاخانہ ہے جس کی بناء پر سائل اس بات کا مستحق نہیں تھا کہ اس کے سوالوں کے جواب دیئے جائیں لیکن چونکہ اس نے اپنے سوالوں کے ذریعہ سادہ لوح مسلمانوں کو بہکانہ چاہااس لئے ان کی خاطر جواب دیئے جارہے ہیں۔

سوال نمبر ا: آپ کا کیا فتویٰ ہے سرورِ کونین سید الثقلین محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جنہوں نے امت کو خوشخبری دی کہ آخری زمانہ میں نبی اللہ عیسیٰ علیہ السلام کو انسانوں کی اصلاح اور ہدایت کے لئے مبعوث کیا جائے گا؟

الجواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کفار و مشرکین فتویٰ دیا کرتے تھے کبھی ساحر ہونے کا فتویٰ لگادیا کبھی مجنوں ہونے کا فتویٰ لگادیا اور اب مستشرقین و مرتدین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فتویٰ دیتے ہیں۔ حضور ﷺ کے غلاموں کا کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فتویٰ دینا نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہے اور ایمان لغت میں کسی کی بات کو کسی کے اعتماد پر یقینی طور سے مان لینے کا نام ہے جب کہ اصطلاح شرع میں خبر رسول ﷺ کو بغیر مشاہدہ کے محض رسول اللہ ﷺ کے اعتماد پر یقینی طور سے مان لینے کا نام ہے اس لئے ہمارا ایمان ہے کہ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے متعلق جو خوشخبری دی ہے وہ برحق ہے اور یقیناً ایسا ہی ہوگا بلکہ نزولِ عیسیٰؑ تو قیامت کی بڑی علامتوں میں سے ایک ہے اور صرف یہ نہیں کہ سرورِ کائنات ﷺ نے حضرت عیسیٰؑ کے نزول کو علامات قیامت میں شمار فرمایا بلکہ خود ربِ کائنات نے بھی قرآنِ کریم میں حضرت عیسیٰؑ کو

قیامت کی نشانی قرار دیا جیسا کہ سورۃ زخرف آیت نمبر ۶۱ میں ہے" وانہ' لعلم' للسّاعة فلا تمترن بها واتبعون هذا صراط مستقیم۔ اور وہ (یعنی ابنِ مریمؑ) بلاشبہ قیامت کی ایک علامت و نشانی ہے پس تم اس میں شک نہ کرو اور میری بات مان لو یہی صراط مستقیم ہے (اس آیت کا ترجمہ اس طرح بھی کیا جاسکتا ہے کہ بلاشبہ ابنِ مریم قیامت کے علم کا ایک ذریعہ ہے' مطلب بہر حال دونوں صورتوں میں ایک ہی ہوگا کہ حضرت عیسیٰؑ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہیں) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وانه لعلم للسّاعة" کی تفسیر میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے مراد نزول عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ہے جو قیامت سے پہلے ہوگا (صحیح ابن حبان) علامہ ابنِ کثیرؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یعنی قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ کا تشریف لانا قیامت کی نشانی ہے یہی تفسیر حضرت ابوہریرہؓ' حضرت ابنِ عباسؓ' ابوالعالیہ' ابومالک' عکرمہ' حسن بصری' ضحاکؒ اور دوسرے بہت سے حضرات سے مروی ہے اور رسول اللہ ﷺ سے اس مضمون کی احادیث متواترہ ہیں کہ آپ ﷺ نے قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تشریف لانے کی خبر دی ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ص ۱۳۲/ج ۴)

پس معلوم ہوا کہ بہت سے اکابر صحابہ کرامؓ و تابعین عظام نے یہاں "لَعِلْمٌ" لِلسّاعَةِ سے حضرت عیسیٰؑ کا قربِ قیامت میں نازل ہونا ہی مراد لیا ہے اور صحیح ابنِ حبان کے حوالے سے رئیس المفسرین' ترجمان نبوی حضرت ابنِ عباسؓ کا بیان تو اوپر آہی چکا ہے اب ان شواہد کے بعد کوئی ہٹ دھرم مرتد ہی ہو سکتا ہے جو نزولِ عیسیٰؑ کا منکر ہو اور ان کی آمد کی خوشخبری سنانے والے کے بارے میں فتویٰ لگانے کا سوچے۔ بلکہ بعض کافر و مرتد بھی حضرت عیسیٰؑ کے نزول کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکے جیسا کہ مرزا قادیانی خود لکھتا ہے "مسیح بن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے جس کو سب نے باتفاق قبول کر لیا ہے جس قدر صحاح ستہ میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیش گوئی اس کے ہم پلہ اور ہم وزن ثابت نہیں ہوئی تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے" ازالہ اوہام ص ۲۳۱

یہاں اس بات کی نشاندہی بھی ضروری ہے کہ سائل نے اپنی کم علمی اور کوتاہ فہمی کی وجہ سے نزول عیسیٰؑ کو بعثت عیسیٰؑ سمجھ لیا ہے۔اس لئے لکھتا ہے کہ مبعوث کیا جائے گا لہٰذا وہ اچھی طرح اس بات کو سمجھ لے کہ حضرت عیسیٰؑ کی بعثت ہمارے پاک پیغمبر ﷺ سے پہلے ہی ہو چکی ہے اب صرف نزول ہوگا اور شریعت کی اصطلاح میں دونوں لفظوں میں کیا فرق ہے کسی عالم کی خدمت میں حاضر ہو کر سمجھ لے یہاں ہم صرف مختصر جواب پر اکتفا کرنا چاہتے ہیں اس لئے اس بحث کو ہم یہاں نہیں چھیڑ سکتے ہیں۔

سوال نمبر ۲: آپ کا کیا فتویٰ ہے ان تمام صحابہ کرامؓ اور محدثینؒ کے متعلق جنہوں نے نزولِ مسیح کی احادیث کو روایت کیا اور تواتر سے روایت کیا اور ساتھ ہی یقین ظاہر کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانہ میں آنا برحق ہے اور وہ نبی اللہ ہوگا......؟

الجواب: تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ سب کے سب عدول ہیں ان کی صداقت و عدالت ستاروں کی طرح روشن و واضح ہے ان کی پاکیزہ زندگی دیانت و سچائی سے لبریز ہے انہوں نے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنا صداقت و دیانت کے ساتھ من و عن بیان کر دیا اس لئے ہمارا ایمان ہے کہ جو کچھ انہوں نے روایت کیا وہ سب سچ اور تمام شکوک و شبہات سے بالاتر ہے۔ان میں سے جس کسی کی بھی کوئی آدمی اقتداء کرے گا ہدایت پا جائے گا یہ حضرات اللہ و رسول سے ہمیشہ راضی رہے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ بھی ان سے راضی و خوش ہیں نیز یہ کہ حضرات صحابہ کرامؓ معیارِ حق ہیں صداقت کی کسوٹی ہیں لہٰذا ان حضرات نے جو یہ روایت کی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا آخری زمانہ میں آنا برحق ہے' یہ تمام تر شکوک و شبہات سے بالاتر ہے اور جن محدثین نے ان سے روایت کی ہے وہ بھی صحیح و درست ہے۔یہاں قارئین نے سوال کے الفاظ میں یہ ملاحظہ کر ہی لیا ہوگا کہ سائل کا حضرات صحابہ کرام اور محدثین پر صرف یہ اعتراض ہی نہیں کہ انہوں نے نزولِ عیسیٰؑ کی احادیث کو روایت کیا ہے بلکہ اِس بات پر بھی شدید اعتراض ہے کہ ان حضرات نے یہ یقین ظاہر کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانہ میں آنا بھی برحق ہے اور وہ نبی اللہ بھی ہونگے اس لئے اس سلسلہ میں

بھی کچھ باتیں بتادینا مناسب ہے کہ نزولِ عیسیٰؑ کا یقین صرف حضرات صحابہ کرام اور محدثین عظام ہی نے ظاہر نہیں فرمایا بلکہ اللہ جل شانہ نے حضرت عیسیٰؑ سے ان کو دوبارہ زمین پر نازل کرنے کا عہد کیا ہے پھر اس عہد کو حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی پاکیزہ محفل میں بیان فرمایا اس کے بعد ہمارے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰؑ کے اس بیان و گفتگو کو من و عن صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے پاس بیان کیا جیسا کہ حضرت عبد اللہ ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات میری ملاقات حضرت ابراھیم حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ہوئی مجلس میں قیامت کا تذکرہ آیا (کہ قیامت کب آئے گی) سب سے پہلے ابراھیم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا مجھے علم نہیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا انہوں نے بھی فرمایا مجھے علم نہیں۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ قیامت کا ٹھیک وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی نہیں معلوم۔ البتہ میرے رب کا مجھ سے ایک عہد ہے کہ قیامت سے پہلے دجال نکلے گا پھر فرمایا کہ میرے پاس دو شاخیں ہوں گی پس جب وہ مجھے دیکھے گا تو سیسے کی طرح پگھلنے لگے گا پس اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کر دیں گے (جس کی صورت ابنِ ماجہ کی روایت میں حضرت عیسیٰؑ ہی کے بیان میں موجود ہے) کہ میں نازل ہو کر اس کو قتل کروں گا۔ (پھر حضرت عیسیٰؑ نے یاجوج ماجوج کے خروج اور ان کی ھلاکت کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا) پس میرے رب کا مجھ سے ایک عہد ہے وہ یہ ہے کہ جب یہ ساری باتیں ہو چکیں گی تو قیامت کی مثال پورے دنوں کی حاملہ کی ہوگی جس کے بارے میں اس کے گھر والوں کو کچھ پتہ نہیں کہ کس وقت اس کے وضع حمل کا وقت آجائے رات میں یا دن میں۔

حدیث کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

عن عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لقیت لیلۃ أسرِی بی ابراھیم و موسیٰ و عیسیٰ قال فتذاکروا أمر الساعۃ فردوا أمرھم الی ابراھیم فقال: لاعلم لی بھا فردوا الامر الی

موسیٰ فقال: لا علم لی بها فردوا الامر الیٰ عیسیٰ فقال: اما وجبتها فلا یعلمها اِلاّ اللہ تعالیٰ ذالک و فیما عهد الی ربی عزوجل ان الدجّال خارج قال: ومعی قضیبان فاذا رآنی ذاب کمایذوب الرصاص' قال: فیهلکه الله (وفی روایة ابنِ ماجه قال: فأنزل فاقتله) (......الیٰ قوله......) ففیما عهد الی ربی عزوجل ان ذالک اذا کان کذالک فان الساعة کالحامل المتمم التی لایدری أهلها متی تفجأهم بولادها لیلا اونهارا۔
(ابنِ ماجه ۳۰۹' مسند احمد ۳۷۵/۱' مستدرک حاکم ٤۸۸/٤' ٥٤٥' فتح الباری ۷۹/۱۳' ابن جریر ۷۲/۱۷' درمنثور ۳۲٦/٤')

اب بتائیے کہ نازل کرنے والا بھی کہتا ہے کہ میں نازل کروں گا' نازل ہونے والا بھی کہتا ہے کہ میرے رب سے میرا عہد ہو چکا ہے کہ قربِ قیامت میں مجھے ہلاکت دجّال کے واسطے نازل ہونا ہے اور یہ بات ایک معصوم جو تمام گناہوں سے پاک ہے دوسرے معصومین سے بیان کرتا ہے' اور پھر تمام معصومین کے سردار اپنے صحابہ کرامؓ کے سامنے بیان کرتے ہیں' اب اس کے بعد بھی اگر (العیاذ باللہ) صحابہ کرام کو اس بات کا یقین نہ ہو تو اور کون سی بات ایسی ہے جس کا وہ یقین کر سکتے ہیں پھر جب یہ معیار حق و صداقت اس پر یقین کر کے اس کو روایت کریں تو محدثین اور امت کے دوسرے افراد اگر اس پر (العیاذ باللہ) یقین نہ کریں تو اور کون سی بات ایسی ہے جس پر یہ حضرات یقین کریں گے لہٰذا صحابہ کرام یا محدثین عظام کا نزول عیسیٰؑ کے بارے میں یقین ظاہر کرنا کسی بھی مسلمان کے نزدیک نہ تو باعثِ حیرت ہے اور نہ قابلِ اعتراض رہی بات کفار و مرتدین کی تو وہ تو خدا کے کلام میں بھی شک و اعتراض کرتے ہیں ہمارے پاس ان کے اس طرح کے بے بنیاد اعتراضات کی نہ کوئی وقعت ہے اور نہ ہی قدر و قیمت۔

اب رہی بات کہ سائل کو تو اس پر بھی حیرت ہے کہ کیا حضرت عیسیٰؑ اللہ کے نبی بھی ہوں گے؟ اس لئے بہت زور دے کر سائل (صحابہ کرامؓ اور محدثین عظام کے اس یقین پر بھی اظہارِ حیرت کرتا ہوا) دریافت کرتا ہے کہ اور وہ نبی اللہ ہو گا......؟

پس جان لینا چاہیئے کہ حضرت عیسیٰؑ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر انبیاء میں سے ایک نبی ہیں جن کو ہمارے پاک پیغمبر ﷺ سے پہلے نبوت مل چکی ہے اور وہ نبی بن کر مبعوث ہو چکے ہیں اور اب بھی وہ نبی اللہ ہیں اور بعد میں بھی نبی اللہ ہی رہیں گے کیونکہ ان سے نہ تو اللہ تعالیٰ نے نبوت کا عہدہ واپس لیا ہے اور نہ ان کے گستاخ اور ان پر جھوٹی تہمت لگانے والے یہ عہدہ ان سے چھین سکے۔ اگر چہ اندر ہی اندر جلتے رہے جیسا کہ مرزا غلام احمد لکھتا ہے:

"ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور کون زمین پر ہے جو اس عقدے کو حل کرے؟

(اعجاز احمدی ص ۱۴۰ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی بحوالہ المھدی والمسیح)

ایک اور مقام پر لکھتا ہے: "لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانے میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوئی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں یا اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی اسی وجہ سے قرآن میں یحییٰ کا نام "حصور" رکھا مگر مسیح کا نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام رکھنے سے مانع تھے"۔

(دافع البلاء مرزا غلام احمد قادیانی)

بہر حال ان باتوں سے معاندین و مرتدین حضرت عیسیٰ کے مرتبے کو گھٹانا چاہتے تھے خصوصاً مرزا جی نے تو یہ بحث محض اس پالیسی پر چھیڑی کہ لوگوں کی توجہ اصل مسیحؑ سے ہٹا کر اپنے گندے وجود کی طرف مبذول کرلے لیکن الحمد اللہ نہ تو حضرت عیسیٰؑ کے معاندین اپنے ناپاک عزائم میں کامیاب ہو سکے اور نہ ہی مرزائیوں کی نظر فریب وچالاکی حضرت عیسیٰؑ سے ان کی نبوت چھین کر اپنے آقا و مرشد رئیس المرتدین مرزا غلام احمد قادیانی پر چسپاں کر سکی بلکہ حضرت عیسیٰؑ پہلے بھی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی تھے اور اب بھی ایک معصوم نبی کی حیثیت سے آسمان میں زندہ ہیں اور جب قربِ قیامت میں ان کا نزول

ہو گا اس وقت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مبعوث ہونے والے نبی کی حیثیت برقرار رہے گی نیز نزول کے بعد بھی نبی ہی رہیں گے لیکن چونکہ آنخضرت ﷺ کی تشریف آوری سے ان کی شریعت منسوخ ہو گئی اور ان کی نبوت کا دور ختم ہو گیا اس لئے جب تشریف لائیں گے تو آنخضرت ﷺ کی شریعت کی پیروی کریں گے اور آنخضرت ﷺ کے امتی اور خلیفہ کی حیثیت سے کام کریں گے چنانچہ ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ سن رکھو کہ حضرت عیسیٰ ابنِ مریم علیہ السلام کے اور میرے درمیان کوئی نبی اور رسول نہیں ہوا سن رکھو کہ میرے بعد میری امت میں خلیفہ ہیں سن رکھو وہ دجال کو قتل کریں گے صلیب کو توڑ دیں گے جزیہ بند کر دیں گے لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے گی سن رکھو جو شخص تم میں سے ان کو پائے ان سے میرا اسلام کہے۔

(در منثور ۲/۲۴۲ مجمع الزوائد ۸/۲۰۵)

سوال نمبر ۳: آپ کا کیا فتویٰ ہے تمام اہلِ السنّت والجماعت کے ائمہ و مقلدین کے متعلق جو اس اعتقاد پر قائم ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کے نزول کی پیش گوئی یقینی ہے۔ وہ یقیناً آئیں گے اور اسلام کو دنیا پر غالب کریں گے اور دجّالی فتنے کا ازالہ فرمائیں گے؟

الجواب: ائمہ اربعہ سمیت تمام اہلِ السنة و الجماعة کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ یہ حضرات نبی کریم ﷺ کا فرمان "ما آنا علیه واصحابی" کے عین مصداق ہیں اور یہ حضرات جادہ مستقیم پر ہیں وہ خود اور ان کی پیروی کرنے والے بھی سواد اعظم میں شامل ہیں اور نجات اخروی کیلئے یہی راہ متعین ہے اور ان سے ہٹ کر جو بھی راہ اختیار کی جائے گی وہ گمراہی کی راہ ہو گی جس پر چلنے والے "مَن شَذَّ شُذَّ فی النار" کے مصداق ہیں نیز ان حضرات کا یہ عقیدہ بھی قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے کہ یقیناً قرب قیامت میں حضرت عیسیٰؑ تشریف لائیں گے اور اسلام کو دنیا پر غالب کریں گے دجالی فتنے کا خاتمہ و ازالہ فرمائیں گے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا اور بلا شبہ وہ نازل ہوں گے پس جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا وہ میانہ قد کے آدمی ہیں سرخی سفیدی مائل دو زرد چادریں زیب تن

ہوں گی گویا ان کے سر سے قطرے ٹپک رہے ہیں اگرچہ اس کو تری نہ پہنچی ہو' پس لوگوں سے اسلام پر قتال کریں گے 'صلیب کو توڑ ڈالیں گے ' خنزیر کو قتل کریں گے ' جزیہ موقوف کردیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں اسلام کے علاوہ باقی تمام ملتوں کو مٹادیں گے اور وہ مسیح دجّال کو ہلاک کردیں گے 'پس چالیس برس زمین پر رہیں گے پھر انکی وفات ہوگی تو مسلمان انکی نمازِ جنازہ پڑھیں گے 'حدیث کی عبارت ملاحظہ ہو:

عن ابی هريرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال ليس بينی وبينه' نبیٌ يعنی عيسیٰ عليه السلام وانه نازلُ ' فاذا رأيتموه' فاعرفوه' رجلُ مربوع' الی الحمرة والبياض بين ممصرتين' كانه رأسه يقطروان لم يصبه بلل قيقاتل الناس علی الاسلام' فيدق الصليب' ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويهلك الله فی زمانه الملل كلها اِلاالاسلام و يهلك المسيح الدجال' فيمكث فی الارض اربعين سنة ثم يتوفی فيصلی عليه المسلمون (ابوداؤد ۲/ ۵۹۴' مسند احمد ۲/ ۴۳۷ صحیح ابن حبان ابن جریر ۱۶/ ۶ در منثور ۲/ ۲۴۲' فتح الباری ۶/ ۳۵۷)

ایک اور حدیث میں ہے

عَنْ اَبیِ هريرة قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم والذی نفسی بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكما عدلافيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويفيض المال حتی لايقبله احد حتی تكون السجدة الواحدة خيراً من الدنيا ومافيها ثم يقول ابوهريرة فاقرأوا اِنْ شئتم واِن من اَهْل الكتب الاليؤمنن به قبل موته الآية (بخاری'مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یقیناً عیسیٰ ابن مریم آسمان سے (تمہارے) درمیان اتریں گے جو ایک عادل حاکم ہوں گے وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے 'سور کو مار ڈالیں گے (یعنی ان کو پالنا اور کھانا مطلق حرام و ممنوع اور اس کو مار ڈالنا مباح کردیں گے) جزیہ کو اٹھادیں گے

(ان کے زمانہ میں) مال و دولت کی فروانی ہو گی۔ یہاں تک کہ کوئی اس کا خواہشمند نہ رہے گا اور اس وقت ایک سجدہ دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہو گا (اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد) حضرت ابو ہریرہؓ کہا کرتے تھے کہ (اگر تم اس بات میں کوئی شک و شبہ رکھتے ہو اور دلیل حاصل کرنا چاہتے ہو تو) یہ آیت پڑھو

وان من اهل الکتب الا لیؤمنن بہٖ قبل موتہ یعنی کوئی اہلِ کتاب خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی ایسا باقی نہیں رہے گا جو عیسٰیؑ پر ان کی وفات سے پہلے ایمان نہ لے آئے۔

نیز مسند احمد میں حضرت عبد اللہ ابنِ عمرؓ کا بیان ہے کہ:

رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ عیسٰی ابنِ مریم نازل ہوں گے، پس دجّال ان کو دیکھتے ہی (خوف) سے ایسا پگھلنے لگے گا جیسے چربی پگھلتی ہے پس وہ دجّال کو قتل کریں گے اور یہودیوں کو اس کے پاس سے تتر بتر کر دیں گے پھر سب یہودی قتل کر دیئے جائیں گے حتی کہ پتھر بھی پکارے گا کہ اے اللہ کے بندے یہ یہودی ہے آکر اسے قتل کر دے۔

(مسند احمد)

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی صحیح مسلم میں ذکر کیا ہے نیز صحیح بخاری میں بھی مختصراً آئی ہے۔

سوال نمبر ۴: آپ کا کیا فتویٰ ہے ان تمام متکلمین اور مفسرین کے متعلق جنہوں نے آیت خاتم النبیین کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ساتھ ہی عیسٰی علیہ السلام کے آنے کو تسلیم کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ متبع شریعت محمدیہؐ ہو کر آئیں گے اس لئے ان کا آنا ختم نبوت کے منافی نہیں......؟

الجواب: یہ بات بھی تمام شکوک و شبہات سے بالاتر ہے اور مذکورہ بالا جوابات میں یہ تفصیل بھی گزر چکی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا خاتم النبیین ہونا آخری زمانہ میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے نزول کے منافی نہیں کیونکہ خاتم النبیین اور خاتم المرسلین کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں بن سکتا، یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ سے قبل جو انبیاء علیہم السلام گذرے ہیں ان میں سے کوئی نہیں آسکتا، لہٰذا

آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص عہدہ نبوت پر فائز نہیں ہو سکتا اور اب قیامت تک نبوت و رسالت ہمارے نبی کریم ﷺ ہی کی ہو گی اب سائل خود ہی بتائے کہ یہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام (جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہی نبوت مل چکی ہے) کے نزول کے منافی کیوں ہو؟ اور حضرت عیسیٰؑ کا اس دنیا میں دوبارہ آنا ختم نبوت پر کیوں اثر انداز ہو؟ نیز سائل اس بات کی بھی وضاحت کرے کہ ان حضرات متکلمین و مفسرین نے قرآن وحدیث کے ارشادات کے عین مطابق لیکن سائل کے زعم باطل کے منافی نزولِ عیسیٰؑ کو تسلیم کر کے کیا قصور کیا ہے کہ سائل ان کے خلاف فتویٰ لینا چاہتا ہے حالانکہ یہ بات اتنی واضح اور غیر مبہم ہے کہ ایک عام آدمی بھی جانتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ، حضور ﷺ سے پہلے مبعوث ہونے والے انبیاء میں سے ہیں اور تمام مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے جن انبیاءؑ کرام علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہیں ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی شامل ہیں پس نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت کوئی نئی نبوت لے کر تشریف لائیں گے اور نہ مسلمان کسی نئی نبوت پر ایمان لائیں گے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائیں گے تو آنحضرت ﷺ سے پہلے کے نبی ہونے کی حیثیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا متبع ہو کر تشریف لائیں گے اس لئے نزولِ عیسیٰؑ ختمِ نبوت کے منافی ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اسی بات کو علامہ ابن کثیرؒ اس طرح بیان فرماتے ہیں "رسول اللہ ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے سے مراد ہے کہ وصف نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہو گیا اب کسی کو یہ وصف اور منصب نہیں ملے گا اس سے اس مسئلہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے جس پر تمام امت کا اجماع ہے اور قرآن اس پر ناطق ہے اور احادیث رسول جو تقریباً درجہ بدرجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں اس پر شاہد ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں نازل ہوں گے کیونکہ ان کو نبوت اس دنیا میں ہمارے نبی ﷺ سے پہلے مل چکی تھی پس اس پر ایمان لانا واجب اور اس کا منکر کافر قرار دیا جائے گا

علامہ کی عبارت پیشِ خدمت ہے

والمراد بكونه عليه السلام خاتمهم انقطاع حدوث وصف النبوة فى

احد من الثقلين بعد تخلیته علیه السلام بهافی هذه النشأة ولا یقدح فی ذالک ما اجمعت علیه الامۃ واشتهرت فیه الاخبار ولعلها بلغت مبلغ التواتر المعنوی ونطق بہ الکتاب علے قول و وجب الایمان به واکفر منکره کا لفلاسفة من نزول عیسی علیه السلام آخرالزمان لأنه کان نبیا قبل ان یخلی نبینا صلی اللّٰہ علیه وسلم بالنبوة فی هذه النشأة

(دیکھئے معارف القرآن ص ۱۶۵ ج ۷)

سوال نمبر ۵: پھر آپ کا کیا فتویٰ ہے ان علماء کرام اور آئمہ عظام کے بارے میں جنہوں نے خاتم النبیین کے معنی اور تفسیر ایسی بیان کی جو اس مطلب سے زیادہ اعلیٰ اور مطلب خیز ہے اور وہ امتی نبی کے آنے میں روک بھی نہیں بن سکتی......؟

الجواب: کسی بھی مسلمان نے خاتم النبیین کے کوئی ایسے معنی بیان نہیں کیے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کے آنے کی گنجائش نکلتی ہے جیسا کہ یہ بات تفصیل سے پیچھے گزر چکی ہے نیز سائل نے جن حضرات کی طرف اس جھوٹی بات کو منسوب کر کے عوام کو راہِ راست سے بہکانے کی کوشش کی تھی اس کی حقیقت بھی ہم نے پیچھے بیان کر دی اس لئے امت کے کسی بھی فرد کی طرف ایسی باتوں کو منسوب کرنے والے یا ان کی صاف ستھری باتوں کو غلط و گمراہ کن معنی پہنا کر سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرنے والے بھی جھوٹے گمراہ اور ملعون ہیں جس پر اللہ کی پھٹکار فرشتوں اور تمام مخلوقات کی پھٹکار ہے۔

سوال نمبر ۶: پھر خاتم النبیین کے معنی "تمام انبیاء کو ختم کرنے والا" بالکل مبہم ہیں سوال یہ ہے کہ جو انبیاء گزر چکے اور وفات پا گئے ہیں انہیں بند یا ختم کرنے کے کیا معنی؟ وہ تو پہلے ہی گزر چکے ہیں اور ایک نبی (عیسیٰ علیہ السلام) جو عوام کے خیال کے مطابق ابھی زندہ تھے انہیں نہ ختم کر سکے اور نہ ہی ان کا آنا بند ہوا......؟

الجواب: ختمِ نبوت کے معنی پوری وضاحت کے ساتھ اوپر بیان ہو چکے ہیں جس سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی ہے کہ خاتم النبیین کے معنٰی میں امت کے کسی فرد

کو بھی کوئی ابہام نہیں ہے اس لئے سائل کا یہ کہنا کہ یہ معنیٰ "بالکل مبہم" ہیں انتہائی غلط اور گمراہ کن ہے حالانکہ یہ معنی تو ایسا واضح اور نا قابل تردید ہے کہ جھوٹا مدعی نبوت بھی ختمِ نبوت کے یہی معنیٰ مراد لینے پر مجبور ہے جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے "میں اس کے رسول پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے" (چشمہ معرفت ص۔ ۳۲۴) نیز آیتِ کریمہ ماکان محمد الخ کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا" (ازالہ اوہام ص ۲۵۲ آیت نمبر ۲۱، روحانی خزائن ص ۱۳۴۲ ج ۳) لہٰذا سائل کا اس معنی کو مبہم قرار دینا جہالت و بددیانتی پر مبنی ہے نیز سائل کا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰؑ عوام کے خیال میں زندہ ہیں کفر وارتداد ہے کیونکہ حضرت عیسیٰؑ کا زندہ ہونا اور آسمانوں پر زندہ اٹھایا جانا تو اسلام کا قطعی عقیدہ ہے جس پر قرآن وسنت کے قطعی دلائل موجود ہیں اور جس پر تمام امت کا اجماع ہے لہٰذا سائل نے اپنے چھٹے سوال کے اس جملہ میں اپنا واضح تعارف کرادیا کہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جو قرآن و حدیث کے اس قطعی ارشاد کو نہیں مانتے۔ اور اس اجماعی عقیدہ کو عوام کا خیال تصور کرتے ہیں اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں سائل کے بارے میں مزید کچھ لکھنے کی ضرورت ہی نہیں بلکہ سائل اپنے اس سوال سے قارئین کے سامنے خود ہی بے نقاب ہوگیا ہے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ایسے بد عقیدے اور اس طرح کے عقائد رکھنے والے لوگوں سے محفوظ فرمائیں۔ البتہ قارئین کی خاطر اتنی بات عرض کرتے ہیں کہ پہلی صدی سے لیکر تیرھویں صدی تک کے تمام مفسرین نے سورہ نساء آیت ۱۵۷۔۱۵۸ کی تفسیر میں اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر زندہ اٹھایا گیا اور وہی قربِ قیامت میں آسمان سے نازل ہوں گے بطورِ نمونہ چند حوالے پیشِ خدمت ہیں

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا بے شک عیسیٰؑ مرے نہیں اور بے شک وہ تمہاری طرف دوبارہ آئیں گے۔

(تفسیر در منثور ۲/۱۰ ۳۱ ابنِ کثیر ۱/ ۳۲۶ تفسیر ابنِ جریر ۳/ ۲۰۲)

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں کے وفد سے مباحثہ کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے کبھی نہیں مریگا اور حضرت عیسیٰؑ پر موت آئے گی

(در منثور ۲/۳)

(۳) حضرت ابنِ عباسؓ سے بسند صحیح منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو مکان کے اوپر سے زندہ آسمان پر اُٹھالیا۔ (تفسیر ابنِ کثیر ص ۵۷۴، تفسیر در منثور ج۔۲ ص ۲۳۸۔)

یہاں چند مزید آثار صحابہؓ و تابعینؒ بھی قارئین کے فائدے کے پیشِ نظر پیش خدمت ہیں۔

(۱) حضرت ابنِ عباسؓ اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَان من اھل الکتاب الالیؤمنن بہٖ قبل موتہٖ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ نزول عیسیٰ علیہ الصلواۃ والسلام کی دلیل ہے

(در منثور، مستدرک حاکم)

(۲) حضرت مجاہدؒ ارشاد خداوندی ''ولکن شبہ لھم'' کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلواۃ والسلام کے بجائے ایک اور شخص کو سولی پر چڑھادیا۔ جسے وہ عیسیٰ علیہ السلام سمجھے اور عیسیٰؑ کو اللہ نے اپنی طرف زندہ اٹھالیا۔

(در منثور، ابن جریر)

(۳) حضرت ابورافعؓ فرماتے ہیں جب حضرت عیسیٰ ابنِ مریم علیہ الصلواۃ والسلام کو (آسمان پر) اٹھایا گیا اس وقت ان کے پاس ایک ادنیٰ کپڑا تھا دو چرمی موزے تھے جو چرواہے پہنتے ہیں اور ایک حذافۃ (ایک آلہ جس سے پرندوں کو مار کر شکار کیا جاتا ہے) جس سے وہ پرندوں کا شکار کیا کرتے تھے (در منثور)

(۴) حضرت ابنِ عباسؓ اللہ تعالیٰ کے ارشادِ گرامی ''وانہ لعلم للساعۃ'' کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں ہے (طبرانی، ابنِ جریر، در منثور)

حضرت حسن بصریؒ اسی آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نزولِ عیسیٰ علیہ السلام ہیں (ابنِ جریر)

(۶) حضرت قتادہؒ اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی علامت ہے۔

اب قارئین خود انصاف فرمائیں کہ ایک مجمع علیہ اور تمام مسلمانوں کا مسلمہ عقیدہ کو صرف عوام کا خیال قرار دینا پوری امتِ مسلمہ کی توہین اور قرآن وحدیث کی تضحیک نہیں تو اور کیا؟ کیا ایسا شخص مسلمان ہو سکتا ہے؟

سوال نمبر ۷: ایک اور سوال بھی اس ترجمہ کے متعلق یہ پیدا ہوتا ہے کہ نبی بھیجنا یا نہ بھیجنا کس کا کام ہے۔ خدا تعالیٰ کا یا نبی کریم ﷺ کا......؟ قرآن کریم (سورہ الدخان آیت ۴'۵) میں فرمایا "انّا کنا مرسلین" کہ ہم ہی رسول بھیجتے ہیں پس جب رسول بھیجنا خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے تو بند کرنا یا ختم کرنا بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ اس طرح خاتم النبیین تو خدا کی صفت قرار پائی۔ وہی مرسل النبیین ہوا اور وہی خاتم النبیین ہوا حالانکہ قرآن مجید کی گواہی یہ ہے کہ رسول پاک ﷺ خاتم النبیین ہیں......؟

الجواب: حضور ﷺ کو خاتم النبیین اللہ تعالیٰ نے ہی تو بنایا ہے حضور از خود خاتم النبیین نہیں بنے لہٰذا نہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے میں کوئی اشکال ہے اور نہ سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات ہونے میں کوئی اشکال ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب نبیوں کے آخر میں بھیج کر یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سلسلہ نبوت پر مہر کر کے قیامت تک کے لئے حضور ﷺ کو آخری نبی قرار دے دیا جیسا کہ علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ خاتم النبیین کے معنٰی بیان کرتے ہیں۔ "ختم اللہ به النبوة" یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے ذریعہ سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا (تفسیر معالم التنزیل ۳/ ۵۳۳) بہر حال کسی فعل کے سبب یا آلہ کی طرف فعل کو منسوب کر دینا کلام میں شائع ذائع ہے کلام اللہ میں بھی اس کی بے شمار نظائر موجود ہیں اس لئے یہ کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں۔ لیکن یہاں اصل سوال کے جواب سے زیادہ قابل توجہ بات سائل کا قرآن کریم و فرقان حمید پر اپنے خاص انداز میں اعتراض ہے۔ ذرا غور سے

سوال کو پڑھئے تو آپ بھی باآسانی مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ یہاں سائل نے کتنی بے باکی سے قرآن کریم پر یہ اعتراض کر دیا ہے کہ "جب رسول بھیجنا خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے تو بند کرنا یا ختم کرنا بھی اسی کے اختیار میں ہے...... حالانکہ قرآنِ پاک کی گواہی یہ ہے کہ رسول پاک ﷺ خاتم النبیین ہیں......" ملاحظہ کیجئے کہ سائل نے کس قدر ذہانت و ہوشیاری سے قرآن پر اعتراض کر دیا اور یہ باور کرانا چاہا کہ العیاذ باللہ قرآن کی یہ بات کہ رسول پاک ﷺ خاتم النبیین ہیں، غلط ہے۔ ہمارے خیال میں یہاں اگر سائل کے اعتراض کا دنیا کے دوسرے ملحدین و دشمنانِ اسلام کے اعتراضات سے موازنہ کیا جائے تو سائل دنیا کا ریکارڈ توڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ یا کم از کم وہ اپنے پیشرو پنڈت دیانند سرسوتی جس نے "ستیارتھ پرکاش" میں قرآن حدیث پر جو اعتراضات کیے ہیں اس کا ریکارڈ تو یقیناً توڑ چکا ہے اور اپنا واضح تعارف پیش کر چکا ہے۔ اب قارئین کی عدالت میں ہم اپنا یہ مقدمہ پیش کرتے ہیں کہ وہ خود بھی فیصلہ فرمائیں کہ کیا کسی ایسے شخص کے کفر میں کوئی شک ہے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب پر اس طرح کا اعتراض کرے یا اس کے کسی بھی ارشاد کا اس طرح مذاق اڑائے جس طرح اس چرب زبان اور مکار سائل نے اعتراض کیا اور مذاق اڑایا ہے حالانکہ اس پُر فریب معترض نے جس آیت کریمہ کو بہانہ بنا کر اعتراض کیا ہے وہ خود اس اعتراض کے جواب کے لئے کافی ہے کیونکہ انّا کنّا مرسلین کے معنٰی سوائے اس کے اور کیا ہیں کہ ہم ہی ہیں بھیجنے والے سارے رسولوں کو' اپنے خاتم الانبیاء محمد ﷺ کو بھی اور ان سے پہلے دوسرے تمام انبیاء کو بھی لہٰذا انا کنا مرسلین سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے وہاں یہ بھی واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے دوسرے انبیاء کرام کو صرف نبی و رسول بنا کر بھیجا ہے اسی طرح اللہ ہی نے حضور ﷺ کو خاتم النبیین اور خاتم المرسلین بنا کر بھیجا کہ آپ ﷺ کو سلسلہ نبوت کی آخری کڑی قرار دے کر اس سلسلہ کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا خود رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے ارشادات کے ذریعے اس کی وضاحت فرمائی کہ مجھے اللہ تعالیٰ ہی نے خاتم المرسلین بنایا ہے' ذخیرہ احادیث میں اس معنٰی کی بے شمار احادیث موجود ہیں جیسا

کہ خصائص کبریٰ میں نبیٔ کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے " جعلنی فاتحا وخاتما "یعنی مجھے اللہ تعالیٰ نے فاتح بھی بنایا اور خاتم بھی۔ (خصائص کبریٰ ر ۱۹۷ ر ۲)

لہٰذا مذکورہ بالا آیت اس امر کی واضح دلیل ہے کہ ہم نے اپنا خاتم النبیین بھیج دیا ہے جن کی تشریف آوری کے بعد سلسلہ نبوت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا اور اس کے بعد جو بھی دعویٰ نبوت کرے گا یا اس مدعی نبوت کاذبہ کی حمایت و وکالت کرے گا وہ جھوٹا، خود گمراہ دوسروں کو گمراہ کرنے والا دجّال و کافر ہوگا نیز اس دجال و کافر کے پیروکار بھی دائرہ اسلام سے خارج خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے ہوں گے۔

سوال نمبر ۸: پھر دوسرے انبیاء تو ہمیشہ خواہش کرتے بلکہ دعا مانگتے رہے کہ خدا تعالیٰ ان کے متبعین کو بڑے روحانی درجات عطا فرمائے اور اپنے قرب سے انہیں نوازتا رہے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دُعائیں ہمارے سامنے ہیں لیکن نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو اعلان ہو گیا کہ میری امت میں سے کسی کو نبوت کا اعلیٰ اور بلند مرتبہ نصیب نہ ہوگا...... پہلی امتوں میں شہداء اور صدیقین کے علاوہ خدا تعالیٰ انبیاء بھی مبعوث فرماتا رہا۔ لیکن اِس امت میں شہداء صالحین اور صدیقین تو ہوں گے مگر کسی فرد کو نبوت کے شرف سے نہ نوازا جائے گا۔

کیا یہی فضیلت ہے جو سرکار دو عالم ﷺ کو عطا کی گئی، کیا یہی اعلیٰ درجہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے حصّہ میں آیا......؟ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر امتِ مسلمہ کی فضیلت کیا ہوئی؟ پھر کس وجہ سے اس امت کو خیر امت کہا جائے؟

جب ختمِ نبوت کے یہ معنیٰ لئے جائیں کہ اس امت میں کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا تو پھر "شانِ ختمِ نبوت میں شان" چہ معنیٰ؟ صرف دعویٰ ہی تو کافی نہیں ہو سکتا تفاسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی، عیسائی بلکہ مجوسی اور عرب لوگ ہمیشہ اپنے دین کو زیادہ اعلیٰ قرار دیتے۔ مثلاً الدر المنثور جزء ۲ ر صفحہ نمبر ۲۲۶ پر لکھا ہے:۔

"افتخر اهل الادیان فقالت الیهود کتابنا خیر الکتب واکرمها علی الله ونبینا اکرم الانبیاء علی الله موسی خلا به وکلمه نجیاً

ودیننا خیر الادیان وقالت النصاریٰ عیسی خاتم النبیین اتاہ اللہ التوراۃ والانجیل ولو ادرکہ محمد اتبعہ ودیننا خیر الدین وقالت المجوس وکفار العرب دیننا اقدم الادیان و خیرھا وقال المسلمون محمد رسول اللہ حاکم الانبیاء و سید الرسل"۔

ترجمہ:۔ "مختلف ادیان کے لوگوں نے فخر کرنا شروع کیا۔ یہود نے کہا ہماری کتاب (توراۃ) سب سے افضل ہے۔ اللہ نے اس سے تخلیہ میں سرگوشیاں کیں اور کلام کیا' عیسائیوں نے کہا کہ عیسیٰؑ خاتم النبیین ہیں اللہ نے اسے توراۃ بھی دی' اور انجیل بھی' اگر محمد اس کا زمانہ پاتا تو اس کی پیروی کرتا اور ہمارا دین بہتر ہے اور مسلمانوں نے کہا کہ محمدؐ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور تمام رسولوں کے سردار ہیں"۔

ملاحظہ کیجئے' کیسے ہر مذہب کے پیرو اپنے دین کو افضل و اعلیٰ قرار دیتے ہیں۔ پس خاتم النبیین کے معنی تمام نبیوں کو ختم کرنے والا کئے جائیں تو ان معنوں سے لازم آتا ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے گویا اعلان فرمادیا کہ میری امت میں سے کسی کو نبوت کا اعلیٰ منصب نصیب نہ ہوگا زیادہ سے زیادہ وہ صدیق کا درجہ حاصل کر سکیں گے اور یہ کوئی ایسا درجہ نہیں کہ جسے دوسری امتوں کے مقابل فخر کے ساتھ پیش کیا جاسکے کیونکہ دوسری امتوں میں بھی شہید اور صدیق بکثرت ہوئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے: والذین آمنوا باللہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم۔ الحدید آیت ۱۹) کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے وہ خدا کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔ پس لب لباب یہ کہ "شانِ ختم نبوت" سے آخر کیا مراد ہے؟

الجواب: چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی خاتم النبیین بنا کر بھیجا کسی دوسرے نبی کو نہیں اس لئے دوسرے انبیاء کرام کے بعد انبیاء و رُسل مبعوث ہونے میں کوئی قباحت نہیں تھی بلکہ اس کی ضرورت تھی جب کہ خاتم الانبیاء کی تشریف آوری کے بعد نہ تو کسی نئے نبی کی ضرورت رہی اور نہ گنجائش اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے یہ سلسلہ ختم ہو گیا رہا سوال اس امت کی فضیلت کا تو اس امت کی فضیلت

کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ اعلان کافی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے جو دین شروع ہوا تھا اس کی تکمیل تم پر کر دی گئی ہے یہ ایک ایسا اعزاز تھا کہ امتِ سابقہ اس سے محروم رہی یہ گویا کہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کا بھر پور اعتماد اور تکمیل دین کے موزوں حامل قرار پانے کی سند تھی جب کہ اس کے علاوہ بھی قرآن و حدیث میں اس امت کی بے شمار فضیلتیں بیان کی گئیں۔ قرآن و حدیث کے مطالعہ کرنے والوں پر یہ بالکل واضح ہے اس کے لئے مزید دلائل کی ضرورت بھی نہیں بلکہ قرآن نے انتہائی صراحت کے ساتھ اس امت کو تمام امتوں کی بہ نسبت بہترین امت قرار دے کر یہ بتادیا کہ دنیا میں اب تک جتنی بھی اُمتیں آئی ہیں ان میں سے آخری رسول (جس کے بعد کوئی رسول نہیں) کی آخری امت (جس کے بعد کوئی امت نہیں) سب سے بڑھ کر صاحبِ فضیلت ہے لیکن چونکہ سائل نے قرآن کریم پر کسی بہانے سے اعتراض ہی کرنا تھا اس لئے یہاں بھی اتنے واضح ارشاد کے باوجود اپنے معترضانہ انداز میں سوال کرتا ہے کہ "کس وجہ سے اس امت کو خیر امت کہا جائے؟

حالانکہ قرآن کریم نے خود اس امت کو خیرِ امت قرار دینے کی وجہ بہت ہی اھتمام کے ساتھ بیان کی ہے۔

سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۴۳ میں اس امّت کو امت وسط قرار دے کر بتلادیا ہے کہ تم ایک ایسا اعلیٰ واشرف گروہ ہو جو عدل وانصاف پر قائم ہونے کی وجہ سے امامت و پیشوائی کے مقام پر سرفراز کیا گیا دوسرے الفاظ میں اس بات کو یوں سمجھا جائے کہ نبی کریم ﷺ کی امت کو یہ بتایا جارہا ہے کہ چونکہ تم تمام امتوں میں سب سے زیادہ معتدل سب سے زیادہ بہتر امت اور تمہارے ہی اندر انسانیت کا جوھر شرافت و فضیلت بدرجہ کمال موجود ہے اس لئے دنیا کی امامت و رہنمائی قیامت تک کے لئے تمہارے ہی سپرد کی جارہی ہے نیز سورہ آل عمران آیت ۱۱۰ میں جہاں اس امت کو خیر امت قرار دیا وہاں بھی خیر امت ہونے کی وجہ کی نشاندہی صریح الفاظ میں موجود ہے کہ چونکہ تمہارے اندر نیکی کرنے اور بدی کو مٹانے کی پوری پوری صلاحیت بھی ہے اور جذبہ بھی کہ تم نیکی کا حکم کرتے ہو برائی سے

روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو اس لئے تمہیں ہم نے بہترین امت بنایا ہے اور امامت وسیادت اب تمہیں عطا کی گئی یعنی اس آیت میں امت محمدیہ کے خیر الامم ہونے کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ تمہارے اندر وہ جوھر موجود ہے جس کی بنیاد پر کوئی امت بہترین امت بن سکتی ہے کہ تم خلق اللہ کو نفع پہنچاتے ہو انہیں اچھائی کی دعوت دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اعتقاداً و عملاً اپنا معبود تسلیم کرتے ہو۔ اخیر میں یہ بات بتادینا ضروری ہے کہ سائل نے اس سوال میں در منثور سے جو عبارت نقل کی ہے اس کو سوابق ولواحق سے کاٹ کر غلط معنی پہنانے کی کوشش کی ہے اور سوال میں در منثور کی پوری عبارت نقل کرنے کے بجائے صرف مفید مطلب حصے کو تحریر کیا ہے۔ نیز چونکہ پوری عبارت نقل کرنے سے سائل کی مکاری وفریب کاری ظاہر ہو کر وہ بنیاد ختم ہو جاتی ہے' جس کے ذریعے اس نے مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈالنا چاہا' اس لئے اسے کاٹ چھانٹ کے ساتھ ادھورا نقل کیا پھر جتنی عبارت نقل کی ہے اس کا جو ترجمہ پیش کیا ہے وہ بھی سائل کی جہالت یا بددیانتی کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ ذکر کردہ عبارت کا مکمل ترجمہ پیش نہیں کیا بلکہ بیچ بیچ میں سے ترجمہ چھوڑ دیا مثلاً: عبارت میں یہ جملہ تحریر کیا ہے۔ "واکرمھا علی اللہ ونبینا اکرم الانبیاء علی اللہ" لیکن ترجمہ میں اس کا کہیں نام ونشان بھی نہیں۔ نیز عبارت میں حضرت موسیٰؑ کا نام بھی صراحتاً موجود ہے' لیکن ترجمہ میں ان کے اسمِ گرامی کو کھا گیا' پھر اس پر مزید ظلم اس ادھوری عبارت کو بنیاد بنا کر اس کا یہ پرفریب تبصرہ کہ "صرف دعویٰ ہی تو کافی نہیں ہو سکتا۔ تفاسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی' عیسائی بلکہ مجوسی اور عرب لوگ ہمیشہ اپنے دین کو زیادہ اعلیٰ قرار دیتے"۔

بہرحال سائل کے اس فریب کی حقیقت سے پردہ اٹھانے کے لئے حضرات قارئین کے سامنے اب میں در منثور کی وہ عبارت جو سائل نے سوال نمبر ۸ میں اپنی تائید میں پیش کی ہے' پورے سیاق وسباق کے ساتھ نقل کر رہا ہوں اور سائل نے جس حصے کو چھوڑ دیا تھا انہیں خط کشیدہ کر دیتا ہوں۔

اخرج ابن جریر وابن المنذر من طریق جو یبرعن الضحاک قال افتخر اھل الادیان فقالت الیھود کتابنا خیر الکتب واکر مھا علی اللہ ونبینا اکرم الانبیاء علی اللہ موسیٰ خلابه وکلمه نجیّا ودیننا خیر الادیان وقالت النصاریٰ عیسی خاتم النبیین آتاہ اللہ التوراۃ والانجیل ولو ادرکه محمد اتبعه ودیننا خیر الدین وقالت المجوس وکفار العرب دیننا اقدم الادیان و خیرھا وقال المسلمون محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء و سید الرسل و القرآن آخر مانزل من عنداللہ من الکتب وھو امیر علی کل کتاب والاسلام خیر الادیان فخیر اللہ بینھم فقال لیس باسانیکم ولا امانی اھل الکتاب من یعمل سوءً یجزبه یعنی بذالک الیھود والنصاریٰ والمجوس و کفار العرب ولایجدله من دون اللہ ولیا ولا نصیراً ثم فضل الاسلام علی کل دین فقال ومن احسن دیناً ممن اسلم وجھه للّٰہ الآیة۔ (تفسیر در منثور ص۲۲۶جزء۲)

ترجمہ :۔ابن جریر اور ابن المنذر نے جویبر کے طریق سے حضرت ضحاکؒ سے بیان کیا کہ حضرت ضحاکؒ نے فرمایا:

مختلف ادیان کے لوگوں نے فخر کرنا شروع کیا۔ یہود نے کہا کہ ہماری کتاب (توراۃ) سب سے افضل ہے اور اللہ کے نزدیک زیادہ قابل اکرام ہے اور ہمارے نبی اللہ کے نزدیک تمام نبیوں سے زیادہ قابل اکرام ہیں حضرت موسیٰؑ اللہ نے اس سے تخلیہ میں سرگوشیاں کیں اور کلام کیا اور ہمارا دین سب ادیان سے بہتر ہے۔

عیسائیوں نے کہا کہ عیسیٰؑ خاتم النبیین ہے اللہ نے اسے توراۃ بھی دی اور انجیل بھی اگر محمدؐ اس کا زمانہ پاتا تو اس کی پیروی کرتا اور ہمارا دین بہتر ہے۔ مجوسی اور عرب کے کفار نے کہا ہمارا دین سب ادیان میں قدیم ترین ہے اور سب سے بہتر ہے اور مسلمانوں نے کہا کہ محمدؐ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور تمام رسولوں کے سردار ہیں' اور قرآن من جانب اللہ نازل ہونے والی کتابوں میں آخری کتاب ہے اور یہ تمام کتابوں کی امیر ہے

اور اسلام تمام ادیان میں بہترین دین ہے پس اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا کہ انجام کار نہ تمہاری آرزوؤں پر موقوف ہے اور نہ اھل کتاب کی آرزوؤں پر جو بھی برائی کرے گا اس کا بدلہ پائیگا۔ یعنی یہ یہود و نصاریٰ اور مجوسی و کفار عرب۔ اور اللہ کے مقابلہ میں اپنے لئے کوئی حامی و مددگار نہ پا سکے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اسلام کو سب دینوں پر افضل قرار دیا۔ پس فرمایا ایسے شخص کے دین سے زیادہ بہتر کس کا دین ہو سکتا ہے جس نے اللہ کی فرمانبرداری و تابعداری اختیار کرتے ہوئے اپنا چہرہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا دیا۔ یعنی اسلام کو مکمل طور پر قبول کر لیا یہاں لفظ ''اسلم'' صاف بتا رہا ہے کہ اس جگہ مسلمانوں کو افضل قرار دیا جا رہا ہے۔

ضروری نوٹ! یہاں یہ بات بھی نوٹ فرمالیں کہ اس وقت ہم ضحاکؒ کے قول کی صحت و عدم صحت سے بحث نہیں کر رہے ہیں کہ انکا یہ کہنا ''بذالک الیہود والنصاری والمجوس وکفارا لعرب'' درست ہے یا نہیں؟ بلکہ صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ سائل نے کس طرح اس میں کاٹ چھانٹ کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے اور کس طرح اصل عبارت کو سیاق و سباق سے کاٹ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جب تک (العیاذ باللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امتی میں نبوت کو جاری نہیں مانا جائے گا اس وقت تک اس امت کی کوئی فضیلت ثابت نہیں ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ اس کے بغیر افضلیت کا دعویٰ محض دعوی ہی ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔

حالانکہ حضرت ضحاکؒ نے اپنے اسی قول میں جسکو سائل نے ادھورا نقل کیا ہے انتہائی صراحت کے ساتھ یہ بتایا ہے کہ پھر اللہ رب العلمین نے تمام ادیان پر دین اسلام کو افضل قرار دیا ہے۔

ثم فضل الاسلام علی کل دین فقال ومن احسن دینا ممن اسلم وجھہ للہ الایۃ۔

اور صرف یہی نہیں کہ سائل کے نقل کردہ قول میں اسلام کو تمام ادیان پر افضل قرار دیا ہے بلکہ درمنثور میں یہ قول کئی حضرات سے نقل کیا گیا ہے جس میں سے

حضرت قتادہؒ، حضرت ضحاکؒ اور حضرت سدیؒ سر فہرست ہیں نیز عوفی کی روایت سے حضرت ابنِ عباسؓ کی طرف بھی یہ قول منسوب ہے اور معمولی لفظی اختلاف کے ساتھ سب میں مشترکہ طور پر یہ بات موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام دوسرے ادیان کے مقابلے میں اسلام ھی کو افضل ترین دین قرار دیا۔ مثلاً:

(۱) حضرت سدیؒ کے قول میں ہے "ثم فضل اللّٰہ المؤمنین علیھم فقال ومن احسن دینا ممن اسلم وجھه للّٰہ وھو محسن واتبع ملة ابراھیم حنیفا"۔ (در منثور ص۲۲۵، جلد دوم)

یعنی: پھر اللہ تعالیٰ نے (یہود نصاریٰ پر) مؤمنین کو افضل قرار دیا اور فرمایا کہ اس شخص کے دین سے زیادہ بہتر کس کا دین ہو سکتا ہے جس نے اللہ کی فرمانبرداری و تابعداری اختیار کرتے ہوئے اپنے چہرے کو اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا دیا یعنی مکمل طور پر اسلام کو قبول کر لیا۔ اس حال میں کہ وہ نیک عمل کرنے والا بھی۔ اور یکسو ہو کر ابراھیمؑ کے طریقے کی پیروی کی۔

(۲) حضرت قتادہؒ کے قول میں ہے۔

"فافلج اللّٰہ حجة المسلمین علی من ناواھم من اھل الادیان"

(در منثور ص۲۲۵، جلد۲)

یعنی: پس اللہ نے مسلمانوں کی حجت و دلیل کو دوسرے تمام ادیان و مذاھب والوں پر جو ان سے حسد و عداوت کر رہے تھے غالب قرار دے دیا۔

(۳) حضرت ابن عباسؓ کے قول میں ہے۔

وخیّر بین اھل الادیان فقال ومن احسن دینا ممن اسلم وجھه الاٰیة:۔ (تفسیر درّ منثور ص۲۲۶، ج۲)

یعنی: اور اللہ نے اہل مذاہب کے درمیان خیر الادیانؔ کا فیصلہ کرتے ہوئے ایک کا انتخاب کیا پس فرمایا: اس شخص کے دین سے زیادہ بہتر کس کا دین ہو سکتا ہے جس نے اللہ کی فرمانبرداری و تابعداری اختیار کرتے ہوئے اپنے چہرے کو اللہ تعالیٰ کی

طرف جھکادیا یعنی مکمل طور پر اسلام کو قبول کرلیا۔

اب حضرات قارئین خود انصاف فرمائیں کہ ہمارے سائل نے دھوکہ وفریب سے کام لیا کہ نہیں اور وہ خیانت و بددیانتی کا مرتکب ہوا کہ نہیں؟ حالانکہ اسی عبارت میں جو اس نے ادھوری تحریر کی ہے امت کی فضیلت کی صراحت موجود تھی جس کو اس نے حذف کر کے مسلمانوں کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی کوشش کی۔ کہ جب تک اس امت میں نبوت جاری تسلیم نہ کی جائے گی اس وقت تک اس امت کی فضیلت بھی ثابت نہیں ہو گی حالانکہ قرآن و حدیث کی واضح دلائل اس بات پر موجود ہیں کہ حضورؐ خاتم الانبیاء اور افضل الرسل ہیں اور یہ امت بھی خاتم الامم اور افضل الامم ہے' بس شرط یہ ہے کہ امت صحیح معنی میں امت بن جائے اور صفات امت میں درجہ کمال حاصل کرلیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائیں اور ہمارے سائل کو بھی راہ راست کی ہدایت نصیب فرمائیں۔ آمین

الحاصل امت کی فضیلت کا مدار صفاتِ امت میں کمال و ترقی پر ہے نہ کہ نبی بننے پر اور صفاتِ امت میں اس امت کا کمال اظہر من الشمس ہے۔ سائل کا صفتِ نبوت کو فضیلتِ امت کا سبب بنانا یا سمجھنا قرآن' حدیث اور شریعت کی بنیادی باتوں سے لاعلمی اور جہالت کی کھلی دلیل ہے۔

سوال نمبر ۹ : کیا آپ حضرت امام مہدی و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کا عقیدہ رکھتے ہیں؟

الجواب : حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں تو تفصیل پیچھے گزر چکی ہے اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اہل السنۃ و الجماعۃ کے تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ قربِ قیامت میں ظہور فرمائیں گے بلکہ ان کا ظہور قیامت کی ان بڑی علامتوں کی ابتدائی کڑی ہے جو بالکل قرب قیامت میں ظاہر ہوں گی لوگ ان کے انکار کے باوجود ان کو خلافت کے لئے منتخب کریں گے چنانچہ حجر اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان بیت اللہ شریف کے سامنے ان کے ہاتھ پر لوگ بیعت کریں گے اور وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول

کے نزدیک امام برحق ہیں وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نام ہوں گے نیز ان کے والد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کا نام بھی ایک ہوگا حضرت مہدیؒ کے ظہور کی تفصیلات حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں مثلاً مشکواۃ ص ۴۷۱ حدیث ام سلمہ ابوداؤد صفحہ ۵۸۸۔ ۵۸۹ میں حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت علیؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی روایات یہاں صرف حضرت ام سلمہؓ اور حضرت عبداللہ ابنِ مسعودؓ کی روایات بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں۔وعن ام سلمة عن البنى صلى الله عليه وسلم قال يكون اختلاف عند موت خليفة فيخرج رجل من اهل المدينة هار باالى مكة فياتيه ناس من اهل مكة فيخرجونه وهو كاره فيبايعونه بين الركن والمقام ويبعث اليه بعث من الشام فيخسف بهم البيدآء بين مكة والمدينة فاذا رأى الناس ذالك اتاه ابدال الشام وعصائب اهل العراق فيبا يعونه ثم ينشاء رجل من قريش اخواله كلب فيبعث اليهم بعثا فيظهرون عليهم وذلک بعث كلب ويعمل فى الناس بسنة نبيهم ويلقى الاسلام بجرانه فى الارض فيلبث سَبَعَ سنين ثم يتوفى ويصلى عليه المسلون

ترجمہ: اور حضرت ام سلمہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (آخر زمانہ میں) جب خلیفہ (یعنی اس وقت کی حکومت کے سربراہ) کا انتقال ہوگا تو (دوسرے سربراہ کے انتخاب یا نامزدگی کے سوال پر اصحاب الرائے لوگوں کے درمیان) اختلاف ونزاع اٹھ کھڑا ہوگا، اسی دوران اہلِ مدینہ میں سے ایک شخص (مدینہ سے) نکل کر مکہ کی طرف بھاگ جائے گا۔ مکہ کے لوگ (جب اس شخص کے مرتبہ و حیثیت کو پہچانیں گے اور جانیں گے تو) اس کے پاس آئیں گے اور اس کو (گھر سے) باہر نکال کر لائیں گے (تاکہ اس کو اپنا سربراہ اور حاکم بنائیں) وہ شخص اگرچہ (فتنہ کے خوف سے) یہ منصب قبول کرنے کو پسند نہیں کرے گا مگر لوگ (منت سماجت کر کے اس کو تیار

کریں گے اور) اس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے' یہ بیعت (خانہ کعبہ میں) حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان عمل میں آئے گی' اس کے بعد اس کے مقابلہ میں شام (کے بادشاہ) کی طرف سے ایک لشکر بھیجا جائے گا لیکن وہ لشکر مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع مقام بیداء پر زمین میں دھنسا دیا جائے گا' اور پھر جب لوگوں کو یہ معلوم ہوگا کہ (شام کا لشکر مکہ پہنچنے سے پہلے ہی زمین دوز کر دیا گیا ہے) تو ملک شام کے ابدال اور عراق کے عصائب اس شخص کی خدمت میں پہنچیں گے اور آپؓ سے بیعت کریں گے پھر قریش کا ایک آدمی جس کی ننھیال قبیلہ کلب میں ہوگی اور وہ بھی اس شخص کے اور اس کے تابعداروں کے خلاف ایک لشکر بھیجے گا (اور اپنی ننھیال یعنی قبیلہ 'کلب کی مدد حاصل کرے گا) لیکن اس شخص کا لشکر اسی قریشی کے لشکر پر غالب آجائے گا پھر وہ شخص لوگوں کے درمیان ان کے پیغمبر (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی روش اور ان کے طریقہ کے مطابق (ملک وملت کا) نظم ونسق چلائے گا اور مسلمانوں کا دین اپنی گردن زمین پر رکھ دے گا وہ شخص سات سال تک قائم وبرقرار رہے گا' پھر جاں بحق ہو جائے گا اور مسلمان اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے (یہی ہستی اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے مطابق حضرت مہدیؑ ہے)۔ (ابوداؤد' مشکوٰۃ ص ۴۷۱)

وعن عبداللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ لاتذھب الدنیا حتی یملک العرب رجلٌ من اھل بیتی یواطیُ اسمہ اسمی رواہ' الترمذی وابودائود وفی روایۃ لہ قال لولم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ تعالی ذالک الیوم حتی یبعث اللہ فیہ رجلا منی اومن اھل بیتی یواطئی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما و جوراً

ترجمہ: اور حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دنیا اس وقت تک اختتام پذیر نہیں ہوگی جب تک کہ عرب پر ایک شخص قبضہ نہ کرے گا جو میرے خاندان میں سے ہوگا اور اس کا نام میرے نام پر ہوگا"۔ (ترمذیؒ' ابوداؤد) اور (ابوداؤد

کی ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر دنیا کے اختتام پذیر
ہونے میں صرف ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو طویل و دراز کر دے گا
یہاں تک کہ پروردگار میری نسل میں سے یا یہ فرمایا کہ میرے اہلِ بیت میں سے ایک
شخص کو بھیجے گا جس کا نام میرے نام پر اور جس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہو گا وہ
تمام روئے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح اس وقت سے پہلے تمام روئے
زمین ظلم و جور سے بھری تھی۔

سوال ۱۰۔ : حضرت امام مہدی و حضرت عیسیٰ علیہ السلام (جن کے آنے کی احادیثِ
نبویہؐ میں خبر دی گئی) ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں یا دو علیحدہ وجود ہیں؟

الجواب: اہل السنۃ الجماعۃ کے نزدیک یہ دونوں حضرات دو الگ الگ شخصیتیں ہیں جن
میں سے حضرت مہدی رضی اللہ عنہ آخری زمانہ میں قربِ قیامت میں حضرت عیسیٰؑ سے
پہلے ظاہر ہوں گے ان کے ظہور کے تقریباً سات سال کے بعد دجال نکلے گا اور اس کو قتل
کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے تشریف لائیں گے حضرت مہدیؓ
قتل دجال میں حضرت عیسیٰؑ کے رفیق ہوں گے، جس وقت حضرت عیسیٰؑ نازل ہوں گے
اس وقت نماز کے لئے جماعت تیار ہو گی پھر حضرت مہدیؓ، حضرت عیسیٰؑ کو امامت کے
فرائض انجام دینے کی دعوت دیں گے لیکن حضرت عیسیٰ فرمائیں گے تمہارے بعض
کے لئے امام ہیں نماز سے فارغ ہو کر پھر حضرت مہدیؓ حضرت عیسیٰؑ سے کہیں گے یا نبی
اللہ اب لشکر کا انتظام آپ کے سپرد ہے جس طرح چاہیں انجام دیجئے وہ فرمائیں گے نہیں
یہ کام بدستور آپ ہی کے تحت میں رہے گا میں تو صرف قتلِ دجال کے لئے آیا ہوں جس کا
مارا جانا میرے ہی ہاتھ سے مقدر ہے اس کے بعد دجال کا رخ کریں گے ملعون بھاگ کھڑا
ہو گا حضرت عیسیٰؑ تعاقب فرمائیں گے اس ملعون کو بابِ لُد پر قتل کر دیں گے ملاحظہ ہو

حضرت جابرؓ کی روایت

وعن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتزال طائفۃ من
امتی یقاتلون علی الحق ظاہرین الی یوم القیامۃ قال فینزل عیسی ابنِ

مریم فیقول امیرھم تَعَالُ صَلِّ لنا فیقول لآان بعضکم علی بعضِ امرآء تکرمة اللّٰہ ھذہ الامة (مسلم)

ترجمہ : اور حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے ہمیشہ کوئی جماعت حق کے واسطے لڑتی رہے گی اور (اپنے دشمنوں پر) غالب آئے گی' قیامت (کے قریب) تک یہ سلسلہ جاری رہی گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب حضرت عیسیٰؑ ابنِ مریم (آسمان سے اتریں گے' اور اس وقت مسلمان نماز کی حالت میں ہوں گے) تو امت کے امیر (یعنی حضرت مہدیؓ) عیسیٰؑ سے کہیں گے کہ آیئے ہمیں نماز پڑھایئے لیکن عیسیٰؑ ان کو جواب دیں گے کہ میں امامت نہیں کروں گا اور بلاشبہ تم میں سے بعض لوگ بعض پر امام وامیر ہیں بایں سبب کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت محمدیہ کو بزرگ وبرتر قرار دیا ہے۔(مسلم شریف)

پس معلوم ہوا کہ حضرت مہدیؓ اور حضرت عیسیٰؑ دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔

لطیفہ :۔ یہاں ایک دلچسپ بات مقام کی مناسبت سے بیان کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ مرزائی عموماً یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ دونوں ایک ہی شخص ہیں اور اس کے لئے ابن ماجہ کی ایک انتہائی غیر معتبر اور سند کے اعتبار سے ساقط روایت "لا مھدی الا عیسیٰ" کا سہارا لیتے ہیں حالانکہ مرزائیوں کے روحانی والد جھوٹا مدعی نبوت غلام احمد قادیانی بھی اس روایت سے استدلال کرنے کے بجائے ان دونوں کو دو علیحدہ علیحدہ وجود تسلیم کرتا ہے جیسا کہ وہ لکھتا ہے "مسیحؑ موعود اور مھدی اور دجال تینوں مشرق ہی میں ظاہر ہوں گے"۔ (روحانی خزائن ص۱۶۷/۱۷)

سوال ۱۱: اگر حضرت امام مہدی و حضرت عیسیٰ دو الگ الگ ہستیاں ہیں تو

(۱) حضرت امام مہدی کن لوگوں میں سے ہوں گے۔ قریش' اہلِ بیت یا آل سلمان فارسیؓ میں سے؟

(جب کہ تاریخ اسلام کے مطابق حضرت سلمان فارسیؓ نے تو شادی ہی نہیں کی تھی)

(۲) حضرت امام مہدی علیہ السلام کب تشریف لائیں گے؟

(۳) حضرت امام مہدی علیہ السلام کی شناخت کیا ہو گی۔

(۴) آپ کو امام مہدی کون مقرر کرے گا؟ خدا تعالیٰ بذریعہ وحی والہام یا عوام بذریعہ انتخاب یا لاہور کے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب جن کا بیان ٹورانٹو کے بعض مقامی اردو اخبارات (پاکیزہ ہفت گی وغیرہ) میں بایں الفاظ شائع ہوا تھا کہ "حضرت امام مہدیؑ دنیا میں کسی جگہ تو لد ہو چکے ہیں"......؟

الجواب (۱) حضرت مہدیؓ حضور ﷺ کے اہلِ بیت میں حضرت فاطمہ الزہراءؓ کی نسل سے حضرت حسنؓ کی اولاد میں سے ہوں گے اور نجیب الطرفین سید ہوں گے یعنی حضرت حسنؓ کی اولاد میں سے ہوں گے اور حضرت حسینؓ کی طرف ان کی نسبت ماں کی طرف سے ہو گی جیسا کہ ابوداؤد میں حضرت ابو اسحاقؓ کی روایت ہے

وعن ابی اسحق قال قال علی ونظرالی ابنه الحسن وقال ان ابنی هذا سید سماه، رسول الله صلی الله علیه وسلم وسیخرج من صلبه رجل یسمی باسم نبیکم یشبهه فی الخُلق ولا یشبهه فی الخَلق (ابوداؤد)

اور ابو اسحاقؓ کہتے ہیں کہ (ایک دن) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے صاحبزادے حضرت حسنؓ کی طرف دیکھ کر کہا کہ میرا بیٹا جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا، سردار ہے۔ عنقریب اس کی پشت سے ایک شخص پیدا ہو گا جس کا نام تمہارے نبیؐ کے نام پر (محمد) ہو گا وہ باطنی سیرت یعنی اخلاق و عادات میں حضور کے مشابہ ہو گا ظاہری شکل وصورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکمل مشابہ نہیں ہو گا (ابوداؤد)

ایک اور حدیث میں حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا مہدی میری عترت (اہلِ بیت) میں سے اور فاطمہؓ کی اولاد میں سے ہوں گے۔

عن ام سلمةؓ قالت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول المهدی من عترتی من اولاد فاطمة (ابوداؤد)

نیز ابوداؤد ہی میں ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ مہدی مجھ سے ہی تعلق رکھیں گے روشن و کشادہ پیشانی اور اونچی ناک والے وہ روئے زمین کو انصاف وعدل سے بھر دیں گے جس طرح کہ وہ ظلم و ستم سے بھری تھی وہ (مہدی) سات برس تک روئے زمین پر برسر اقتدار رہیں گے۔

وعن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم المھدی منی اجلی الجبھۃ اقنی الانف یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلماً وجوراً یملک سبع سنین (ابوداؤد)

(۱۱) حضرت مہدیؓ کے ظہور کا کوئی متعین سن تاریخ قرآن وحدیث میں نہیں بتایا گیا البتہ احادیث طیبہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ قرب قیامت میں حضرت عیسٰی کے نزول سے پہلے ظاہر ہوں گے۔

(۱۱۱) حضرت مہدیؓ کی شناخت ان نشانیوں سے ہو گی یعنی یہ نشانیاں جس ہستی میں ہوں گی وہی حضرت مہدیؓ ہوں گے ان نشانیوں کو مختلف احادیث میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جن میں سے کچھ گزشتہ اوراق میں حضرت ام سلمہؓ اور حضرت ابنِ مسعودؓ کی روایات میں آچکی ہیں کچھ دوسری احادیث میں ہیں جن کو مختلف اکابر امت نے یکجا کر کے بیان فرمایا ہے یہاں ہم ان میں سے امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی کتاب ازالتہ الخفا سے چند علامات اور عمدۃ المفسرین سند المحدثین حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلویؒ کی کتاب علاماتِ قیامت میں سے مزید کچھ علامات پیش کرتے ہیں۔ تو لیجئے سب سے پہلے امام الھند کی عبارت پیشِ خدمت ہے فرمایا: ہم یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے نص فرمائی ہے کہ حضرت مہدیؓ قرب قیامت میں ظاہر ہوں گے اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک امام برحق ہیں، اور وہ زمین کو عدل و انصاف کے ساتھ بھر دیں گے، جیسا کہ ان سے پہلے ظلم اور بے انصافی کے ساتھ بھری ہوئی ہو گی۔

پس آنحضرت ﷺ نے اس ارشاد سے حضرت مہدیؓ کے خلیفہ ہونے کی پیش گوئی فرمائی۔ اور حضرت مہدیؓ کی پیروی کرنا ان امور میں واجب ہوا جو خلیفہ سے تعلق رکھتے

ہیں جب کہ ان کی خلافت کا وقت آئے گا لیکن یہ پیروی فی الحال نہیں، بلکہ اس وقت ہو گی جب کہ حضرت مہدیؒ کا ظہور ہو گا اور حجر اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان ان کے ہاتھ پر بیعت ہو گی۔ (ازالۃ الخفا ٦ ج ا۔)

مولانا شاہ رفیع الدین صاحب علامات قیامت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ .... بادشاہِ اسلام شہید ہو جائے گا۔

عیسائی ملک شام پر قبضہ کر لیں گے اور آپس میں ان دونوں عیسائی قوموں کی صلح ہو جائے گی بقیۃ السیف مسلمان مدینہ منورہ چلے آئیں گے۔ عیسائیوں کی حکومت خیبر تک (جو مدینہ منورہ سے قریب ہے) پھیل جائے گی اس وقت مسلمان اس تجسّس میں ہوں گے کہ حضرت مہدیؒ کو تلاش کرنا چاہیئے تا کہ ان مصائب کے دفعیہ کے موجب ہوں اور دشمن کے پنجہ سے نجات دلائیں حضرت مہدیؒ اس وقت مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوں گے مگر اس بات کے ڈر سے کہ مبادا لوگ مجھ جیسے ضعیف کو اس عظیم الشان کام کے انجام دہی کی تکلیف دیں، مکّہ معظّمہ چلے جائیں گے اس زمانہ کے اولیاء کرام اور ابدال عظام آپ کو تلاش کریں گے بعض آدمی مہدیت کے جھوٹے دعوے کریں گے اور اس اثناء میں کہ مہدی رکن و مقامِ ابراھیم کے درمیان خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوں گے آدمیوں کی ایک جماعت آپ کو پہچان لے گی اور جبر أو کرہاً آپ سے بیعت کر لے گی۔ (علامات قیامت ۱۱۔۹)

علاوہ ازیں کچھ اسباب من جانب اللہ ایسے رونما ہوں گے کہ امام موصوف قبولِ خلافت پر اور لوگ ان کی بیعت پر مجبور ہو جائیں گے۔

سوال ۱۲: حضرت مہدیؒ بعد ظہور کِس فقہ پر عمل فرمائیں گے؟ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی یا جعفریہ پر؟

سوال ۱۳: اگر حضرت امام مہدی نے کسی ایک فقہ کو منتخب فرمایا تو دیگر فقہاء کے پیروکاروں کا متوقع ردِ عمل؟ ذرا الفاظ میں نقشہ کھینچیئے؟

(۱۱) اور اگر حضرت مہدیؒ نے خود اجتہاد فرمایا اور اپنا ہی فقہ رائج فرمایا تو تمام مقلدوں اور

غیر مقلدوں کے رد عمل کا نقشہ ''کنزالایمان'' جیسے جرائد مرتب کرنے والے علماء حاضرہ کی رعونت فکر کو مد نظر رکھتے ہوئے کھینچیں......؟ جن کا کسی قدر تذکرہ اوپر تحذیر الناس کے نفس مضمون کی بابت پیر کرم شاہ بھیروی صاحب کے تعریفی مکتوب کے سلسلہ میں آچکا ہے۔

الجواب: ان دونوں سوالوں کا جواب مذکورہ بالا تفصیلات میں ضمناً آچکا ہے کہ لوگ اپنی بیعت کے ذریعہ ان کو خلیفہ مقرر کرلیں گے اس لئے یہ بھی دوسرے تمام خلفاء کی طرح پورے روئے زمین میں بسنے والوں کے خلیفہ ہونگے لہٰذا وہ تمام لوگوں کے امام ہوں گے قرآن وسنت کی پیروی کریں گے پوری دنیا میں ان کی امامت ہوگی اور روئے زمین میں بسنے والے تمام مسلمان ان کو اپنا امام تسلیم کریں گے نیز دوسرے تمام آئمہ کی طرح یہ بھی تمام مسلمانوں کی رہنمائی قرآن وسنت سے ہی کریں گے اور جیسے دوسرے تمام خلفاء تمام مسلمانوں کے خلیفہ تھے اسی طرح یہ بھی تمام مسلمانوں کے خلیفہ و حاکم ہوں گے اور قرآن وحدیث ہی کے نظام عدل سے پوری دنیا کو بھردیں گے جیسا کہ حدیث میں گزرا کہ یملاء الارض قسطا وعدلا کہ وہ تمام روئے زمین کو عدل و انصاف سے بھردیں گے۔'' ویعمل فی الناس بسنۃ نبیھم'' کہ وہ لوگوں کے درمیان انکے پیغمبر (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی روش اور ان کے طریقہ کے مطابق نظم و نسق چلائیں گے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ یہ اہلِ السنۃ والجماعۃ میں سے ہوں گے اور خلفاء راشدین کی طرح فروعی اختلاف ہونے کے باوجود خلافت کا فریضہ سرانجام دیں گے۔

سوال ۱۴: آخری زمانہ کے موعود حضرت مسیح علیہ السلام کیا وہی اسرائیلی نبی ہیں جو آج سے دو ہزار سال پہلے ہی دنیا میں تشریف لاچکے ہیں؟

اگر موعود حضرت عیسٰی علیہ السلام وہی اسرائیلی نبی ہیں تو ان کے اب تک آسمانوں پر بجسد عنصری زندہ ہونے پر کوئی قرآنی دلیل؟

الجواب: اس سوال کا جواب انتہائی تفصیل سے پیچھے گزر چکا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ وہی ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اللہ کے نبی کی حیثیت سے بنی اسرائیل کی طرف

مبعوث ہو چکے ہیں نیز قرآن کریم نے انتہائی جزم و صراحت کے ساتھ سورہ نساء آیت ۱۵۹/۱۵۸ میں اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ حضرت عیسٰیؑ کو قتل کرنے میں یہودی کامیاب نہیں ہوئے بلکہ اللہ تعالٰی نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا ہے نیز ان آیات میں اس بات کی بھی صراحت موجود ہے جو یہودی نزول عیسٰیؑ کے وقت موجود ہوں گے وہ حضرت عیسٰی علیہ السلام پر ضرور ایمان لائیں گے گویا یہ دونوں آیات مندرجہ ذیل حقیقتوں پر مشتمل ہیں۔

(ا) عیسٰی علیہ السلام کا آخری زمانے میں دوبارہ تشریف لانا مقدر ہے۔

(اا) اس وقت سارے اہلِ کتاب ان پر ضرور ایمان لائیں گے۔

(ااا) اس کے بعد حضرت عیسٰی کی وفات ہو گی۔

ملاحظہ ہو قرآن کریم کی وہ دونوں آیتیں۔

وماقتلوہ‘وما صلبوہ‘ ولکن شبہ لھم وان الذین اختلفو فیہ لفی شک منہ مالھم بہ من علم الااتباع الظن وماقتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیماً ط

وان من اھل الکتاب الالیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیداً

ترجمہ: اور حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے (یعنی یہودیوں نے) نہ اس (حضرت عیسٰی علیہ السلام) کو قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا بلکہ معاملہ ان کے لئے مشتبہ کر دیا گیا اور جن لوگوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے وہ بھی حقیقت میں شک میں مبتلا ہیں اس بارے میں ان کے پاس کوئی علم نہیں یہ محض ظن و گمان کی پیروی کر رہے ہیں یقیناً ان لوگوں نے حضرت عیسٰی کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا ہے اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہ ہو گا جو اس (عیسٰیؑ) کی موت سے پہلے ایمان نہ لے آئے اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دے گا۔

ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے حضرات صحابہ کرامؓ و تابعین عظامؒ صراحت فرماتے ہیں کہ یہ آیات حضرت عیسیٰؑ کے بجسد عنصری آسمان میں زندہ ہونے کی واضح دلیل ہیں۔ مثلاً حضرت ابنِ عباسؓ سے بسندِ صحیح منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو مکان کے اوپر سے زندہ آسمان پر اٹھایا۔ (ابن کثیر)

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف زندہ اٹھالیا۔ (درِ منثور ابن جریر)

نیز ان کے علاوہ بھی بے شمار احادیث ایسی ہیں جن میں حضرت عیسیٰؑ کے بجسدِ عنصری رفع سماء اور دوبارہ نازل ہونے کے بارے میں صراحت موجود ہے جو تفصیل سے پیچھے گزر چکی اور قارئین نے یہ ملاحظہ کرلیا ہے کہ ان میں صراحت کے ساتھ یہ بیان آچکا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ بجسدِ عنصری زندہ ہیں اور دوبارہ قرب قیامت میں تشریف لائیں گے اور دجّال کو قتل کریں گے۔

بلکہ حضرت عیسیٰؑ کا دوبارہ تشریف لانے کا عقیدہ تو ایسی دلائل سے ثابت ہے کہ منکرِ ختمِ نبوت مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی باوجود امکان بھر کوشش کے اس کا انکار نہ کرسکا بلکہ اس کو بھی اس بات کا اعتراف کرنا پڑا کہ حضرت عیسیٰؑ دوبارہ تشریف لائیں گے جیسا کہ مرزا جی لکھتا ہے "اب اس تحقیق سے ثابت ہے کہ مسیحؑ ابنِ مریم کی آخری زمانے میں آنے کی قرآن شریف میں پیشن گوئی موجود ہے"۔

(ازالۃ الاوہام ص ۶۷۵، روحانی خزائن ص ۴۶۴ ج ۳)

نیز آیت کریمہ "ھوالذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق" کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے "یہ آیت جسمانی اور سیاست کے طور پر مسیحؑ کے حق میں پیشن گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیحؑ کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور حضرت مسیحؑ دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دینِ اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا (براھین احمدیہ حصہ چہارم بر حاشیہ ص ۴۹۸، ۴۹۹ قدیم ص ۴۵۸ جدید، روحانی خزائن ص ۵۹۳ ج ۱)

اب اخیر میں یہاں اس بات کی نشاندہی بھی ضروری ہے کہ اگرچہ ہم نے سائل

کے اس مطالبہ کو بھی پورا کر دیا کہ قرآن کریم کے حوالے ہی سے یہ بتادیا کہ حضرت عیسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے بجسد عنصری آسمان پر اٹھالیا ہے اور وہ اب تک زندہ ہیں قرب قیامت میں نازل ہوں گے اور وفات پائیں گے لیکن ان کی وفات سے پہلے جو اہلِ کتاب اس وقت زندہ ہوں گے ان پر ایمان لا کر مسلمان ہو جائیں گے۔ لیکن سائل نے دلیل کا مطالبہ کرتے ہوئے قرآن کریم کی جو قید لگائی وہ فضول ہے اور کوئی بھی صاحب ایمان ایسا مطالبہ نہیں کر سکتا بلکہ ایسا مطالبہ ملحدین و منکرین حدیث ہی کر سکتے ہیں جن کو حضور ﷺ سے عداوت و دشمنی ہو اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول و پیغمبر ماننے کے لئے تیار نہ ہو حالانکہ حدیث کے بغیر نہ تو قرآن یا احکام قرآن کو سمجھنا ممکن ہے اور نہ ہی ان پر عمل کرنا کیونکہ قرآن کریم ایک اصولی جامع کتاب ہے جس میں قیامت تک پیش آنے والے سارے ہی احکام اجمالی طور پر موجود ہیں خواہ اس کا تعلق عقائد سے ہو' عبادات سے ہو' معاملات سے ہو' معاشرت سے یا اخلاق باطنہ سے ہو اسی کو قرآن کریم میں تبیاناً لکل شئی کہا گیا ہے جب کہ اس اجمال کی تفصیل و عملی شکل حدیث و سیرت رسول اللہ ﷺ میں ہے یہی وجہ ہے اللہ تعالیٰ نے صرف نزول کتاب پر اکتفاء نہیں فرمایا بلکہ کتاب کے ساتھ ساتھ پیغمبر و شارح بھی مبعوث فرمایا تاکہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کتاب اللہ کی عملی شکل اور اس کے اجمال کی تفصیل اپنے قول و فعل سے بیان کر دیں پس جس طرح قران حجت ہے اس طرح سنت رسول اللہ ﷺ بھی حجت ہے۔

اگر سنت رسول سے قطع نظر کر کے کوئی شخص صرف قرآن پر عمل کرنا چاہے گا تو وہ ہر گز راہِ راست و راہ فلاح نہیں پا سکتا ہے اور عملاً بھی یہ ناممکن ہے کہ حدیث کو چھوڑ کر محض عقل و قیاس یا محض لغت کے ذریعہ کتاب اللہ کو سمجھ لیا جائے حتیٰ کہ قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب ثابت کرنے کے لئے حضور ﷺ ہی کے اقوال کو حجت ماننا پڑے گا۔

بلکہ اسلام کے احکام و ارکان کی تفصیلات بھی احادیث نبویہ ہی سے ثابت کئے جا سکتے ہیں ورنہ نہ تو قرآن کو کتاب اللہ ثابت کیا جا سکتا ہے اور نہ ارکان اسلام کو اس کی تمام تر تفصیلات کے ساتھ ثابت کیا جا سکتا ہے اور منکرین حدیث کا پس پردہ یہی مقصد ہے کہ

یوں تو کسی بھی مدعی اسلام کے لئے برملا یہ کہنا مشکل ہے کہ میں ارکان اسلام کو نہیں مانتا لیکن انکار حدیث کو بہانہ بنا کر اپنا یہ مقصد آسانی سے حاصل کر سکتے ہیں جس طرح آج اس سائل نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ قرآن سے حضرت عیسیٰؑ کی زندگی بجسد عنصری ثابت کر دو کل کوئی دوسرا منافق یہ مطالبہ کرے گا کہ میں نماز کیسے پڑھوں قرآن میں تو نماز کے کوئی شکل و صورت بیان ہی نہیں کی گئی نہ اس کی تعداد رکعات کا ذکر ہے نہ رکوع و سجدہ کی تسبیحات کا اور نہ ہی التحیات و درود کا اسی طرح کوئی منکر زکواۃ یہ کہہ کر بآسانی زکواۃ کا انکار کر سکتا ہے کہ میں زکواۃ کیسے ادا کروں قرآن میں تو زکواۃ کی کوئی شرح بیان ہی نہیں کی گئی وغیرہ وغیرہ اس لئے خوب سمجھ لیا جائے کہ یہ مطالبہ کسی بھی مسلمان کا نہیں ہو سکتا ہے۔

سوال ۱۵: جب ان موعود عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ ظہور ہو گا تو کیا یہ خدا تعالیٰ کے نبی ہوں گے یا نہیں؟

الجواب: حضرت عیسیٰ جب دوبارہ تشریف لائیں گے تو وہ بدستور نبی ہوں گے لیکن چونکہ خاتم الانبیاء ﷺ کی تشریف آوری کے بعد ان کی شریعت منسوخ ہو گئی اور ان کی نبوت کا زمانہ ختم ہو گیا اس لئے تشریف آوری کے بعد شریعت محمدیہ کی پیروی کریں گے اور خاتم المرسلین ﷺ کے امتی کی حیثیت سے کام کریں گے صاحبِ روح المعانی فرماتے ہیں: پھر عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ اپنی سابق نبوت پر باقی ہوں گے بہر حال اس سے معزول تو نہ ہو جائیں گے لیکن اپنی پچھلی شریعت کا پیرو نہ ہوں گے کیونکہ وہ ان کے اور دوسرے سب لوگوں کے حق میں منسوخ ہو چکی ہے اور اب وہ اصول و فروع میں اس شریعت کی پیروی پر مکلّف ہوں گے 'لہٰذا ان پر نہ اب وحی آئے گی اور نہ انہیں احکام مقرر کرنے کا اختیار ہو گا بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ اور آپ ﷺ کی امت میں ملتِ محمدیہ کے حاکموں میں سے ایک حاکم کی حیثیت سے کام کریں گے۔

''ثم انه علیه السلام حین ینزل باقٍ علی نبوته السابقه لم یعزل عنها بحال لکنه لا یتعبد بهاالنسخها فی حقه وحق غیره وتکلیفه باحکام هذه الشریعة اصلاوفرعاً فلایکون الیه علیه السلام وحی ولانصب

احکام بل یکون خلیفۃً لرسول اللہ ﷺ وحاکما من حکام ملته بین امته"
(روح المعانی ۲۲/۳۲) بہر حال وہ بدستور نبی ہوں گے۔ جیسا کہ اوپر تفصیل گزر چکی ہے۔
یہاں اس بات کی بھی نشاندہی کر دوں کہ آخری دونوں سوالوں میں سائل نے حضرت عیسیٰ ؑ کو موعود عیسیٰ موعود مسیح لکھا ہے' اس لفظ میں اگرچہ فی نفسہ کوئی خرابی نہیں لیکن ہمارے ملک میں غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں نے "مسیح موعود" کے نام سے جو پروپیگنڈہ کیا ہے اور جو کاروبار پھیلایا ہے وہ ایک جعل سازی سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے اس لئے اس لفظ کو احتیاط سے استعمال کرنے کی ضرورت ہے' یہاں تفصیلی گفتگو کا موقع نہیں اس لئے نظر انداز کیا جا رہا ہے۔

ایک اور سوال اور اس کا جواب : اب ان پندرہ سوالات کے جوابات کے بعد اس بے بنیاد فتویٰ کی حقیقت سے نقاب اٹھانا چاہتے ہیں جسے سائل نے رسالہ کنزالایمان ستمبر ۱۹۹۷ء صفحہ ۱۰۷ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ "بریلوی رسالہ کنزالایمان کے نزدیک رسالہ تحذیر الناس کی عبارتیں کفریہ ہیں جس سے ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے اور گستاخانہ عبارتوں کی زد براہ راست رسول کریم ؐ کی عظمت و حرمت پر پڑتی ہے۔"

یوں تو اس فتویٰ کے بارے میں سائل کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اسے وہ خود بھی بے بنیاد اور سراسر زیادتی تسلیم کرتا ہے لیکن چونکہ بہت سے بریلوی حضرات اس طرح کے بے بنیاد فتاویٰ کی وجہ سے اس بلند پایہ کتاب کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہیں اس لئے ہم ان کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے چند سطور پیش کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں۔ مگر چونکہ یہ فتویٰ بریلوی مکتبہ فکر کی طرف سے ہے اس لئے ہماری دلی خواہش یہ ہے کہ اپنی طرف سے اس پر کوئی تبصرہ کرنے کے بجائے اس کا ایک پوسٹ مارٹم ہم بریلوی مکتبہ فکر ہی کے دو ایسے سرکردہ حضرات کی تحریرات سے پیش کردیں جنہوں نے اس بلند پایہ کتاب کا بار بار بغور مطالعہ کرنے کے بعد اپنے مکتبہ فکر کے ان کوتاہ فہم لوگوں کے لئے کافی سامان اصلاح فراہم کیا جو اپنی کوتاہ فہمی کی وجہ سے اس کتاب پر بے بنیاد اعتراض کرتے ہیں۔

تحذیر الناس پر کفر کا فتویٰ اور اس کا پوسٹ مارٹم

سب سے پہلے بریلوی مکتبہ فکر کے ایک سر کردہ عالم خانقاہ سیال شریف کے سجادہ نشین، اسلامی نظریاتی کونسل کے سابق رکن اور جمعیت علماء پاکستان کے سابق مرکزی صدر (73-1970ء) خواجہ پیر قمر الدین سیالوی صاحب کی رائے پیش خدمت ہے۔ فرماتے ہیں:

"میں نے تحذیر الناس کو دیکھا۔ میں مولانا محمد قاسم صاحب کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان سمجھتا ہوں، مجھے فخر ہے کہ میری حدیث کی سند میں ان کا نام موجود ہے خاتم النبیین کے معنیٰ بیان کرتے ہوئے جہاں مولانا کا دماغ پہنچا ہے وہاں تک معترضین کی سمجھ نہیں گئی۔ قضیۂ فرضیہ کو قضیہ واقعیہ حقیقیہ سمجھ لیا گیا ہے۔"[1] فقیر قمر الدین سیال شریف

بریلوی مکتبہ فکر کے ایک اور سر کردہ عالم پاکستان شرعی عدالت کے سابق چیف جسٹس جناب پیر کرم علی شاہ صاحب سجادہ نشین بھیرہ ضلع سرگودھا اپنی کتاب "تحذیر الناس میری نظر میں" کے ص 58 میں رقمطراز ہیں:

یہ کہنا درست نہیں سمجھتا کہ مولانا نانوتویؒ عقیدہ ختم نبوّت کے منکر تھے کیونکہ یہ اقتباس بطور عبارت النص اور اشارۃ النص اس امر پر بلا شبہ دلالت کرتے ہیں کہ مولانا نانوتویؒ ختم نبوۃ زمانی کو ضروریاتِ دین سے یقین کرتے تھے اور اس کے دلائل کو قطعی اور متواتر سمجھتے تھے انہوں نے اس بات کو صراحت سے ذکر کیا ہے کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی ختم نبوت زمانی کا منکر ہے وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (تحذیر الناس میری نظر میں ص۵۸)

اسی کتاب کے ص 53-52 میں پیر صاحب تحذیر الناس کے متعلق مزید لکھتے ہیں:

---

[1] "ڈھول کی آواز" مؤلفہ مولانا کامل الدّین رتوکالویؒ ص۱۱۶ مطبوعہ ثنائی پریس سرگودھا

"علماء دیوبند اپنا زورِ قلم برسہا برس تک ان عبارات کا ایسا محمل تلاش کرنے میں صرف نہ کرتے جو کتاب و سنّت سے بھی ہم آہنگ ہو اور مولانا نانوتوی کے صحیح عقائد کی بھی عکاسی اور ترجمانی کرتا ہو تو معلوم نہیں مرزائی بھیڑیے کتنے بے شمار سادہ لوح مسلمانوں کو اپنا تر نوالہ بنا لیتے۔ آپ کی اس بے باک تنقید کے باعث مسلمان بیدار ہو گئے اور اسلام کے خلاف مرزائی جو ناپاک سازشیں کر رہے تھے ان میں پوری طرح کامیاب نہ ہو سکے۔" (رسالہ ص۵۲، ص۵۳)

نیز جناب پیر کرم علی شاہ صاحب کا تحذیر الناس کے متعلق ایک مستقل تعریفی خط بھی ہے جس پر جناب مولانا ابو سعید صاحب مدرس مدرسہ رضویہ مسجد کھجّی والی اللیانی ضلع سرگودھا کی بھی تصدیق ان الفاظ میں موجود ہے۔ (هٰذا كله صحيح عندي۔ اس سے ختم نبوت ثابت ہے نہ کہ اجراء نبوت) جو برائے افادہ قارئین من و عن پیش کیا جاتا ہے۔

تو لیجئے ہم یہاں اولاً پیر صاحب کے اس خط کو پیش کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ موقعہ کی مناسبت سے حضرت مولانا منظور احمد نعمانی صاحب کا ایک مضمون بھی انہیں کے الفاظ میں پیش کر رہے ہیں۔ جس میں حضرت مولانا نے "حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی پر انکار ختم نبوت کا بہتان" کے عنوان سے فاضل بریلوی کی اسی طرح کی ایک کوشش کو بے نقاب کیا ہے جس میں فاضل موصوف نے تحذیر الناس کی تین مختلف نامکمل عبارتوں کو جوڑ کر قارئین کو مغالطہ میں ڈالتے ہوئے حضرت نانوتوی پر اپنے فوارہ کفر سے کفر کا ایک چھینٹا گرانے کی کوشش کی تھی۔

نقل خط پیر محمد کرم شاہ صاحب

نحمدہٗ ونصلی علی صفوۃ الخلق حبیب الالٰہ۔ خاتم النبیین
وعلی آلہ واصحبہ واصفیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین الیٰ یوم الدین

حضرۃ قاسم العلومؒ کی تصنیف لطیف مسمّٰی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہُوا۔ علماء حق کے نزدیک حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الف الف صلاۃ و سلام متشابہات سے ہے اور اس کی صحیح معرفت انسانی حیطۂ امکان سے خارج ہے لیکن جہاں تک فکر انسانی کا تعلق ہے حضرت مولانا قدس سرہٗ کی یہ نادر تحقیق کئی شپرہ چشموں کیلئے سرمۂ بصیرت کا کام دے سکتی ہے۔ رہے فریفتگانِ حسن مصطفوی تو ان کے بے قرار دلوں اور بے تاب نگاہوں کی وارفتگیوں میں اضافہ کا ہزار سامان اس تحذیر الناس میں موجود ہے۔ آپ نے اپنے علمی دقیق اور محققانہ انداز میں یہ واضح کرنے کی سعی فرمائی ہے کہ ہر قسم کا کمال علمی ہو یا عملی، حسی ہو یا معنوی۔ ظاہری ہو یا باطنی حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذاتی کمال ہے۔ اور جہاں کہیں کم وبیش اس کی جلوہ نمائی ہے وہ اثر نظر فیضِ حبیب کبریا ہے۔ علیہ اجمل التحیۃ واطیب الثناء

اسی طرح صفت نبوّت و رسالت سے نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم متصف بالذات ہیں۔ اور حضور کے علاوہ جس کو یہ شرف بخشا گیا ہے اس کے لیے حضورؐ کی ذات ستودہ صفات واسطہ فی العروض ہے اسی طرح تمام وہ علوم جو مختلف زمانوں میں مختلف انبیاء کرام اور رسل عظام کو دیے گئے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا قلب منیر ان سب علوم الاولین والآخرین کا جامع اور امین ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفت علم روح محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی مربی ہے۔ اسی ضابطہ اور مسلّم قاعدہ کی روشنی میں مولانا خاتم النبیین کی صفت کی تخلیق فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ ختم نبوّت کے دو مفہوم ہیں ایک وہ ہے جہاں تک عوام کی عقل و خرد کی رسائی ہے اور دوسرا وہ ہے جسے خواص ہی خداداد نورِ فراست سے سمجھ سکتے ہیں۔ عوام کے نزدیک تو ختم نبوۃ کا اتنا ہی مفہوم ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم آخری نبی ہیں۔ اور حضور کے بعد اور کوئی نبی نہیں آسکتا اور بے شک یہ درست ہے اس میں کسی کو کلام نہیں اور نہ کسی کو مجالِ شک ہے اور اس میں شک کرنے والا دائرۂ اسلام سے اسی طرح خارج ہے جس طرح دوسری ضروریاتِ دین سے انکار کرنے والا لیکن اس کے علاوہ ختم نبوّۃ کا دوسرا مفہوم بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح موصوف بالعرض کی علّتِ اتصاف کا تجسس کیا جائے تو تلاش و جستجو انسان کو اس موصوف تک لے جاتی ہے۔ جو اس صفت سے موصوف بالذات ہو۔ اور

اس تک پہنچنے کے بعد تلاش وتجسس کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے. مثال کے طور پر آپ غور فرمائیے. عالم کی تمام اشیاء صفتِ وجود سے متصف ہیں. لیکن صفت وجود ان میں بالذات نہیں پائی جاتی بلکہ بالعرض پائی جاتی ہے. اب اس صفتِ وجود سے متصف ہونے کی ہم تلاش شروع کریں گے تو یہ سلسلہ ذاتِ باری تعالیٰ تک پہنچے گا. جو بالذات صفت وجود سے متصف ہے، اور یہاں پہنچ کر یہ سلسلہ ختم ہوجائے گا. ورنہ ماننا پڑے گا کہ ذاتِ خداوندی صفتِ وجود سے بالذات متصف نہیں. جو صراحۃً باغیانہ حرکت ہے اس لیے جیسے وصفِ وجود کا سلسلہ موجود بالذات پر آکر ختم ہوگیا. اسی طرح ہر معروض بالعرض کا سلسلہ موصوف بالذات پر اختتام پذیر ہوجاتا ہے.

اسی طرح تمام انبیاء جو صفت نبوّت سے بالعرض موصوف ہیں کی وجہ اتصاف بصفۃ النبوۃ کا سراغ لگایا جائے تو فہم رسا اس ذات قدسی صفات (ذاتِ پاک آں والا صفات مراد ہے) تک پہنچ کر رُک جاتی ہے جسے حریم کبریا سے رحمۃ للعلمین کی خلعت مرحمت ہوتی ہے اور جس کے سر مبارک پہ خاتم النبیین کا نورانی تاج نور افشاں ہے گویا عوام کی قاصر نگاہیں صرف انجام کار حضور کی خاتمیت کو سمجھ سکیں لیکن مقبولان بارگاہِ صمدیت کو اچھی طرح معلوم ہے کہ حضور مبدأً مآلاً دونوں طرح سلسلہ نبوت کے خاتم ہیں. اللّٰھم صلی علی سیدنا ومولانا محمد خاتم الانبیاء والمرسلین وعلی آله وصحبه واتباعه وبارك وسلم الی یوم الدین.

ختم نبوت کا یہ ہمہ گیر مفہوم جو مبدأ اور مآل ابتداء اور انتہاء کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے اگر امت مرزائیہ کی علمی سطح سے بلند تر ہو تو اس میں کسی کا کیا قصور؟

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہمیں جادہ مستقیم پر ثابت قدم رکھے. آمین ثم آمین.

مہر

دستخط محمد کرم شاہ من علماء الازہر الشریف

سجادہ نشین بھیرہ، ضلع سرگودھا. ۱۱ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ
۲۲ رجون ۱۹۶۴ء.

یہ دستخط میرے ہی ہیں اور مہر بھی لگائی ہے.
محمد کرم شاہ، من علماء الازہر الشریف بھیرہ

ہذا الکلام صحیح عندی اس سے ختم نبوت ثابت ہے نہ کہ اجرائے نبوت
ابوسعید غفرلہ، مدرس مدرسہ سعیدیہ، رضویہ، مسجد کھچولی، للیانی ضلع سرگودھا
۸ر اگست ۱۹۷۱ء

مولوی احمد رضا خاں صاحب "حسام الحرمین" صفحہ ۱۲، ۱۳ پر (جہاں سے اکابر علماء اہل سنت کی تکفیر کا سلسلہ شروع ہوتا ہے) حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی (بانی دار العلوم دیوبند) کے متعلق لکھتے ہیں۔

قاسم النانوتوی صاحب تحذیر الناس[1] وهو القائل فيه لو فرض في زمنه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بل لو حدث بعده صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم نبي جديد لم يخل ذلك بخاتميته وانما يتخيل العوام انه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم خاتم النبيين بمعنی آخر النبيين انه لا فضل فيه اصلاً عند اهل الفهم الی آخر ما ذكر من الهذيانات وقد قال في التتمة و الاشباه وغيرهما اذا لم يعرف ان محمداً صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم آخر الانبياء فليس بمسلم لانه من الضروريات. (حسام الحرمین ص۱۲)

قاسم نوتوی جس کی تحذیر الناس ہے اور اس نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو، جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ عوام کے خیال میں رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں الخ حالانکہ فتاوے تتمہ اور الاشباہ والنظائر وغیرہما میں تصریح فرمائی کہ اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب سے پچھلا نبی نہ جانے تو مسلمان نہیں، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر الانبیاء ہونا سب انبیاء سے زمانہ میں پچھلا ہونا ضروریاتِ دین سے ہے۔

(ترجمہ حسام الحرمین ص۱۲)

---

[1] تحذیر الناس میں رسول اللہ کے بعد "صلعم" چھپا ہوا ہے۔ ہر شخص آج بھی دیکھ سکتا ہے۔ لیکن مولوی احمد رضا خاں صاحب نے مسلمانوں کو بدظن کرنے کے لیے اس کو اڑا دیا۔ یہ ہے ان کی دیانت۔ ۱۲

یہ بندہ عرض کرتا ہے کہ خاں صاحب بریلوی نے اس عبارت میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کے متعلّق کُفر کا جو حکم لگایا ہے۔ اس عاجز کے نزدیک وہ دھوکا اور فریب کے سوا کچھ بھی نہیں۔ خاں صاحب موصوف اتنے بے علم اور کم سمجھ بھی نہیں تھے کہ اُن کے اس فتوے کو ان کی کم علمی اور ناسمجھی کا نتیجہ سمجھا جاسکے۔ واللہ اعلم!

اس فتوے کے غلط اور محض تلبیس و فریب ہونے کے چند وجوہ یہ ہیں۔

<u>پہلی وجہ</u>:۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اس تحذیر النّاس کی عبارت نقل کرنے میں نہایت افسوس ناک تحریف سے کام لیا ہے جس کے بعد کسی طرح اس کو "تحذیر النّاس" کی عبارت نہیں کہا جاسکتا۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ عبارت "تحذیر النّاس" کے تین مختلف صفحات کے متفرّق فقروں کو جوڑ کر بنائی گئی ہے۔ اس طرح کہ ایک فقرہ صفحہ ۱۴ کا ہے اور ایک صفحہ ۶۵ کا۔ اور ایک صفحہ ۸۵ کا۔ اور صفحات کا نمبر درکنار، فقروں کے درمیان امتیازی خط (ڈیش) تک نہیں دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے کسی طرح دیکھنے والا یہ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ مختلف مقامات کے فقرے ہیں۔ بلکہ وہ یہی سمجھنے پر مجبور ہوگا کہ یہ مسلسل ایک عبارت ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ خالص کُفر کا مضمون بنانے کے لیے خاں صاحب موصوف نے فقروں کی ترتیب بھی بدل دی ہے۔ اس طرح کہ پہلے صفحہ ۶۵ کا فقرہ لکھا ہے اس کے بعد صفحہ ۸۵ کا پھر صفحہ ۱۴ کا۔

خاں صاحب کے اس ترتیب بدل دینے کا یہ اثر ہوا کہ "تحذیر النّاس" کے تینوں فقروں کو اگر علیحدہ علیحدہ اپنی جگہ پر دیکھا جائے، تو کسی کو انکار ختم نبوت کا وہم بھی نہیں ہوسکتا۔ لیکن یہاں انہوں نے جس طرح "تحذیر النّاس" کی عبارت نقل کی ہے، اُس سے صاف ختم نبوّت کا انکار مفہوم ہوتا ہے۔ اور یہ صرف آپ کی قلم کاری کا نتیجہ ہے۔ ورنہ مصنف "تحذیر النّاس" کا دامن اس سے بالکل پاک ہے۔ جیسا کہ انشاء اللہ ہمارے آئندہ بیان سے مفصّل معلوم ہوجائے گا، اور "تحذیر النّاس" کی ان عبارات کا جو عربی ترجمہ آپ نے علماءِ حرمین کے سامنے پیش کیا ہے، اُس میں تو اور بھی غضب ڈھایا ہے اور دیدہ دلیری

کے ساتھ جعل سازی کی انتہا کر دی ہے۔ حرکت یہ کی ہے کہ صفحہ ۶۴ اور صفحہ ۴۸ کے پہلے دونوں فقروں کو توڑ پھوڑ کے ایک ہی فقرہ بنا ڈالا ہے اس طرح کہ پہلے فقرہ کا مسند الیہ حذف کیا اور دوسرے ہی کے مسند الیہ کو پہلے کا بھی مسند الیہ بنا دیا جس کے بعد کسی کو وہم بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ مختلف جگہ کی عبارتیں ہیں، اور انہیں کارروائیوں کو قرآن کی زبان میں تحریف کہتے ہیں۔

قرآن عزیز میں بنی اسرائیل کی تحریف کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ" اور خود خان صاحب موصوف نے بھی ایک جگہ اسی قسم کی کارروائی کو "خوفناک تحریف" بتلایا ہے۔ کسی شخص نے جس کا فرضی نام خان صاحب کے رسالہ "بریق المنار" میں زید لکھا گیا ہے۔ تَتَّخِذُوْنَ عَلَیْھِمْ مَسٰجِدَ کو قرآن عظیم کا لفظ لکھ دیا ہے۔ اس کے متعلق موصوف اسی "بریق المنار" کے صفحہ ۱۷ پر لکھتے ہیں کہ۔

"سب سے زیادہ خوفناک تحریف یہ ہے کہ" تَتَّخِذُوْنَ عَلَیْھِمْ مَسٰجِدَ" کو قرآن عظیم کا لفظ کریم بنا لیا۔ حالانکہ یہ جملہ قرآن عظیم میں کہیں نہیں۔ یہ تینوں لفظ متفرق طور پر قرآن عظیم میں ضرور آئے ہیں"

خان صاحب کی اس عبارت سے صاف معلوم ہو گیا کہ کسی کتاب کے متفرق جگہ کے الفاظ کو جوڑ کر ایک مسلسل عبارت بنا کر اس کتاب کی طرف منسوب کر دینا نہایت خوفناک تحریف ہے، اور اس قسم کی تحریفات سے اصل مضمون کا بدل جانا اور کسی اسلامی کلام کا خالص کفر ہو جانا بالکل بعید نہیں۔ "تحذیر الناس" تو بہر حال ایک بشر کی کتاب ہے۔ اگر کوئی بد نصیب کلام اللہ میں اس قسم کی تحریف کر کے کفریہ مضامین بنانا چاہے تو بنا سکتا ہے بلکہ اُس کو شاید اتنی محنت بھی کرنی نہ پڑے جتنی کہ خاں صاحب نے کی کہ ایک فقرہ صفحہ ۶ کا لیا اور ایک صفحہ ۱۵ کا اور ایک صفحہ ۱۴ کا۔ وہ قرآن حکیم کی ایک ہی سورۃ بلکہ ایک ہی آیت میں اس قسم کا ردّ و بدل کر کے کفریہ مضامین نکال لے گا۔ مثلاً قرآن عزیز میں ارشاد ہے "اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ"

اور اس کا مطلب یہ ہے، کہ "نیکوکار جنّت میں رہیں گے اور بدکار، دوزخ میں" اب اگر خان صاحب کا کوئی مُرید یا شاگرد خان صاحب کی سنّت پر عمل کر کے اس آیتِ کریمہ میں صرف اس قدر تحریف کر دے کہ نَعِیۡم کی جگہ جَحِیۡم پڑھے اور جَحِیۡم کی جگہ نَعِیۡم تو مطلب بالکل اُلٹا ہو جائے گا اور کلام صریح کفر ہو گا۔ حالانکہ اس میں سب لفظ قرآن ہی کے ہیں۔ صرف دو لفظوں کی جگہ بدل گئی ہے۔ یہ صرف ایک مثال عرض کر دی گئی ہے۔ اگر ناظرین غور فرمائیں تو اس قسم کی سینکڑوں اور ہزاروں مثالیں نکل سکتی ہیں۔ بلکہ یہاں تو الفاظ کی جگہ بدلی ہے، بعض صورتوں میں تو صرف حرکات کی جگہ بدل جانے سے بھی کفر کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً قرآن کریم میں ہے:" وَعَصٰی اٰدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی" اگر کوئی بدبخت دیدہ و دانستہ "آدم" کی "میم" اور "ربّہ" کی "با" کی حرکتیں بدل دے اس طرح کہ "میم" پر پیش کی جگہ زبر پڑھے اور "با" پر زبر کی جگہ پیش، تو یہی پاکیزہ کلام جس کی تلاوت باعثِ ثواب ہے، صرف اسی قدر ردّ و بدل سے خالص کفر ہو جائے گا۔

بہر حال یہ حقیقت بالکل ظاہر ہے کہ بعض اوقات کلام میں معمولی سی تحریف کر دینے سے مضمون بدل جاتا ہے اور اس میں اسلام و کفر کا فرق ہو جاتا ہے، چہ جائیکہ اس قدر زبردست اُلٹ پلٹ کی جائے کہ مختلف صفحات کے فقروں کو توڑ پھوڑ کر ایک مسلسل عبارت بنائی جائے، اور فقروں کی ترتیب بھی بدل دی جائے۔ پس چونکہ خان صاحب نے "تحذیر الناس" کی عبارتوں کی اس قسم کی تحریف کر کے کفر کا حکم لگایا ہے، اور اُن کی اس تحریف اور اُلٹ پلٹ نے "تحذیر الناس" کی عبارت کا مطلب بالکل بدل دیا ہے اور اس میں ختمِ نبوتِ زمانی کے انکار کے معنی پیدا کر دیئے ہیں۔ اس لیے ہم اُن کے اس فتوے کو دانستہ فریب اور معاندانہ تلبیس سمجھنے پر مجبور ہیں۔

دوسری وجہ:۔ دوسری وجہ اور دوسری دلیل ہمارے اس خیال کی یہ ہے کہ خان صاحب نے عبارتِ تحذیر الناس کے عربی ترجمہ میں ایک نہایت افسوس ناک خیانت یہ کی ہے کہ تحذیر الناس صفحہ ۲۸ کی عبارت اس طرح تھی۔

"مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تأخرِ زمانی میں بالذّات کچھ فضیلت نہیں"
ظاہر ہے کہ اس میں صرف فضیلت بالذّات کی نفی کی گئی ہے جو بطورِ مفہومِ مخالف[1] فضیلت بالعرض کے ثبوت کو مستلزم ہے۔ مگر خان صاحب نے اس کا عربی ترجمہ اس طرح کر دیا۔

"مع انہ لا فضل فیہ اصلا عند اہل الفہم"

جس کا مطلب یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں اہلِ فہم کے نزدیک بالکل فضیلت نہیں" اور اس میں ہر قسم کی فضیلت کی نفی ہوگئی اور ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ (کما لا یخفیٰ)

تیسری وجہ:۔ تیسری وجہ اور تیسری دلیل ہمارے اس خیال کی یہ ہے کہ "تحذیر الناس" کے جو فقرے خان صاحب نے اس موقعہ پر نقل کئے ہیں، اُن کا "ماسبق و مالحق" جس سے ان کا صحیح مطلب واضح ہو جاتا اور ناظرین کو غلط فہمی کا موقع نہ رہتا، حذف کر دیا ہے (اس کا ثبوت آگے آتا ہے)

چوتھی وجہ:۔ ہمارے خیال کی چوتھی وجہ اور چوتھی دلیل یہ ہے کہ خان صاحب کے اس حکم کفر کی تمام تر بنیاد اس پر ہے کہ "تحذیر النّاس" میں ختمِ نبوّت کا انکار کیا گیا ہے۔ حالانکہ اس میں اوّل سے آخر تک ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیّتِ زمانی کا انکار نکل سکے۔ بلکہ "تحذیر النّاس" کا تو موضوع ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر قسم کی خاتمیّتِ ذاتی، زمانی، مکانی وغیرہ کی حمایت و حفاظت ہے۔ اور بالخصوص ختمِ زمانی کے متعلق تو اس میں نہایت صاف اور واضح تصریحات ہیں، چنانچہ "تحذیر النّاس" صفحہ ۴

---

[1] یہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ مفہومِ مخالف مصنفین کے کلام میں معتبر ہے۔ علامہ شامی ردالمحتار میں ارقام فرماتے ہیں "فی انفع المسائل مفہوم التصنیف حجۃ"۔ (ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۴۸۴) اور اس مسئلہ میں حنفیہ اور شافعیہ کا جو اختلاف مشہور ہے وہ صرف نصوص شرعیہ تک محدود ہے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ۔

پر اس فقرہ کے بعد جس کو فاضل بریلوی نے سب سے آخر میں نقل کیا ہے، مولانا مرحوم تحریر فرماتے ہیں :-

" بلکہ بنارِ خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تأخرِ زمانی اور سدّ باب مذکور (یعنی سدّ باب مدعیان نبوّت) خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلتِ نبوی دوبالا ہو جاتی ہے ۔"

نیز اسی "تحذیر الناس" کے صفحہ ۵۶ پر مولانا مرحوم اپنے اصل مدّعا کی توضیح سے فارغ ہو کر تحریر فرماتے ہیں کہ

" سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوتِ خاتمیتِ زمانی ظاہر ہے، ورنہ تسلیم لزوم خاتمیتِ زمانی بدلالتِ التزامی ضرور ثابت ہے ۔ ادھر تصریحات نبوی مثل انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی او کما قال ۔ جو بظاہر بطرزِ مذکور اسی لفظ خاتم النّبیّین سے ماخوذ ہے[1] ۔ اس باب میں کافی ہے ۔ کیونکہ یہ مضمون درجۂ تواتر کو پہنچ گیا ہے ۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا ۔ گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں ۔ سو یہ عدمِ تواترِ الفاظ باوجود تواترِ معنوی یہاں ایسا ہی

---

[1] یہاں یہ بات خاص طور سے قابلِ لحاظ ہے کہ ختمِ زمانی پر صراحۃً دلالت کرنے والی "لا نبی بعدی" جیسی حدیثیں بھی حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کے نزدیک قرآن کریم کے لفظ "خاتم النّبیّین" ہی سے ماخوذ ہیں ۔ یعنی مولانا موصوف کا یہ خیال اور دعوےٰ ہے ۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم نے جن حدیثوں میں اپنا سب سے آخری نبی ہونا اور اپنے بعد کسی اور نبی کا نہ آنا بیان فرمایا ہے وہ قرآن پاک کے لفظ خاتم النّبیّین ہی سے ماخوذ ہے اور گویا اسی تفسیر اور تشریح ہے ۔ اس صاف اور واضح تصریح کے ہوتے ہوئے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو ختم نبوّت زمانی کا منکر قرار دینا یا یہ کہنا کہ وہ قرآن مجید کے لفظ خاتم النّبیّین سے خاتمیّتِ زمانی کا مطلب نکالنے کو "عامیانہ خیال" کہتے ہیں، کیسی بے شرمی کی بات ہے ۔ مولانا نے تصرف حصر کو عوام کا خیال بتلایا ہے ۔ جس کی تفصیل اور توضیح آگے آتی ہے ۔

ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ۔ باوجودیکہ الفاظ احادیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا اس کا منکر کافر ہے، ایسا ہی اُس کا منکر بھی کافر ہوگا۔"

اس عبارت میں مولانا مرحوم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی کو پانچ طریقوں سے ثابت فرمایا ہے۔

(۱) یہ کہ حضور اقدسؐ کے لیے خاتمیت زمانی نص "خاتم النّبیّین" سے بدلالت مطابقی ثابت ہو، اس طور پر کہ خاتم کو ذاتی اور زمانی سے مطلق مانا جائے۔

(۲) یہ کہ بطور عموم مجاز لفظ خاتم کی دلالت دونوں قسم کی خاتمیت پر مطابقی ہو۔

(۳) یہ کہ دونوں میں سے ایک پر مطابقی ہو اور دوسرے پر التزامی۔ اور ان تینوں صورتوں میں خاتمیت زمانی نص قرآنی سے ثابت ہوگی۔

(۴) یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی احادیث متواترۃ المعنی سے ثابت ہے۔

(۵) یہ کہ خاتمیت زمانی پر اُمّت کا اجماع ہے۔

ان پانچ طریقوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی ثابت کرنے کے بعد مولانا مرحوم نے یہ بھی تصریح فرمادی کہ خاتمیت زمانی کا منکر ایسا ہی کافر ہے جیسا کہ دوسرے ضروریات و قطعیات دین کا۔

"تحذیر الناس" کی ان واضح تصریحات کے باوجود یہ کہنا کہ اس میں ختم نبوت زمانی کا انکار کیا گیا ہے، سخت ظلم اور فریب نہیں تو کیا ہے۔

پھر اس قسم کی تصریحات تحذیر النّاس میں ایک ہی دو جگہ نہیں، بلکہ مشکل سے اس کا کوئی صفحہ اس کے ذکر سے خالی ہوگا۔ اس وقت ہم "تحذیر النّاس" کی صرف ایک عبارت ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ جس میں مولانا نانوتوی مرحوم نے ایک نہایت ہی عجیب و غریب فلسفیانہ انداز میں ختم نبوت زمانی کو بیان فرمایا ہے۔ تحذیر النّاس کے صفحہ ۱۲ پر ہے:۔

" درصورتیکہ زمانے کو حرکت کہا جائے تو اس کے لیے کوئی مقصود بھی ہوگا جس کے

آنے پر حرکت منتہی ہو جائے۔ سو حرکت سلسلۂ نبوّت کے لیے نقطۂ ذاتِ محمدیؐ منتہیٰ ہے اور یہ نقطہ اس ساقِ زمانی اور ساقِ مکانی کے لیے ایسا ہے جیسے نقطۂ راس زاویہ تاکہ اشارہ شناسانِ حقیقت کو یہ معلوم ہو کہ آپکی نبوّت کون ومکاں زمین و زماں کو شامل ہے۔

پھر اس کے چند سطر بعد اسی صفحہ پر فرماتے ہیں:۔

"منجملہ حرکاتِ متعددہ حرکتِ سلسلۂ نبوّت بھی تھی۔ سو بوجہ حصول مقصود اعظم ذاتِ محمدی صلعم وہ حرکت مبدل بسکون ہوئی۔ البتہ اور حرکتیں ابھی باقی ہیں اور زمانۂ آخر میں آپ کے ظہور کی ایک یہ بھی وجہ ہے۔" (تحذیر النّاس صفحہ ۴۷)

پھر "تحذیر النّاس" ہی پر منحصر نہیں۔ حضرت مرحوم کی دوسری تصانیف میں بھی بکثرت اس قسم کی تصریحات موجود ہیں۔ محض بطور نمونہ مناظرہ عجیبہ کی چند عبارتیں ملاحظہ ہوں۔ مناظرۂ عجیبہ کا مضمون جہاں سے شروع ہوتا ہے۔ اس کی پہلی سطر یہ ہے۔

"حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیّتِ زمانی تو سب کے نزدیک مسلّم ہے اور یہ بات بھی سب کے نزدیک مسلّم ہے کہ آپ اوّل المخلوقات ہیں۔"

پھر اسی کے صفحہ ۳۹ پر فرماتے ہیں۔

"خاتمیّتِ زمانی اپنا دین و ایمان ہے۔ ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں"۔

پھر اسی کے صفحہ ۵۰ پر فرماتے ہیں:

"خاتمیّتِ زمانی سے مجھے انکار نہیں۔ بلکہ یوں کہئے کہ منکروں کے لیے گنجائشِ انکار نہ چھوڑی۔ افضلیت کا اقرار ہے، بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جما دیئے اور نبیوں کی نبوّت پر ایمان ہے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر کسی کو نہیں سمجھتا۔"

پھر اسی کے صفحہ ۶۹ پر فرماتے ہیں۔

"ہاں یہ مسلّم ہے کہ خاتمیّتِ زمانی اجماعی عقیدہ ہے۔"

پھر اسی کے صفحہ ۱۰۳ پر ہے:

"بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں، جو اس میں تامل کرے، اُس کو کافر سمجھتا ہوں۔"

یہ پانچ عبارتیں صرف "مناظرۂ عجیبہ" کی ہیں۔ اس کے بعد حضرت نانوتوی مرحوم کی آخری تصنیف "قبلہ نما" سے ایک عبارت اور نقل کی جاتی ہے۔ "قبلہ نما" کے صفحہ ۱۱ پر ہے۔

"آپ کا دین سب دینوں میں آخر ہے اور چونکہ دین حکم نامۂ خداوندی کا نام ہے تو جس کا دین آخر ہو گا وہی شخص سردار ہو گا۔ کیونکہ اُسی کا دین آخر ہوتا ہے جو سب کا سردار ہوتا ہے۔"

حضرت قاسم العلوم قدس سرہٗ کی یہ کل دس عبارتیں ہوئیں۔ کیا ان تصریحات کے ہوتے ہوئے کوئی صاحبِ دیانت اور صاحبِ عقل کہہ سکتا ہے کہ یہ شخص ختمِ نبوتِ زمانی کا منکر ہے؟ لیکن افترا پردازی کا کوئی علاج نہیں۔ ایسے ہی مفتریوں کے متعلق عارف جامی رح نے کہا ہے:

چنیں کردند خلقے در تماشا   ہمیں گفتند حاشا ثم حاشا

کزیں روئے نکو بدکاری آید   وزیں دلدار دل آزاری آید

حضرت نانوتوی مرحوم کی مختلف تصانیف کی مذکورہ بالا تصریحات اور دوسرے علماءِ دیوبند کی وہ علمی اور عملی مساعی، جو قادیانی جماعت کے مقابلہ میں اسی مسئلہ ختمِ نبوت کے متعلق اب تک کتابوں اور مناظروں کی شکل میں ظہور پذیر ہو چکی ہیں اور جن سے تمام اسلامی دنیا واقف ہے، ختمِ نبوت کے متعلق بانیٔ دارالعلوم دیوبند اور جماعت علمائے دیوبند کی پوزیشن واضح کرنے کے لیے انصاف والی دنیا کے نزدیک کافی سے زائد ہے۔

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ○ اس کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسی قدر تفصیل کے ساتھ تحذیر الناس کے ان تینوں فقروں کا صحیح مطلب بھی عرض کر دیا

جائے جن کو جوڑ توڑ کر مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اس کے مصنف پر ختم نبوت زمانی کے انکار کا بہتان لگایا ہے۔ لیکن اس کے لیے ضرورت ہے کہ اختصار کے ساتھ قرآن مجید کے لفظ "خاتم النبیین" کی تفسیر کے متعلق مولانا نانوتوی مرحوم کا مسلک اور نقطۂ نظر واضح کر دیا جائے۔

حضرت نانوتوی مرحوم اور تفسیر "خاتم النبیین"

تمہید :- اوّلاً بطورِ تمہید گذارش ہے کہ رسولِ خدا (روحی وقلبی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے نفس الامر میں دو قسم کی خاتمیت ثابت ہے ایک زمانی جس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ آپ سب سے آخری نبی ہیں اور آپ کا زمانہ تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد ہے اور آپ کے بعد اب کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔

دوسرے خاتمیت ذاتی، جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ وصفِ نبوت کے ساتھ بالذات موصوف ہیں اور دوسرے انبیاء (علیہ وعلیہم السّلام) بالعرض، یعنی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو براہِ راست نبوّت عطا فرمائی، اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو حضور کے واسطے سے۔ جس طرح (بلا تشبیہ) خداوند تعالیٰ نے آفتاب کو بغیر کسی واسطے کے روشن فرمایا اور اس کی روشنی عالم اسباب میں کسی دوسری روشن چیز سے مستفاد نہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کمالاتِ نبوّت براہِ راست بلا کسی واسطے کے عطا فرمائے، اور آپ کی نبوت کسی دوسرے نبی کی نبوت سے مستفاد نہیں۔ اور جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے مہتاب اور دوسرے ستاروں کو آفتاب کے واسطہ سے منوّر بنایا، اور وہ اپنی نورانیت میں آفتاب کے نور کے محتاج ہیں۔ اسی طرح انبیاء علیہم السّلام کو کمالاتِ نبوّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے عطا فرمائے گئے، اور وہ حضرات باآنکہ حقیقتہً نبی ہیں لیکن اپنی نبوت میں آفتاب۔ آسمانِ نبوّت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کے دستِ نگر ہیں (وھذا کلّہٗ باذنِ اللہ تعالیٰ) اور جس طرح کہ ہر موصوف بالعرض کا سلسلہ کسی موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے، اور آگے نہیں چلتا، مثلاً تہہ خانوں میں آئینوں کے ذریعہ جو روشنی پہنچائی گئی ہے، اُس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ آئینہ

سے آئی اور آئینہ کی روشنی کو کہا جا سکتا ہے کہ وہ آفتاب کا عکس ہے، لیکن آفتاب پر جا کر یہ سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور کوئی نہیں کہتا کہ آفتاب کی روشنی عالمِ اسباب میں فلاں روشن چیز کا عکس ہے (کیونکہ آفتاب کو اللہ تعالیٰ نے خود روشن بنایا ہے) اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوّت کے متعلق تو کہا جا سکتا ہے کہ وہ حضرت خاتم الانبیاءؐ کی نبوّت سے مستفاد ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جا کر یہ سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور آپ کے متعلق کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آپ کی نبوّت فلاں نبی کی نبوّت سے مستفاد ہے (کیونکہ آپ باذن اللہ تعالےٰ نبی بالذّات ہیں) پس اسی کو خاتمِ ذاتی کہا جاتا ہے اور اسی مرتبہ کا نام خاتمیّتِ ذاتیہ ہے۔

اس مختصر تمہید کے بعد عرض ہے کہ حضرت مولانا نانوتوی مرحوم اور بعض دوسرے محققین کی تحقیق یہ ہے کہ قرآن عزیز میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النّبیّین فرمایا گیا ہے۔ اس سے آپ کے لیے دونوں قسم کی خاتمیّت ثابت ہوتی ہے ذاتی بھی اور زمانی بھی، اور عوام اس سے محض ایک قسم کی خاتمیّت مراد لیتے ہیں یعنی صرف زمانی۔

بہر حال حضرت مولانا مرحوم اور عوام کا نزاع نہ ختمِ نبوّتِ زمانی میں ہے نہ اس میں کہ قرآنی لفظ خاتم النّبیّین سے خاتمیّت زمانی مراد لی جائے (کیونکہ مولانا کو یہ دونوں چیزیں تسلیم ہیں) بلکہ نزاع صرف اس میں ہے کہ لفظِ خاتم النّبیّین سے خاتمیّتِ زمانی کے ساتھ خاتمیّت ذاتی بھی مراد لی جائے یا نہیں۔ حضرت مولانا اس کے قائل اور مثبت ہیں اور اُنھوں نے اس کی چند صورتیں لکھی ہیں:

ایک یہ کہ لفظ خاتم کو خاتمیّت زمانی اور ذاتی کے لیے مشترک معنوی مانا جائے اور جس طرح مشترک معنوی سے اس کے متعدّد افراد مراد لیے جاتے ہیں اسی طرح یہاں آیۂ کریمہ میں بھی دونوں قسم کی خاتمیّت مراد لی جائے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ ایک معنیٰ کو حقیقی اور دوسرے کو مجازی کہا جائے اور آیۂ کریمہ میں لفظ خاتم سے بطورِ عمومِ مجاز ایک ایسے عام معنیٰ مراد لیے جائیں جو دونوں قسم کی خاتمیّت کو حاوی ہو۔

ان دونوں صورتوں میں لفظ خاتم کی دلالت دونوں قسم کی خاتمیّت پر ایک ساتھ اور مطابقی ہوگی۔

تیسری صورت یہ ہے کہ قرآن کریم کے لفظِ خاتم سے صرف خاتمیّتِ ذاتی مراد لی جائے۔ مگر چونکہ اس کے لیے بدلائلِ عقلیہ ونقلیہ خاتمیّت زمانی لازم ہے۔ لہٰذا اس صورت میں بھی خاتمیّتِ زمانی پر آیۂ کریمہ کی دلالت بطورِ التزام ہوگی۔

ان تینوں صورتوں کے لکھنے کے بعد "تحذیر الناس" کے صفحہ ۵ پر حضرت مولاناؒ نے جس کو خود اپنا مختار بتلایا ہے وہ یہ ہے کہ خاتمیّت کو جنس مانا جائے اور ختمِ زمانی وختمِ ذاتی کو اس کی دو نوعیں قرار دیا جائے، اور قرآن عزیز کے لفظ خاتم سے یہ دونوعیں بیک وقت مراد لے لی جائیں جس طرح کہ آیۂ کریمہ إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ میں بیک وقت "رِجْسٌ" سے ظاہری وباطنی دونوں قسم کی نجاستیں مراد لی جاتی ہیں۔ بلکہ غور کیا جائے تو یہاں ختم زمانی اور ختم ذاتی میں اس قدر بعد نہیں جس قدر شراب کی نجاست اور جوئے کی نجاست میں۔

لفظ خاتم النبیّین کی تفسیر کے متعلق حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کا خلاصہ صرف اسی قدر ہے جس کا حاصل صرف اتنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتمِ زمانی بھی ہیں، اور خاتمِ ذاتی بھی۔ اور یہ دونوں قسم کی خاتمیّت آپ کے لیے قرآنِ کریم کے اسی لفظ خاتم النبیّین سے نکلتی ہے۔

تحذیر النّاس کی عبارتوں کا صحیح مطلب

اس کے بعد ہم ان تینوں فقروں کا صحیح مطلب عرض کرتے ہیں جن کو جوڑ کر مولوی احمد رضا خاں صاحب نے کُفر کا مضمون بنا لیا ہے۔

ان میں سے پہلا فقرہ صفحہ ۵ کا ہے اور یہاں حضرت مرحوم اپنی مذکورہ بالا تحقیق کے موافق خاتمیّتِ ذاتی کا بیان فرما رہے ہیں، اس موقع پر تحذیر النّاس کی پوری عبارت اس طرح تھی۔

"غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض[1] آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔"

خان صاحب نے اس عبارت کا خط کشیدہ حصّہ جس سے ہر شخص یہ سمجھ لیتا کہ مولانا کی یہ عبارت خاتمیّتِ ذاتی کے متعلّق ہے، نہ کہ زمانی کے متعلّق، حذف کرکے ایک نامکمل ٹکڑا نقل کر دیا، اور پھر غضب یہ کیا کہ اس کو صفحہ ۸۵ کے ایک فقرہ کے ساتھ اس طرح جوڑا کہ صفحہ کے نمبر کا تو ذکر ہی کیا ہے، درمیان میں ختمِ فقرہ کی علامت (ڈیش) بھی نہیں دیا اور پھر اس دوسرے فقرہ کی نقل میں بھی صریح خیانت کی اس موقع پر پوری عبارت اس طرح تھی۔

"ہاں اگر خاتمیّت بمعنی اتصافِ ذاتی بوصفِ نبوّت لیجیے، جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افرادِ مقصودہ بالخلق میں سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی، افرادِ مقدّرہ پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو، تو پھر بھی خاتمیّت محمدیؐ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

اس عبارت میں بھی مولوی احمد رضا خاں صاحب نے یہ کارروائی کی کہ اس کا ابتدائی حصّہ (جس سے ناظرین کو صاف معلوم ہو سکتا تھا کہ یہاں صرف خاتمیّت ذاتی کا ذکر ہے نہ کہ زمانی کا۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیّت کے متعلّق بھی مصنف تحذیر الناس کا عقیدہ اس سے معلوم ہو جاتا) اس اہم حصّہ کو خان صاحب نے یک قلم حذف کرکے صرف آخری خط کشیدہ فقرہ نقل کر دیا۔ اور دوسری کارروائی یہ کی کہ اس نامکمل فقرہ کو

[1] یہ بالفرض کا لفظ بھی قابلِ لحاظ ہے۔

بھی صفحہ ۱۳ کے ایک ناتمام فقرہ سے اس طرح جوڑ دیا، کہ وہاں بھی درمیان میں ڈلیش تک نہیں دیا۔

بہر حال صفحہ ۶۵ اور صفحہ ۸۵ کے ان دونوں فقروں میں حضرت مرحوم صرف خاتمیتِ ذاتی کے متعلق فرما رہے ہیں کہ یہ ایسی خاتمیت ہے کہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد اور کوئی نبی ہو، تب بھی آپ کی اس خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ رہی خاتمیتِ زمانی، اس کا یہاں کوئی ذکر نہیں، اور نہ کوئی ذی ہوش یہ کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے ہونے سے خاتمیتِ زمانی میں کوئی فرق نہیں آتا۔

ایک عام فہم مثال سے مولانا نانوتویؒ کے مطلب کی توضیح

بلاشبہ اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ کسی مُلک میں کوئی وبائی مرض پھیلا۔ بادشاہ کی طرف سے یکے بعد دیگرے بہت سے طبیب بھیجے گئے، اور انہوں نے اپنی قابلیت کے موافق مریضوں کا علاج کیا۔ اخیر میں اس رحیم وکریم بادشاہ نے سب سے بڑا اور سب سے زیادہ حاذق طبیب جو پہلے تمام طبیبوں کا اُستاد بھی ہے، بھیجا، اور اعلان کر دیا کہ اب اس کے بعد کوئی طبیب نہیں آئے گا۔ آئندہ جب کبھی کوئی مریض ہو: وہ اسی آخری طبیب کا نسخہ استعمال کرے، اُسی سے شفا ہو گی۔ بلکہ اس کے بعد جو شاہی طبیب ہونے کا دعویٰ کرے، وہ جھوٹا اور واجب القتل ہے۔ چنانچہ دنیا کا وہ آخری طبیب آیا اور اس نے آکر اپنا شفا خانہ کھولا، جوق در جوق مریض اس کے دار الشفا میں داخل ہو کر شفایاب ہوئے۔ بادشاہ نے اپنے اس طبیب کو ایک حکم نامہ میں خاتم الاطباء کا خطاب بھی دیا۔ اب عوام تو یہ سمجھتے ہیں کہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ یہ طبیب زمانہ کے اعتبار سے سب آخری طبیب ہے اور اس کے بعد اب کوئی اور طبیب بادشاہ کی طرف سے نہیں آئے گا اور اہلِ فہم کا ایک گروہ (جو بالیقین جانتا ہے کہ یہ طبیب فی الواقع آخری ہی طبیب ہے) کہتا ہے کہ اس عظیم الشان طبیب کو خاتم الاطباء صرف اسی وجہ سے نہیں کہا گیا ہے کہ وہ آخری طبیب ہے، بلکہ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ تمام پہلے طبیبوں کی طب کا سلسلہ اسی

جلیل القدر طبیب پر ختم ہے یعنی وہ سب اس کے شاگرد ہیں۔ انہوں نے فن طب اسی سے سیکھا ہے۔ لہٰذا اس دوسری وجہ سے بھی وہ خاتم الاطباء ہے۔ اور یہ دونوں قسم کی خاتمیت اُسی خاتم الاطبّاء کے لفظ سے نکلتی ہے۔ بلکہ اگر تم غور کرو گے تو تم کو بھی معلوم ہو جائے گا۔ کہ بادشاہ نے اس حاذق طبیب کو جو سب سے آخر بھیجا ہے۔ اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ یہ فن طب میں سب سے فائق، سب سے ماہر اور سارے طبیبوں کا اُستاد ہے، اور قاعدہ ہے کہ بڑے سے بڑے طبیب کی طرف اخیر ہی میں رُجوع کیا جاتا ہے مقدمات تمام تحتانی مراحل طے کرنے کے بعد ہی بادشاہِ معظم کی عدالتِ عالیہ میں پہنچتے ہیں۔ بہر حال یہ طبیب صرف زمانہ ہی کے اعتبار سے خاتم نہیں ہے بلکہ اپنے فن کے کمال کے اعتبار سے بھی خاتم ہے اور یہ دُوسری خاتمیّت ایسی ہے کہ اگر بفرض اس کے زمانہ میں یا اس کے بعد بھی کوئی طبیب آجائے تو اس کی اس خاتمیّت میں کوئی فرق نہیں آتا۔

ناظرین انصاف فرمائیں کہ اہلِ فہم کے اس گروہ کے متعلق اِن کے کسی معاند دشمن کا یہ کہنا کہ یہ لوگ اس خاتم الاطباء کو آخری طبیب نہیں مانتے، اور اس کی اس حیثیت کے مُنکر ہیں، کتنی بڑی تلبیس اور کس قدر عریاں بے حیائی ہے۔ جب کہ اہل فہم کا یہ گروہ اس شاہی طبیب کو ذاتی اور مرتبی حیثیت سے خاتم الاطباء ماننے کے ساتھ یہ بھی صاف صاف کہتا ہے کہ زمانہ کے لحاظ سے بھی یہی آخری طبیب ہے اور اس کے بعد اب کوئی طبیب بادشاہ کی طرف سے نہیں آئے گا۔ بلکہ جو کوئی اس کے بعد شاہی طبیب ہونے کا دعوےٰ کرے، وہ واجب القتل ہے۔

یہاں تک تحذیر النّاس کے صفحہ ۸۵،۶۵ کے فقروں کا صحیح مطلب عرض کیا گیا ہے۔ رہا تیسرا فقرہ جس کو خان صاحب نے سب سے اخیر میں نقل کیا ہے، وہ تحذیر النّاس کے ۱۴ صفحہ کا ہے، اور یوں سمجھنا چاہیئے۔ کہ گویا تحذیر النّاس وہیں سے شروع ہوتی ہے، الفاظ یہ ہے۔

" بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض گذارش یہ ہے، کہ اوّل معنیٰ خاتم النبیّین معلوم

کرنا چاہیئں تاکہ فہمِ جواب میں کچھ دِقّت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدّم یا تأخّرِ زمانی میں بالذّات کچھ فضیلت نہیں"۔

اس عبارت میں دو چیزیں قابلِ لحاظ ہیں۔ ایک یہ کہ یہاں مولانا مرحوم مسئلہ ختمِ نبوت پر کلام نہیں فرما رہے ہیں۔ بلکہ لفظِ خاتم کے معنیٰ پر کلام فرما رہے ہیں۔ دوسرے یہ کہ خاتم سے ختمِ زمانی مراد لینے کو مولانا نے عوام کا خیال نہیں بتلایا بلکہ ختمِ زمانی میں حصر کرنے کو عوام کا خیال بتلایا ہے اور عوام کے اسی نظریہ سے مولانا کو اختلاف ہے ورنہ خاتمیّتِ زمانی مع خاتمیّتِ ذاتی مُراد لینا خود مولانا مرحوم کا مسلکِ مختار ہے۔ جیسے کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے اور تحذیر الناس کے صفحہ ۵۲، ۵۳ پر مولانا نے پوری تفصیل کے ساتھ اس کو بیان فرمایا ہے۔

بہر حال چونکہ خود حضرت مولانا کے نزدیک لفظ "خاتم النّبیّین" سے ختمِ زمانی بھی مراد ہے[۱]۔ اس لیے ماننا پڑے گا کہ یہاں صرف حصر کو مولانا نے عوام کا خیال بتلایا ہے اور مولانا کا مطلب صرف یہ ہے کہ عوام تو یہ سمجھتے ہیں کہ حضورؐ کے لیے لفظ "خاتم النّبیّین" سے صرف خاتمیّتِ زمانی ہی ثابت ہوتی ہے، اس کے سوا کچھ نہیں ثابت ہوتا، اور اہلِ فہم کے نزدیک اصل حقیقت یہ ہے کہ قرآنِ مجید کے اس لفظ سے حضورؐ کے لیے خاتمیّتِ زمانی بھی ثابت ہوتی ہے اور خاتمیّتِ ذاتی بھی۔

یہیں سے مولوی احمد رضا خان صاحب کے اُس اعتراض کا بھی جواب ہو گیا جو انہوں نے "تحذیر الناس" کی اسی عبارت پر "الموت الاحمر" میں کیا ہے کہ :-

" اس میں "خاتم النّبیّین" سے خاتمِ زمانی مراد لینے کو عوام کا خیال بتلایا گیا ہے۔

---

[۱] اس پر پوری روشنی ڈالی جا چکی ہے، اور مولانا مرحوم کی یہ تصریح چند صفحے پہلے گذر چکی ہے کہ اُنکے نزدیک ختمِ نبوتِ زمانی پر صراحۃً دلالت کرنے والی "لا نبی بعدی" جیسی ساری حدیثیں "خاتم النّبیّین" ہی کے لفظ سے ماخوذ مستنبط ہیں۔ ۱۲۔

حالانکہ خاتم کے یہ معنی خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام سے بھی مروی ہیں۔ پس مصنف تحذیر الناس کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و تمام صحابہ کرامؓ عوام میں داخل ہوئے (معاذ اللہ)"

جواب کی تقریر و تفصیل یہ ہے کہ صاحب تحذیر النّاس نے خاتم سے خاتم زمانی مُراد لینے کو عوام کا خیال نہیں بتلایا بلکہ ختم زمانی میں حصر کرنے کو عوام کا خیال بتلایا ہے اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور کسی صحابی سے حصر ثابت نہیں۔ بلکہ علماء راسخین میں سے بھی کسی نے حصر کی تصریح نہیں فرمائی اور کیونکہ کوئی حصر کی جرأت کر سکتا ہے جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیاتِ قرآنی کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

لِکُلِّ اٰیَۃٍ مِنْھَا ظَھْرٌ وَبَطْنٌ وَلِکُلِّ حَدٍّ مُطَّلَعٌ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر آیتِ قرآنی کے کم از کم دو مفہوم ضرور ہوتے ہیں، اور اگر علمائے سلف میں سے کسی کے کلام میں حصر کا کوئی لفظ پایا بھی جائے تو وہ حصر حقیقی نہیں ہے جس کو مولانا نانوتوی مرحوم عوام کا خیال بتلاتے ہیں، بلکہ اس سے مراد حصر اضافی بالنظر الی تاویلات الملاحدہ ہے۔

بہرحال جو شخص صاحب تحذیر النّاس پر یہ بہتان رکھتا ہے کہ انہوں نے معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ تفسیر کو خیالِ عوام بتلا دیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی سے ایک ہی روایت حصر کی ثابت کر دے۔

پھر یہ کہ مولانا مرحوم نے اپنے مکتوبات میں اس کی بھی تصریح فرما دی ہے کہ باب تفسیر میں عوام سے مراد کون لوگ ہوتے ہیں۔ اس موقع پر حضرت مرحوم کے الفاظ یہ ہیں۔

"در جز انبیاء علیہم السّلام و راسخین فی العلم همه عوام اند" (قاسم العلوم نمبر اوّل مکتوب دوم صلہ)

باب تفسیر میں سوائے انبیاء علیہم السلام اور علمائے راسخین کے سب عوام ہیں۔

ان تصریحات کے ہوتے صاحب تحذیر النّاس کے متعلق یہ کہنا کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ کرامؓ کو عوام میں داخل کر دیا سخت بد دیانتی ہے۔

خاتم النّبیین کی تفسیر میں حضرت مولانا نانوتویؒ کے مسلک کی تائید خود مولوی احمد رضا خان صاحب کی تصریحات سے

اس کے بعد ہم یہ بھی بتلا دینا چاہتے ہیں کہ جو لوگ لفظ "خاتم النّبیّین" سے صرف ایک ہی معنی (خاتم زمانی) مُراد لیتے ہیں اور معنی خاتم النّبیّین کو اُسی میں حصر کرتے ہیں، وہ فاضل بریلوی کے نزدیک بھی عوام میں داخل ہیں، اہل فہم میں سے نہیں۔ فاضل موصوف "الدّولۃ المکّیۃ" صفحہ ۳۴ پر تحریر فرماتے ہیں۔

عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ لا یفقہ الرجل کل الفقہ حتی یجعل للقرآن وجوھا قلت اخرجہ عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ ابن سعد فی الطبقات وابونعیم فی الحلیۃ وابن عساکر فی تاریخہ واوردہ مقاتل بن سلیمان فی صدر کتابہ فی وجوہ القرآن مرفوعاً بلفظ لا یکون الرجل فقیھا کل الفقہ حتی یری للقرآن وجوھا کثیرۃ۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آدمی اس وقت تک کامل فقیہ نہیں ہوتا جب تک کہ قرآن کے لیے متعدد وجوہ نہ نکالے میں کہتا ہوں کہ تخریج کی ہے اس روایت کی حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ابنِ سعد نے طبقات میں اور ابونعیم نے حلیہ میں اور ابنِ عساکر نے اپنی تاریخ میں اور مقاتل بن سلیمان نے اپنی صدر کتاب میں، وجُوہِ قرآن میں اس کو بدیں الفاظ مرفوعاً روایت کیا ہے کہ "آدمی اس وقت تک کامل فقیہ نہیں ہوتا، جب تک کہ قرآن کے لیے وجُوہِ کثیرہ نہ دیکھے"

قال فی الاتقان قد فسرہ بعضھم بان المراد ان یری اللفظ الواحد یحتمل معانی متعددہ فیحملہ علیھا اذا

علامہ سیوطی اتقان میں فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ مطلب یہ ہے کہ لفظِ واحد جو متعدّد معانی کے لیے متحمل ہو اس کو ان سب پر محمول کرے

كانت غير متضادة ولا يقتصر به على معنى واحد (الانباء ص ۲۳) — جب کہ وہ آپس میں ٹکراتے نہ ہوں اور ایک ہی معنی پر منحصر نہ کرے۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب کی اس عبارت بلکہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے صاف معلوم ہوگیا کہ جو شخص کسی آیتِ قرآنی سے صرف ایک ہی معنی مراد لے اور اسی میں حصر کرے تو وہ عوام میں داخل ہے، اہلِ فہم (فقہاء) میں سے نہیں ہے کامل فقیہ جب ہی ہوگا، جب کہ ایک آیت کو بہت سے غیر متعارض معانی پر محمول کر سکے۔ جیساکہ حضرت مولانا محمد قاسمؒ نے ایک لفظ "خاتم النّبیّین" سے تین قسم کی خاتمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت کی یعنی خاتمیّت ذاتی، زمانی، مکانی۔

الحمد للہ تحذیر الناس کے تینوں فقروں کا صحیح مطلب بیان کر دیا گیا، اور ناظرین کو یہ بھی معلوم ہوگیا کہ صفحہ ۱۴۳ کے فقرے میں حضرت نانوتوی مرحوم نے جن لوگوں کو عوام بتلایا ہے، وہ فاضل بریلوی کے نزدیک بھی عوام ہی میں داخل ہیں۔ اس کے بعد ہم یہ بتلا دینا چاہتے ہیں کہ یہ تحقیق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتمِ زمانی ہونے کے ساتھ خاتمِ مرتبی اور خاتمِ ذاتی بھی ہیں یعنی آپ نبی بالذّات ہیں اور دوسرے انبیاء علیہم السّلام نبی بالعرض آپ کو کمالاتِ نبوت اللہ تعالیٰ نے براہِ راست عطا فرمائے اور دیگر انبیاء علیہم السّلام کو آنحضرت کے واسطے سے، اس میں بھی حضرت نانوتوی مرحوم متفرد نہیں بلکہ بہت سے اگلے علماء محققین بھی اس کی تصریح فرما چکے ہیں۔ لیکن یہاں ہم ان کی عبارات نقل کر کے بات کو طویل کرنے اور کتاب کو ضخیم بنانے کی ضرورت نہیں سمجھتے کیونکہ خود مولوی احمد رضا خاں صاحب نے بھی اس مسئلہ کو اس طرح لکھ دیا ہے کہ اس کے بعد کسی اور کی عبارت نقل کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اس لیے ہم ان ہی کی ایک عبارت اس سلسلہ میں نقل کر کے اس بحث کو ختم کرتے ہیں۔

فاضل موصوف اپنے رسالہ "جزاء اللہ عدوّہ" کے صفحہ ۲۳ پر لکھتے ہیں:

"اور نصوص متوازنہ اولیاء کرام و ائمہ عظام و علماء اعلام سے مبرہن ہو چکا کہ ہر

نعمتِ قلیل یا کثیر، صغیر و کبیر، جسمانی یا رُوحانی، دینی یا دُنیوی، ظاہری یا باطنی۔ روزِ اوّل سے اب تک اور اب سے قیامت تک، قیامت سے آخرت، آخرت سے ابد تک، مومن یا کافر، مطیع یا فاجر، مَلک یا انسان، جِنّ یا حیوان بلکہ تمام ماسوی اللہ میں جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی، اُس کی کلی انہیں کے صبائے کرم سے کھلی اور کھلتی ہے یا کھلے گی۔ انہیں کے ہاتھوں پر بٹی اور بٹتی ہے اور بٹے گی۔ یہ سرّ الوجود اور اصل الوجود، خلیفۃ اللہ الاعظم و ولی نعمتِ عالم ہیں، صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم یہ خود فرماتے ہیں۔ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم "انا ابو القاسم اللہ یعطی و انا اقسم (رواہ الحاکم فی المستدرک و صححہ واقرہ النا قدون)۔

فاضل بریلوی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ عالم میں جو کچھ نعمت رُوحانی یا جسمانی، دُنیوی یا دینی، ظاہری یا باطنی کسی کو ملی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دستِ کرم کا نتیجہ ہے، اور چونکہ نبوت بھی ایک اعلیٰ درجہ کی رُوحانی نعمت ہے لہٰذا وہ بھی دوسرے انبیاء علیہم السلام کو حضورؐ ہی کے واسطہ سے ملی ہے اور اسی حقیقت کا نام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کی اصطلاح میں خاتمیت ذاتی اور خاتمیت مرتبی ہے۔

مرزاجی

(کی شخصیت وحیثیت) اپنی تحریرات کے آئینے میں

مرزاغلام احمد قادیانی اوراس کے پیروکاروں کے کافراور دائرہ اسلام سے خارج ہونے میں اب کسی بھی مسلمان کو کوئی ترددیاابہام نہیں رہا۔ دنیا کے تقریباً تمام مسلم ممالک کے سرکردہ علماء کرام نے قادیانیوں کے کفر کا فتویٰ صادر فرمادیا جوملت اسلامیہ کی تازہ ترین ''اجماعِ امت'' کی حیثیت رکھتا ہے۔

مثلاً ربیع الاول ۱۳۹۴ھ مطابق اپریل ۱۹۷۴ء میں سرزمین حجاز کے مقدس شہر مکہ مکرمہ میں عالمِ اسلام کی دینی تنظیموں کاایک عظیم الشان اجتماع ہواجس میں ایک سو آٹھ بڑی اور چھوٹی بڑی ملا کر کل ۱۴۴ تنظیموں کے نمائندے شامل تھے اور دس اپریل ۱۹۷۴ء کوایک مشترکہ قرارداد منظور ہوئی جس میں قادیانیوں کو متفقہ طور پر غیر مسلم قرار دیتے ہوئے یہ کہا گیاکہ قادیانیت ایک باطل فرقہ ہے جواپنی اغراض خبیثہ کی تکمیل کے لئے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کی بنیادوں کو ڈھانا چاہتا ہے۔ اسلام کے قطعی اصولوں سے اس کی مخالفت ان باتوں سے واضح ہے۔

الف۔ اس کے بانی کادعویٰ نبوت کرنا (ب) قرآنی آیات میں تحریف (ج) جہاد کے باطل ہونے کافتویٰ دینا.........................

اس سے پہلے برصغیر کے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام نے ۱۳۳۶ھ میں ایک متفقہ فتویٰ دیااور قادیانیوں کو بالاتفاق کافرودائرہ اسلام سے خارج قرار دیا' یہ فتویٰ ''فتوی تکفیر قادیان'' کے نام سے شائع ہوا۔

حکومت پاکستان بھی ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو بذریعہ قومی اسمبلی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے چکی ہے اس لئے مرزاجی اوراس کی روحانی ذریت کے کافراور دائرہ

اسلام سے خارج ہونے کے بارے میں کچھ لکھنے یا بیان کرنے کی فی الحال کوئی ضرورت نہیں اور نہ ہی یہ صفحات اس مقصد کے لئے لکھے جا رہے ہیں۔

چنانچہ ہم ان صفحات میں قارئین کو صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مرزا جی (جس کو آج بھی کچھ لوگ اپنی نادانی کی وجہ سے نبی مانتے ہیں) کی اپنی حیثیت و شخصیت کا معیار کیا ہے تو لیجئے ہم مندرجہ ذیل صفحات میں اس کو اسی کی تحریرات کے آئینے میں ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

لیکن چونکہ ہم اس وقت کوئی طویل گفتگو نہیں کرنا چاہتے ہیں' اس لئے ہم مرزا جی کی پوری زندگی کو زیر بحث نہیں لائے۔ نہ تو اس کے عقائد سے بحث کی کہ اس کے عقائد کیسے تھے' ان میں کیا کیا شرعی خامیاں تھیں' ایسے عقائد کے حامل شخص کے لئے کیا شرعی حکم ہے؟ نہ اس کی عبادات سے بحث کی کہ وہ کس قسم کی عبادات کا قائل تھا' نہ اس کے معاملات سے بحث کی کہ دوسروں کے ساتھ اس کے معاملات و لین دین کیسے تھے' نہ اس کی معاشرت سے بحث کی کہ اس کی معاشرت و رہن سہن دینی اعتبار سے کس معیار کی تھی اور نہ ہی اس کے تمام اخلاق سے بحث کی کہ اس میں کیا کیا اخلاقی برائیاں تھیں بلکہ یہاں اس کی اخلاقی برائیوں میں سے ایک ایسی اخلاقی برائی سے بحث کی جو اس کی فطرت ثانیہ اور عادت مستمرہ تھی اور جس کی شناعت و برائی پر وہ خود بھی متفق تھا۔

محترم قارئین! انسان میں جتنی اخلاقی برائیاں ہو سکتی ہیں ان میں سب سے زیادہ بری اور خطرناک برائی جھوٹ ہے کیونکہ یہ برائی ہر قسم کی قولی و عملی برائیوں کی جڑ ہے۔ یہ صرف ایک اکیلی برائی نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ سے جھوٹے میں بیسیوں قسم کی دوسری برائیاں بھی لازمی طور سے پیدا ہو جاتی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں منافقین کے لئے عذاب الیم کی وجہ "بما کانوا یکذبون" یعنی ان کے جھوٹ بولنے کو قرار دیا گیا ہے حالانکہ ان کے کفر و نفاق کا جرم سب سے بڑا تھا اس میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ اس بری عادت نے ان کو کفر و نفاق تک پہنچا دیا ہے اس لئے اصل وجہ جھوٹ ہی ہے۔ جھوٹ کی اسی شناعت کی وجہ سے

قرآن کریم نے جھوٹ بولنے کو بت پرستی کے ساتھ جوڑ کر اس طرح بیان کیا کہ (واجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور) بچو بت پرستی کی نجاست سے اور بچو جھوٹ بولنے سے۔ اور نبی کریم ﷺ نے جھوٹ بولنے کو جہنم میں لے جانے والا فعل (مسند احمد) اور منافق کی علامت (بخاری) قرار دیا ہے۔

نیز جھوٹ کی انہی گندگیوں و خرابیوں کی وجہ سے دنیا کی ہر ملت و قوم جھوٹ بولنے کو حرام یا جرم قرار دیتی ہے۔ خود مرزا جی بھی اس سے اتفاق کرتا ہے کہ جھوٹ انتہائی گھٹیا اور بدترین حرکت ہے جیسا کہ مرزا جی خود لکھتا ہے (۱) جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں (روحانی خزائن ص ۵۶ جلد ۱۷) (۲) جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں (تتمہ حقیقت الوحی ص ۲۶، روحانی خزائن ص ۴۵۹ جلد ۲۲) (۳) جھوٹ کے مردار کو کسی طرح نہ چھوڑنا یہ کتوں کا طریق ہے نہ انسان کا۔ (روحانی خزائن ص ۳۴۳، ج ۱۱) (۴) وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔ (روحانی خزائن ص ۳۸۶، جلد ۲) (۵) تکلف سے جھوٹ بولنا گوہ کھانا ہے۔ (روحانی خزائن ص ۳۴۳، جلد ۱۱، حقیقت الوحی ص ۲۰۶، ۲۱۵، جلد ۲۲)

لیکن اس کے باوجود مرزا جی اپنے جماعتی مفادات اور ذاتی منفعت کی خاطر اس شرمناک جرم سے بھی نہیں چونکتا اور اس کو اپنی فطرت ثانیہ بنالیتا ہے اور انتہائی بے باکی سے خدا، رسول اور آسمانی کتابوں کے بارے میں بھی جھوٹ و غلط بیانی سے کام لیتا ہوا نظر آتا ہے۔

مرزا جی کے گیارہ جھوٹ

مندرجہ ذیل صفحات میں بطور نمونہ اس کے گیارہ جھوٹ اسی کی تحریرات سے پیش کئے گئے ہیں تاکہ ہمارے سائل کو اس بات کا اندازہ ہو سکے کہ وہ کس معیار کی شخصیت کے وکیل صفائی کا فریضہ انجام دینے پر تلا ہوا ہے اور کیا کوئی صاحب عقل شخص ایسے لوگوں کے لئے یہ فریضہ انجام دیتا ہے؟ جس طرح جناب ناصر صاحب نے دیا ہے یا ایسے لوگوں کے جھوٹ، غلط بیانی اور ان کی طرف سے پھیلائی گئی غلط فہمیوں کی نشاندہی کر کے

نئی نسل کو ان کے فریب سے بچانے کی کوشش کرنا چاہیئے جس طرح حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی و جسمانی فرزنداں کر رہے ہیں۔

تو آیئے ہم مرزا جی کو اس کی تحریرات کے آئینہ میں سب مل کر دیکھتے ہیں۔

جھوٹ نمبر (۱)

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے "ہمارے نبی اکرم ﷺ نے اور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی استاد سے نہیں پڑھا مگر عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام مکتبوں میں بیٹھے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک یہودی استاد سے تمام توراۃ پڑھی تھی۔ سو آنے والے کا نام جو مھدی رکھا گیا سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن و حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا سو میں یہ حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن' حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے"۔ (روحانی خزائن ص ۳۹۴ ر جلد ۱۴ ر ایام الصلح)

جھوٹ کا ثبوت

یہ صریح جھوٹ ہے کہ مرزا جی نے کسی سے قرآن و حدیث کا ایک سبق بھی نہیں پڑھا نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ کہنا کہ انہوں نے ایک یہودی استاد سے تورات پڑھی تھی صریح جھوٹ اور بہتان عظیم ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ کو توراۃ کی تعلیم اللہ نے خود دی ہے جیسا کہ سورہ مائدہ آیت نمبر ۱۱۰ میں ہے "یاد کرو اس وقت کو جب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے عیسیٰ ابنِ مریم یاد کر میری اس نعمت کو جو میں نے تجھ پر اور تیری والدہ پر کی میں نے روح القدس سے تیری مدد کی تو گہوارے میں بھی لوگوں سے بات کرتا تھا اور بڑی عمر کو پہنچ کر بھی میں نے تجھ کو کتاب اور حکمت اور تورات و انجیل کی تعلیم دی۔

اذقال اللہ یٰعیسیٰ ابن مریم اذکر نعمتی علیک و علیٰ والدتک اذ اید تک بروح القدس تکلم الناس فی المھدو کھلا واذ

علمتک الکتٰب والحکمة والتوراة والانجیل۔

مرزاجی کی روحانی ذریت سے مطالبہ ہے کہ وہ قرآن کریم' احادیث صحیحہ یا اجماع امت سے یہ ثابت کرے کہ حضرت عیسیٰؑ نے کس یہودی استاد سے تورات پڑھی تھی۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ تم اپنے مرشد کے اس جھوٹ کو کسی بھی تاویل سے چھپا کر اس کو جھوٹوں کی فہرست سے نہیں نکال سکتے۔ نیز مرزاجی نے یہاں اپنے بارے میں بھی ریکارڈ توڑ جھوٹ بولا کہ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ اس نے کسی انسان سے قرآن و حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے' حالانکہ مرزا کا اپنا بیان حسب ذیل ہے۔

ا۔ "بچپن کے زمانے میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر قریباً دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کے گئے جن کا نام فضل احمد تھا میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدائے تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ فضل ہی تھا۔

("روحانی خزائن" صفحہ ۱۷۹۔۱۸۰/ ۱۳ کتاب البریہ برحاشیہ)

اب مرزاجی کی روحانی ذریت ہمیں بتائیں کہ مرزاجی نے جھوٹ بولا کہ نہیں یقیناً جواب ہاں میں ہوگا اور جب اس نے جھوٹ بولا تو بقول اس کے وہ مرتد' گوہ کھانے والا' دنیا کا بدترین برا کام کرنے والا اور کتوں کے طریق پر عمل کرنے والا ہے کہ نہیں؟ اور کیا ایسے انسان کو معاشرہ میں شریف لوگوں میں شمار کیا جاتا ہے یا کمینے لوگوں میں؟ فیصلہ آپ لوگ کرلیں۔

جھوٹ نمبر (۲)

مرزاجی لکھتا ہے "تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا

گیا مکہ اور مدینہ اور قادیان۔ (روحانی خزائن ص ۱۴۰/ ۳' ازالہ اوھام بر حاشیہ)

جھوٹ کا ثبوت

یہ جھوٹ نمبر ۲ صرف جھوٹ ہی نہیں بلکہ اللہ کے کلام میں تلبیس و تحریف بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف ایک سر اسر جھوٹی نسبت ہے جو افتراء علی اللہ ہے اور دنیا کا بدترین ظالم وہ ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے 'افتراء علی اللہ کرے۔ قرآن کریم میں ہے "ومن اظلم ممن افترىٰ على الله كذبا اوقال اوحى الى ولم يوح اليه شيئى "یعنی اس شخص سے زیادہ ظالم کوئی نہیں جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے مجھے وحی آتی ہے حالانکہ اسے کوئی وحی نہ آئی ہو۔ نیز اس بارے میں مرزا جی کا اپنا بیان بھی یہ ہے کہ جو شخص خدا پر جھوٹ بولتا ہے وہ ایسا بدذات انسان ہے جو کتوں اور سوروں اور بندروں سے بدتر ہوتا ہے۔ (روحانی خزائن صفحہ ۲۹۲/ ۲۱)

اب مرزا جی کی روحانی ذریت خود ہی بتائے کہ مرزا جی اس جھوٹ کی وجہ سے اپنے ہی قول کے مطابق سوروں' کتوں اور بندروں سے بدتر و بدذات انسان ہوا کہ نہیں؟

جھوٹ نمبر (۳)

مرزا غلام احمد قادیانی دافع البلاء میں لکھتا ہے۔ خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔ (دافع البلاء صفحہ ۱۳' مطبوعہ اپریل ۱۹۰۲ قادیان)

اپنی کتاب تبلیغ رسالت میں لکھتا ہے مجھے اس خدا کی قسم جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے

(تبلیغ رسالت' نیز دیکھئے اس کی کتاب "ایک غلطی کا ازالہ")

اس کے علاوہ اپنی کتاب کشتیٔ نوح میں لکھتا ہے "الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰؑ سے میں ہی مراد ہوں میری نسبت ہی کہا گیا ہے کہ ہم اس کو نشان بنا دیں گے اور نیز کہا گیا کہ یہ وہی عیسیٰؑ ابن مریم ہے جو آنے والا تھا جس میں لوگ شک کرتے ہیں یہی حق ہے اور آنے والا یہی ہے اور شک محض نافہمی سے ہے"۔ (کشتی نوح صفحہ ۴۸)

پھر اربعین میں لکھتا ہے: اے عزیزو! تم نے وہ وقت بھی پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔ (اربعین نمبر ۴)

جھوٹ کا ثبوت

یہ کس قدر سفید جھوٹ ہے کہ انبیاء کرام نے (العیاذ باالله) اس پلید وجود کو دیکھنے کی خواہش کی ہے کیا مرزا جی کی روحانی ذریت اپنے جھوٹے نبی کے اس جھوٹ کو چھپانے کے لئے کسی ایک نبی کی یہ خواہش ثابت کر سکتی ہے؟ ہماری طرف سے قیامت تک کے لئے مہلت ہے نیز مرزا جی نے یہاں صاف طور پر اپنے آپ کو مسیح موعود' عیسیٰؑ اور ابنِ مریم قرار دیا اور شک کرنے والوں کو ناسمجھ قرار دیا حالانکہ وہ اس بارے میں بھی جھوٹ وغلط بیانی سے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتا ہوا نظر آتا ہے جیسا کہ اپنی کتاب ازالہ اوھام میں لکھتا ہے ”میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابنِ مریمؑ ہوں جو شخص میرے پر الزام لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے' بلکہ میری طرف سے عرصہ سات آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل ہوں“

(ازالہ اوھام۔ ۱۹۰)

اب قارئین خود فیصلہ کرلیں کہ مرزا جی جھوٹا ہے یا نہیں۔

جھوٹ نمبر (۴)

مرزا جی لکھتا ہے: ”یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ تورات کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گا“۔

(روحانی خزائن صفحہ ۵، جلد ۱۹)

جھوٹ کا ثبوت

یہ بھی بالکل صریح جھوٹ ہے اور قرآن میں تلبیس و تحریف ہے کہ قرآن شریف میں مسیح موعود کے وقت طاعون پڑنے کی خبر موجود ہے ہم مرزا جی کی روحانی

ذریت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے جھوٹے نبی کے جھوٹ پر پردہ ڈالنے کے لئے قرآن کی ایک آیت بھی بتادے جس میں یہ بات موجود ہے ورنہ ایسے جھوٹوں سے اپنی وابستگی ختم کر کے توبہ کرے اور راہِ راست کو اختیار کر کے اپنے آپ کو آخرت کے رسوا کرنے والے عذاب سے بچالے۔

جھوٹ نمبر (۵)

مرزا جی لکھتا ہے: ”احادیث صیحہ میں آیا ہے کہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا“۔ (روحانی خزائن صفحہ ۳۵۹ رج ۲۱)

جھوٹ کا ثبوت

یہ جھوٹ بھی صرف جھوٹ ہی نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کی طرف ایک جھوٹی بات کی نسبت بھی ہے اور حضور ﷺ نے ایسے جھوٹوں کے لئے فرمایا ” من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعده من النار“ (الحدیث)

یعنی جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا پس وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

اگرچہ مرزا جی نے ”احادیث صیحہ “کا لفظ استعمال کیا ہے جو جمع کثرت ہونے کی وجہ سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ان کی روحانی ذریت کم سے کم دس احادیث صیحہ سے یہ بات ثابت کر کے ہی اپنے جھوٹے نبی کے اس جھوٹ (جو اس بات کی وجہ سے بھی پکا جہنمی بن چکا ہے) پر پردہ ڈال سکتی ہے لیکن ہمارا دعویٰ ہے کہ قیامت تک ایک بھی صیح حدیث اس کی روحانی ذریت نہیں لاسکتی۔

جھوٹ نمبر (۶)

مرزا جی اپنی کتاب حمامۃ البشری میں لکھتا ہے: ”میں نے ہرگز نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن ان لوگوں نے جلدی کی اور میرے قول کو سمجھنے میں غلطی کی“۔ (حمامۃ البشری صفحہ ۹۶)

ایک اور مقام پر اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے ایک سفید جھوٹ کے ذریعے

مسلمانوں کو یوں دھوکہ دیتا ہے کہ ”میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا محمد ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت ورسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں“ (مندرجہ تبلیغ رسالت ج دوم ص ۲)

جھوٹ کا ثبوت

جب کہ یہی مرزا اپنے اس جھوٹ کا پردہ یوں چاک کرتا ہے کہ اپنی کتاب دافع البلاء میں لکھتا ہے ”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا“۔

(دافع البلاء ص ۱۱ طبع سوم قادیان ۱۹۴۶ء)

نزول مسیح میں ہے ”میں رسول اور نبی ہوں“۔

روحانی خزائن میں لکھتا ہے کہ آیت ”محمد رسول اللہ والذین معہ الخ“ اس وحی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے، رسول رکھا گیا ہے (روحانی خزائن صفحہ ۲۰۷ ج ۱۸)

ازالہ اوہام میں انتہائی جسارت و دلیری کے ساتھ آیت کریمہ ”و مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد“ کے بارے میں لکھتا ہے کہ اس آیت میں میرے آنے کی پیش گوئی کی گئی ہے اور احمد سے مراد میں ہوں۔

(ازالہ اوہام ص ۶۷۳ طبع اول لاہور ۱۳۰۸ھ)

تتمہ حقیقۃ الوحی میں ہے: ”اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے“۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸ مطبوعہ قادیان ۱۹۳۴ء)

ایک اور مقام پر لکھتا ہے: ”میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جب کہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کر دوں یا اسکے سوا کسی دوسرے سے ڈروں“ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸ مطبوعہ قادیان ۱۹۰۱ء)

ملاحظہ فرمایئے۔ مرزا جی جھوٹ بولنے میں کتنی مہارت رکھتا ہے اب ہمارا چیلنج ہے اس کی روحانی ذریت کو کہ وہ ہمارے حوالہ جات کو غلط ثابت کر کے اپنے جھوٹے نبی کو اس جھوٹ

سے بچا کر دکھائے۔

جھوٹ نمبر (۷)

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے عقیدے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے اور انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ یہ جھوٹ بولتا ہے کہ ہم حضورؐ ہی کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔

جیسا کہ حمامۃ البشریٰ میں لکھتا ہے ''اگر ہم اپنے نبی ﷺ کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہو جانے کے بعد اس کا کھلنا' جائز قرار دیں گے اور یہ صحیح نہیں جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے''۔ (حمامۃ البشریٰ)

اور ''تبلیغ رسالت'' میں لکھتا ہے ''ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں''۔ (تبلیغ رسالت صفحہ ۳۰۶ / جلد نمبر ۶)

ایک اور موقع پر اس جھوٹ کو یوں بیان کرتا ہے کہ ''اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء ﷺ کی ختمِ نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں''۔ (یہ غلام احمد قادیانی کا ایک تحریری بیان جو جامع مسجد دھلی میں ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۱ کو پڑھا گیا نیز دیکھئے۔ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۴۴)

جھوٹ کا ثبوت

یہ تھی مرزا جی کی عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں وضاحت' حالانکہ یہ سراسر جھوٹ ہے اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے اس ڈھٹائی کے ساتھ اس نے یہ جھوٹ گھڑا ہے ورنہ اس کا اصل عقیدہ یہ ہے کہ حضورؐ کے بعد بھی نبی آسکتا ہے اور میں بھی ایک نبی ہوں اور یہ بات اس کی مختلف تحریرات سے بالکل عیاں ہے۔

جیسا کہ وہ لکھتا ہے:

''یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد

آنحضرت ﷺ کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں۔ صرف قصوں کا پوجا کرو، پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے جس میں براہ راست خدا تعالیٰ کا کچھ پتہ نہیں لگتا (ضمیمہ براھین احمدیہ ص ۱۸۳ ر ج ۵ ر مطبوعہ ۱۹۰۸)

ایک اور جگہ لکھتا ہے "مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ تورات اور انجیل اور قرآن کریم پر"۔ (اربعین نمبر ۴ صفحہ ۲۵)

مرزا جی نے ۲۳ مئی ۱۹۰۸ کو ایک خط لکھا جو ۲۶ مئی ۱۹۰۸ کو اخبار عام میں شائع ہوا اور اسی دن مرزا جی کے وجود سے ظہر ارض کو نجات ملی۔

اس خط میں مرزا جی لکھتا ہے "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہو گا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں؟ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں"۔ (منقول از حقیقۃ النبوۃ مرزا محمود ص ۲۷۱)

محترم قارئین کرام! ہم مرزائیوں سے پوچھتے ہیں کہ ان کے جھوٹے نبی کی اس غلط بیانی اور جھوٹ کی ان کے پاس کیا توجیہ ہے۔

جھوٹ نمبر (۸)

مرزا جی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں انتہائی نازیبا الفاظ استعمال کئے اور ایسی زبان استعمال کی کہ کوئی بھی شریف انسان کسی نبی کی شان میں تو دور کی بات کسی فاسق و فاجر انسان کے لئے بھی استعمال نہیں کرتا ہے۔ لیکن جب مسلمانوں نے اس پر مواخذہ کیا اور مختلف اطراف سے اس پر اعتراض ہوا تو بڑی معصومیت کے ساتھ جھوٹ بول کر اپنے آپ کو ھدف اعتراض بننے سے بچانے کی ناکام کوشش کرتا ہے۔ اور جھوٹی صفائی پیش کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو اس کے اپنے الفاظ میں

"وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا بلکہ مسیح تو مسیح، میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت

مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدس سمجھتا ہوں کہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم وہ نشان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تیئں نکاح سے روکا ' پھر بزرگانِ قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کرلیا۔ (کشتی نوح صفحہ ۱۶)

جھوٹ کا ثبوت

قارئین کرام! یہاں قطع نظر اس سے کہ قرآن حدیث کی رو سے اس کی اس بات کی کتنی وقعت ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے چار بھائی' اور دو حقیقی ہمشیرہ بھی تھے اور حضرت مریم علیہا السلام نے بوجہ حمل کے نکاح کرلیا تھا یہ جھوٹ اس وقت یہاں زیر بحث نہیں اس وقت میں صرف آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس نے یہاں جو یہ صفائی پیش کی ہے کہ وہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی توہین نہیں کرتا ہے۔ یہ سراسر جھوٹ اور غلط بیانی پر مبنی ہے جس پر اس کی اپنی تحریرات شاہد عدل ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے اس کی مندرجہ ذیل تحریرات۔

نمبر ۱--- "حضرت عیسٰی (علیہ السلام) نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا' بدزبانی میں اس قدر آگے بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں ہے کہ یہود علماء کو سخت سخت گالیاں دیں"۔ (چشمہ مسیحی)

نمبر ۲--- "یسوع (یعنی حضرت عیسٰی) اس لئے اپنے تیئں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور خراب چلن ہے"۔ (ست بچن)

نمبر ۳--- "آپ (حضرت عیسٰی) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی"۔ (حاشیہ انجام آتھم)

نمبر ۴--- "ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور کون زمین پر ہے جو اس عقدے کو حل کرے"۔ (اعجاز احمدی ص ۱۴۰)

نمبر ۵--- ایک اور مقام پر لکھتا ہے! "یسوع کے ہاتھ میں سوائے مکروفریب کے اور

کچھ نہیں تھا"۔(ضمیمہ انجام آتھم)

یہ ہیں مرزا جی کی چند تحریرات جو بطور نمونہ ہم نے پیش کر دی ہیں۔ کیا یہ تحریرات مرزا جی کو اپنی اس صفائی میں جھوٹا ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں ہیں؟ اور کیا ان عبارات میں سے ہر ہر عبارت حضرت عیسٰی کی شان میں گستاخی اور ان کو گالیاں دینے کے مترادف نہیں؟

اور کیا یہ ایک نبی کی توہین و تحقیر نہیں؟ اور کیا انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین و تحقیر، ان کی شان میں گستاخی یا ان کو گالیاں دینا کفر نہیں؟

یہی وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر میں تمام امت کا اجماع ہے اور کسی بھی مسلمان کو کوئی تردد نہیں۔ مرزائیوں کو بھی اس میں تردد نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ ان کے روحانی والد مرزا غلام احمد قادیانی نے خود یہ لکھا ہے کہ "اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کرنا کفر اور سب پر ایمان لانا فرض ہے"۔(چشمہ معرفت صفحہ ۱۸)

مزید لکھتا ہے "وہ شخص بڑا ہی خبیث اور مطعون اور بدذات ہے جو خدا کے برگزیدہ اور مقدس لوگوں کو گالیاں دیتا ہے۔(البلاغ المبین ص۱۹)

پس مرزائیوں کو نہ صرف یہ کہ مرزا جی کے کفر میں تردد نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اس کے خبیث، مطعون اور بدذات ہونے میں بھی کوئی تردد نہیں ہونا چاہیئے۔

جھوٹ نمبر (۹)

مرزا جی لکھتا ہے کہ "مجھے لوگوں نے ہر طرح کی گالیاں دیں لیکن میں نے ان کو جواباً گالیاں نہیں دی وقد سبونی بکل سب فما رددت علیھم جوابھم"۔(روحانی خزائن صفحہ ۲۳۶ ج۱۹، مواھب الرحمٰن صفحہ ۱۸ طبع اول صفحہ ۲۰ طبع دوم)۔

جھوٹ کا ثبوت

یہ بھی مرزا جی کا سفید جھوٹ ہے کہ انہوں نے جواباً لوگوں کو گالیاں نہیں دیں بلکہ مرزا جی نے گالیوں میں دنیا کا ریکارڈ توڑ دیا ہے۔ جہاں تک جواباً کی قید کا تعلق ہے تو یہ قید ہی فضول ہے گالی خواہ جواباً دی جائے یا ابتداء دی جائے دونوں بری اور شرافت سے

گری ہوئی حرکت ہے اس لئے مرزا جی کا یہ کہنا کہ میں نے جواباً گالیاں نہیں دیں فضول ہے۔ نیز مرزا جی کی طرف سے یہ قید بھی جھوٹ و غلط بیانی پر مبنی ہے' اس لئے کہ اس کے کلام میں دونوں طرح کی گالیاں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ دلیل کے طور پر مرزا جی کی اپنی تحریرات میں سے چند ایک بطور نمونہ پیش خدمت ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں مرزا جی لکھتا ہے "بلا شبہ ہمارے دشمن بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بھی بڑھ گئیں"۔ "ان العدا صاروا خنازیر الفلا۔ ونسائھم من دونھن الاکلب"۔ (درثمین صفحہ ۲۹۴' نجم الھدیٰ ص ۱۰' روحانی خزائن صفحہ ۵۳' ج ۱۴)

آئینہ کمالات میں مرزا جی لکھتا ہے "تمام مسلمان (میری) ان کتابوں کو محبت و مؤدت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں' مجھے قبول کرتے ہیں میری دعوت کی تصدیق کرتے ہیں مگر کنجریوں اور بدکاروں کی اولاد مجھے نہیں مانتی ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر کر دی ہے"۔

تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبۃ والمودۃ وینتفع من معارفھا ویقبلنی و یصدق دعوتی الاذریۃ البغایا الذین ختم اللہ علی قلوبھم فھم لا یقبلون۔ (آئینہ کمالات ص ۵۴۷' ۵۴۸)

مرزا جی نے اپنے مخالف مولوی سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق چند اشعار لکھے' جس میں اپنی شرافت کا مظاہرہ مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا کہ "اور کمینوں میں سے ایک فاسق معمولی آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان' ملعون ہے' بے وقوفوں کا نطفہ ہے۔ یہ بدگو' خبیث' فسادی اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھانے والا منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا۔ تو نے اپنی خباثت سے مجھے دکھ پہنچایا ہے پس میں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو اے بدکاروں کی نسل (حالانکہ دنیا کو پتہ ہے کہ معاملہ اس کے الٹ ہو گیا اور مرزا غلام احمد قادیانی خود ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل ہیضہ کی بیماری میں عین قضائے حاجت کے وقت دست و قے سے لت پت چارپائی سے ٹکراتا ہے اور ذلت کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے)۔

مولوی سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق مرزا جی کے اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

ومن اللئام اری رجیلا فاسقا غولاً لعینا نطفة السفہاء

شکس خبیث مفسدومزور نحس یُسمّٰی السعد فی الجھلاء

آذیتنی خبثا فلست بصادق ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء

(روحانی خزائن ۳۴۵'۳۴۶ جلد ۲۲ تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۱۴'۱۵)

ایک اور موقع پر کہتا ہے "اے بدذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤں گے کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے اے ظالم مولویو تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیاوہی عوام کالانعام کو بھی پلایا"۔

(روحانی خزائن ص ۲۱ر جلد ۱۱ر انجام آتھم صفحہ ۱۹ بر حاشیہ)

مرزا جی نے اپنی کتاب انوار الاسلام میں لکھا "جو شخص ہماری فتح کا قائل نہ ہو گا توصاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے"۔(انوار الاسلام)

کتاب البریہ کے دیباچہ میں مرزا جی نے خود اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ میرے سخت الفاظ جوابی طور پر ہیں ابتدا سختی کی مخالفوں کی طرف سے ہے۔

(کتاب بریہ صفحہ ۱۰' روحانی خزائن صفحہ ۱۱ر جلد ۱۳)

یہاں قارئین کو ایک اور بات کی نشاندہی کرتا چلوں کہ انبیاء علیھم السلام کی توہین 'ان کی شان میں گستاخی نہ صرف کفروارتداد ہے بلکہ دنیا کی بدترین گالیاں ہیں جب کہ مرزا جی کے کلام میں اس طرح کی بے شمار باتیں پائی جاتی ہیں۔

مثلاً مرزا جی ازالہ اوھام میں لکھتا ہے "شیطانی کلمہ کا دخل انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی پایا جاتا ہے"۔(ازالہ اوھام صفحہ ۳۹ ۱۴ر جلد ۲)

اسی کتاب کے ایک اور مقام پر لکھتا ہے:

"چار سو (۴۰۰) انبیاء کرام کی پیش گوئی جھوٹی نکلی"۔(ازالہ اوھام صفحہ ۲۵ر جلد ۲)

تریاق القلوب میں لکھتا ہے: "چوہڑہ' بھنگی اور حرام زادہ بھی نبی رسول ہو سکتا ہے"۔(تریاق القلوب)

حضور ﷺ کے بارے میں لکھتا ہے "سورہ روم کی پیش گوئی صاف صاف ظاہر کر رہی ہے کہ جو کچھ آنحضرت ﷺ نے اپنے اجتہاد سے پیش گوئی کا محل و مصداق سمجھا تھا غلط نکلا۔(ازالہ اوھام صفحہ ۶۸۹/ جلد ۲)

تحفہ گولڑویہ میں لکھتا ہے "خداوند تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو چھپانے کے لئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ و تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی"۔(تحفہ گولڑویہ)

قارئینِ کرام! اب بتایئے کہ انبیاء کی شان میں اس طرح کی گستاخی کرنے والا کافر کوئی شریف انسان ہو سکتا ہے اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو مرزا جی کی شخصیت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے بلکہ اس کی اپنی تحریر کے مطابق بھی ایسا انسان کافر' خبیث' مطعون و بدذات ہے۔ جیسا کہ مرزا جی لکھتا ہے: اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کرنا کفر اور سب پر ایمان لانا فرض ہے"۔(چشمہ معرفت صفحہ ۱۸)

اپنی کتاب البلاغ المبین میں لکھتا ہے "وہ شخص بڑا ہی خبیث اور مطعون اور بدذات ہے جو خدا کے برگزیدہ و مقدس لوگوں کو گالیاں دیتا ہے"۔(البلاغ المبین صفحہ ۱۹)

اب مرزا جی کی روحانی ذریت ہمیں بتائے کہ مرزا جی کے بڑے خبیث و بدذات کافر ہونے میں کوئی شک رہ جاتا ہے۔؟

جھوٹ نمبر (۱۰)

مرزا جی اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ میں لکھتا ہے "اگر ہم اپنے نبی ﷺ کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہو جانے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے اور یہ صحیح نہیں جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے اور ہمارے رسول ﷺ کے بعد رسول کیونکر آسکتا ہے دراں حالیکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی"۔

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۳۴)

نیز اپنی کتاب ازالہ اوھام میں لکھتا ہے "ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ جبریل لاویں اور پھر چپ ہو جائیں یہ امر بھی

ختم نبوت کا منافی ہے"۔(ازالہ اوھام صفحہ ۵۷۷)

جھوٹ کا ثبوت

اب مرزا جی کے جھوٹ کو بھی ملاحظہ فرمائیے کہ اپنی کتاب حقیقت الوحی میں لکھتا ہے "خدا نے میری سچائی کی گواہی کے لئے تین لاکھ سے زیادہ آسمانی نشان ظاہر کئے اور آسمان پر کسوف خسوف رمضان میں ہوا اب جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صدھا نشانوں کے مفتری ٹھیراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر وہ مومن ہے تو میں بوجہ افتراء کرنے کے کافر ٹھہرا"۔(حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳،۱۶۴)

اپنی کتاب اربعین میں لکھتا ہے "مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن پر"۔(اربعین نمبر ۴، صفحہ ۲۵)

نیز ایک موقع پر قسم کھا کر کہتا ہے کہ "میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنا کلام نازل کیا تھا"

(ایک غلطی کا ازالہ مرزا غلام احمد)

اپنی کتاب نزولِ مسیح میں لکھتا ہے

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا بخدا پاک دانمش ز خطا

ہمچو قرآن منزہ اش دانم از خطایا ہمیں است ایمانم

یعنی خدا کی جو وحی میں سنتا ہوں خدا کی قسم میں اسے ہر غلطی سے پاک سمجھتا ہوں قرآن کی طرح اسے تمام غلطیوں سے پاک یقین کرتا ہوں یہی میرا ایمان ہے۔(نزول المسیح)

اب مرزا جی کے روحانی فرزند ہمیں بتائیں کہ اس سے بڑا جھوٹ دنیا میں اور کیا ہو سکتا ہے اور ایسے جھوٹوں پر خدا، رسول اور کائنات کی تمام مخلوقوں کی لعنت ہے کہ نہیں۔ بلکہ مسئلہ کا حل تو مرزا جی نے ہی خود بتا دیا کہ ایسے شخص کو مرزا جی نے خود سوروں

اور کتوں سے بھی بدتر بدذات انسان قرار دیا جیسا کہ براھین احمدیہ میں وہ خود لکھتا ہے "ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ ہی ایک بات تراشتا اور پھر کہتا ہے کہ یہ خدا کی وحی ہے جو مجھ پر ہوتی ہے ایسا بدذات انسان تو کتوں اور سوروں اور بندروں سے بدتر ہوتا ہے۔ (براھین احمدیہ ص ۱۲۶، ۱۲۷، جلد ۵، روحانی خزائن ص ۲۱/۲۹۲)

مرزائی عذر

یہاں اس بات کی بھی نشاندہی کرتا چلوں کہ مرزائی عموماً اپنے روحانی والد کی ایسی باتوں پر یہ کہہ کر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو یہ باور کرا لیتے ہیں کہ جہاں وحی و نبوت کا انکار ہے وہاں اس دور کا ذکر ہے جب مرزا جی پر یہ واضح نہیں ہوا تھا کہ وہ اللہ کے نبی ہیں اور جہاں وحی و نبوت کا ذکر ہے وہاں اس دور کا ذکر ہے جب ان پر یہ واضح ہو گیا تھا کہ وہ بھی نبی و صاحب وحی ہیں اور ان پر بھی وحی آ رہی ہے اور یہ شوشہ تو مرزا جی نے بھی خود چھوڑا جیسا کہ وہ لکھتا ہے کہ "اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے (الیٰ قولہ) بعد میں خدا کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی، اس نے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا (الیٰ قولہ) میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کی پیروی کرنے والا ہوں جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں میں نے کہا اور جب مجھ کو اس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اس کے مخالف کہا"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹، ۱۵۰ مطبوعہ قادیان ۱۹۳۴ء)

جواب: یہ عذر انتہائی مضحکہ خیز ہے اور یہ بھی اپنے جھوٹ کو چھپانے کی ایک ناکام کوشش ہے فرق صرف یہ ہے کہ پہلی قسم کا جھوٹ مرزا جی نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے بولا ہے اور یہ جھوٹ اپنی روحانی ذریت و فرزندوں کو دھوکہ دینے کے لئے تاکہ اس کے روحانی فرزند اس کی متضاد باتوں سے متنفر نہ ہو جائیں۔

بفرض محال اگر ہم اس بات کو تسلیم بھی کر لیں کہ دعویٰ وحی و نبوت بعد کے زمانے کا ہے تو بھی اس دعویٰ کے جھوٹ و کفر ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ یہ

قرآن، حدیث کے واضح ارشادات اور اجماع امت کے سراسر خلاف ہے اور ایسا شخص کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے اور اس بات کو مرزائیوں کا روحانی والد مرزا غلام احمد بھی تسلیم کرتا ہے بطور نمونہ اس کی مندرجہ ذیل دو تحریروں کو ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) ''قرآن کریم بعد خاتم النبین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا ہو یا پرانا کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبریل ملتا ہے اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایۂ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات ممتنع ہے کہ رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو''۔ (ازالہ اوھام ص ۷۶۱)

(۲) ''پس یہ کس قدر جرأت و دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کرکے نصوص صریحۂ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت جاری کردیا جائے۔ کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی''۔

(ایام الصلح ص ۱۴۶)

خیال رہے کہ یہاں ان عبارات میں اگرچہ مرزا جی نے پر فریب الفاظ سے اپنا ایک مقصد حاصل کرنا چاہا لیکن دونوں عبارات مشترکہ طور پر اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ سلسلہ نبوت و سلسلہ وحی کا بند ہو جانا قرآن کریم کے صریح نصوص سے ثابت ہے۔

اس لئے مرزا جی کی ان عبارات سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو شخص حضور ﷺ کے بعد وحی آنے یا نبوت پانے کا دعویٰ کرے گا وہ قرآن کے صریح نصوص کے مطابق جھوٹا ہوگا لہٰذا اس تاویل و عذر سے بھی مرزائی لوگ اپنے روحانی والد کو جھوٹ سے نہیں بچا سکتے ہیں۔

جھوٹ نمبر (۱۱)

گیارھواں جھوٹ مرزا جی کی وہ پیشگوئیاں ہیں جنہیں اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹے طور پر منسوب کرتے ہوئے الہام و براھین قرار دیا اور افتراء علی اللہ (اللہ پر جھوٹ باندھنے) کا وہ ریکارڈ قائم کیا کہ دنیا اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔ مرزا جی

نے ان پیشگوئیوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے نہ صرف اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا بلکہ اسلام و مسلمانوں کی توھین کی غیر مسلموں کو ھنسایا اور ان کو اسلام و مسلمانوں کا مذاق اڑانے کا موقع فراہم کیا لیکن وہ خود بھی ان پیش گوئیوں کی وجہ سے پرلے درجے کے جھوٹوں میں شامل ہو گیا کیونکہ ان کو اس نے اپنے صدق و کذب کی کسوٹی قرار دیا تھا اور ان کے بارے میں واضح الفاظ میں اس نے خود لکھا تھا کہ "بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق و کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی مَحَك (کسوٹی) امتحان نہیں" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۸۸، روحانی خزائن، صفحہ ۲۸۸ جلد ۵)

مزید لکھتا ہے: علاوہ اس کے جن پیش گوئیوں کو مخالف کے سامنے دعویٰ کے طور پر پیش کیا جاتا ہے وہ ایک خاص طور کی روشنی اور ہدایت اپنے اندر رکھتی ہیں اور ملہم لوگ حضرت احدیت میں خاص طور پر توجہ کر کے ان کا زیادہ تر انکشاف کرا لیتے ہیں"۔ (ازالہ اوھام صفحہ ۱۶۸، ۱۸۸ ام)

جھوٹ کا ثبوت

اب قارئین کے سامنے مرزاجی کی چند پیشگوئیاں بطور نمونہ پیش کرتے ہیں تاکہ مرزاجی کو ان کی بیان کردہ کسوٹی پر پرکھ کر ان کے صدق و کذب کو جانچا جائے۔

پہلی پیشگوئی

مرزاصاحب کی چچازاد بہن کی ایک لڑکی تھی جس کا نام محمدی بیگم تھا مرزاجی اس پر عاشق ہو گیا اور اس کے والد احمد بیگ سے (جو مرزاجی کے ماموں زاد بھائی ہے اور اس کے پاس کسی کام کے سلسلہ میں آئے تھے) کہا کہ "خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو الہام ہوا ہے کہ تمہارا یہ کام اس شرط پر ہو سکتا ہے کہ اپنی بڑی لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دو"۔

(آئنہ کمالات اسلام ص ۲۳۰ طبع لاہور)

اس غیرت مند شخص کو یہ بات پسند نہیں آئی اور واپس چلا گیا اس کے بعد مرزاجی نے ہر چند کوشش کی نرمی، سختی، دھمکیاں، لالچ غرض جو جو حربہ استعمال کر سکتا تھا کر لیا لیکن اس شخص کو راضی نہ کر سکا یہاں تک کہ آخر کار مرزاجی نے یہ چیلنج کر دیا اور ایک

عدد پیشگوئی کر دی کہ "ہر ایک روک دور کرنے کے بعد اس لڑکی کو خدا تعالیٰ اس عاجز کے نکاح میں لاوے گا"۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۸۱)

لیکن مرزا جی اپنی اس پیش گوئی میں بھی جھوٹا نکلا اور محمدی بیگم کا نکاح ۱۷ اپریل ۱۸۹۲ء کو سلطان احمد سے ہو گیا۔

اب مرزا جی نے اپنی پیش گوئی کے الفاظ تبدیل کر دیئے اور یوں عذر پیش کیا کہ نفس پیشگوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی، اور خدا نے مجھے الہام کیا ہے کہ

"انا مهلكو بعلها كما اهلكنا اباها و رادوها اليك" یعنی ہم محمدی بیگم کے خاوند کو ہلاک کریں گے جس طرح اس کے باپ کو ھلاک کیا اور اس کو تیری طرف لوٹائیں گے"۔ (تذکرہ صفحہ ۲۲۶)

لیکن دنیا نے دیکھا کہ مرزا اپنی اس پیش گوئی میں بھی جھوٹا ثابت ہوا اور یہ پیش گوئی جس کو اپنی صداقت کا نشان ٹھیرایا تھا اس کے جھوٹے ہونے کا واضح اور کھلا نشان بن گیا اور ہزار ہا حسرت کے باوجود محمدی بیگم سے اس کا نکاح نہ ہو سکا، مرزا جی ذلیل و رسوا ہو کر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ کو اس حال میں فوت ہوا کہ محمدی بیگم اور اس کے شوہر دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے بقید حیات تھے اور مرزا کے مرنے کے چالیس سال بعد ۱۹۴۸ میں محمدی بیگم کے شوہر کا انتقال ہوا جس کے مرزا کی زندگی میں ہلاک ہونے اور اس کے بعد محمدی بیگم کے اس کے ساتھ نکاح ہونے کی پیش گوئی مرزا نے کی تھی۔

اور بقول مرزا وہ خود ہی اس دنیا سے تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوا ہو کر مرا اور آخرت کے رسوا کن عذاب تو اس کے علاوہ ہیں۔

مرزا جی خود لکھتا ہے "اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے"۔ (روحانی خزائن صفحہ ۳۸۳، جلد ۱۵، تریاق القلوب صفحہ ۲۱۷)

دوسری پیش گوئی

مرزاجی عبداللہ آتھم پادری سے امرتسر میں پندرہ روز مناظرہ کرتا رہا پھر سولھویں دن مناظرہ کے لئے نہیں گیا بلکہ گھر آگیا اور ۵ جون ۱۸۹۳ء کو ایک عدد پیشگوئی کردی جس میں اس نے یہ کہا کہ میں نے جب جناب الٰہی میں دعا کی تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے وہ مباحثہ کے لحاظ سے فی دن ایک ماہ سے لے کر پندرہ ماہ تک ھاویہ میں گرایا جائے گا اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی اور وہ فریق سزائے موت ھاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جائے' روسیاہ کیا جائے' میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے' مجھ کو پھانسی دی جائے اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور کرے گا ضرور کرے گا اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں' بدکاروں اور لعنتیوں سے مجھے زیادہ لعنتی قرار دو۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے مرزاجی کی کتاب ''جنگ مقدس''۔ صفحہ ۱۸۸ تا ۱۹۰' روحانی خزائن ص: صفحہ ۲۹۱ تا ۲۹۳ جلد ۶)

لیکن مرزاجی کی یہ پیشگوئی بھی اپنی دوسری تمام پیش گوئیوں کی طرح سراسر جھوٹی نکلی اور دنیا نے یہ تماشا دیکھا کہ پندرہ ماہ گزرنے کے بعد عیسائیوں نے بٹالہ کے اندر عبداللہ آتھم پادری کو ہاتھی پر سوار کر کے ایک عظیم الشان جلوس نکالا' مرزاجی کا پتلا بنا کر اس کا منہ کالا کیا اور اس کے گلے میں رسہ ڈال کر اس کو پھانسی دی۔

اب ہم مرزاجی کی روحانی ذریت سے سوال کرتے ہیں کہ کیا مرزاجی اپنی اس پیشگوئی کی وجہ سے بقول اپنے تمام شیطانوں' بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ لعنتی نہیں ہوا؟

عذرِ لنگ

بعض مرزائی بلکہ مرزاجی خود بھی اس جھوٹی پیشگوئی کے جھوٹ کو چھپانے کے لئے یہ عذر لنگ گھڑتے ہیں کہ دراصل عبداللہ آتھم نے دل سے رجوع کر لیا تھا اس لئے ہلاک نہیں ہوا (دیکھئے روحانی خزائن ص ۱۹۶' جلد ۱۳)

جوابِ عذر

لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ یہ رجوع پندرہ ماہ کے اندر کیا یا بعد میں اگر اندر کیا تو مرزا جی نے اس کا اعلان کیوں نہیں کیا اور اگر بعد میں کیا تو اس پیشگوئی کے جھوٹا ہونے میں کیا کلام ہے؟

تیسری پیشگوئی

مرزا جی اپنی موت کے متعلق ایک عدد پیش گوئی کرتا ہے کہ میں مکہ یا مدینہ میں وفات پاؤں گا (حوالہ کے لئے دیکھئے مرزا جی کی کتاب (البشری ص ۱۵۵' تذکرہ جدید ص ۵۹۱)

لیکن دنیا نے یہ تماشا بھی دیکھا کہ مرزا جی کی یہ پیشگوئی بھی سو فیصد جھوٹی ہو جاتی ہے اور مرزا جی ذلیل و خوار ہو کر لاہور میں مر جاتا ہے اور بذریعہ مال گاڑی قادیان پہنچا کر دفنا دیا جاتا ہے حتی کہ پوری زندگی مکہ و مدینہ دیکھنا بھی نصیب نہیں ہوتا ہے۔

چوتھی پیشگوئی

یہ پیشگوئی مرزا جی کی اپنی عمر کے متعلق ہے کہ مرزا جی اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف ایک اور تہمت باندھ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا "میں تجھے اسّی (۸۰) برس یا چند سال زیادہ یا اس سے کچھ کم عمر دوں گا"۔ (روحانی خزائن صفحہ ۱۵۲/۱۵)

لیکن کون نہیں جانتا ہے کہ مرزا جی کی یہ پیشگوئی بھی جھوٹی ہو کر اس کے افتراء علی اللہ کی دلیل بن گئی اور صرف ۶۸ سال یا ۶۹ سال کی عمر میں وفات پا جاتا ہے کیونکہ اسی کے بقول اس کی تاریخ پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء ہے جیسا کہ وہ خود لکھتا ہے "میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی (دیکھئے کتاب البریہ صفحہ ۱۴۶' روحانی خزائن ص ۱۷۷/ جلد ۱۳) اور تاریخِ وفات تو دنیا جانتی ہے کہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہے۔

پانچویں پیش گوئی

یہ پیش گوئی اپنے ایک خاص مرید پیر منظور کے متعلق ہے کہ جب اس کی بیوی حاملہ ہوئی تو یہ پیشگوئی کی کہ اس کے ہاں بیٹا ہوگا۔ (دیکھئے روحانی خزائن ص ۱۰۳/ ص ۲۲)

لیکن چونکہ خدا کو یہی منظور تھا کہ جھوٹے کو جھوٹے کے مقام تک پہنچادے اس لئے اس کی یہ پیش گوئی بھی جھوٹی نکلی اور پیر منظور کے ہاں لڑکی ہو گئی اس کے بعد اس کی بیوی کا بھی انتقال ہو جاتا ہے تا کہ یہ اپنے جھوٹ کو یہ کہہ کر نہ چھپالے کہ میرا مطلب پیر منظور کا اسی بیوی سے بیٹا ہونا ہے خاص اسی حمل سے ہونا ضروری نہیں۔

بہر حال! یہ چند موٹے موٹے جھوٹ ہیں جو مرزا جی کی زندگی سے بطور نمونہ پیش کئے گئے ہیں تا کہ مرزا جی کی شخصیت کا معیار نکھر کر سامنے آجائے۔ (ورنہ مرزا جی کی پوری زندگی پر جھوٹ 'غلط بیانی' مکر و فریب حاوی رہے ہیں جن کا شمار بھی مشکل ہے) اس لئے یہاں صرف انہی گیارہ عدد جھوٹ کی نشاندھی پر ہم نے اکتفاء کیا جو مرزا جی کو جھوٹا' غلط بیانی کرنے والا' اللہ ورسول پر تہمت باندھنے والا' قرآن میں تلبیس و تحریف سے کام لینے والا' کتوں اور سوروں سے بدتر' بدذات کافر بنانے اور ثابت کرنے کے لئے کافی ہو جائے اور اس شخص کی حیثیت بھی سائل کے سامنے واضح ہو جائے جس کے وکیل صفائی کا فریضہ سائل انجام دے رہا ہے کہ کتنا جھوٹا وپُر فریب آدمی ہے وہ اور کیا ایسے انسان کا معاشرہ میں کوئی قدر و قیمت یا اس کی کسی بات کا کوئی اعتبار ہے؟۔ بلکہ بقول مرزا جی کے کسی شخص کے ناقابل اعتبار ہونے کے لئے تو کسی ایک بات ہی میں جھوٹا ثابت ہو جانا کافی ہے جیسا کہ مرزا جی لکھتا ہے "جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا"۔ (چشمہ معرفت ص ۲۲۲)

وما علینا الا البلاغ واللہ المستعان وھو یھدی السبیل لکلّ افّاک اثیم

احقر شاہ محمد تفضّل علی جلال آبادی

خادم دار الافتاء دار العلوم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

اللہ رب العزت نے فرمایا

اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اس پر کوئی وحی نہ آتی ہو۔(القرآن)

خاتم الانبیاء ﷺ نے فرمایا

اور حقیقت یہ ہے کہ میری امت میں سے تیس جھوٹے ظاہر ہونگے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم الانبیاء ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔(الحدیث)

امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا

ایک شخص نے آپ کے زمانے میں نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا مجھے موقعہ دو کہ میں اپنی نبوت کی علامات پیش کروں اس پر امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا: جو اس سے اس کی نبوت کی دلیل طلب کرے گا وہ کافر ہوجائے گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(تفسیر روح البیان)

زیر نظر کتاب

تحریک ختم نبوت کے سرکردہ رہنماؤں کی نظر میں

زیر نظر کتاب ”ختم نبوت پر قادیانی حملے کا نیا انداز اور اس کا محاسبہ“ قادیانی فرقہ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کے پرفریب سوالوں کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ سائل نے بڑی ہوشیاری سے سوالات کو اس طرح مرتب کیا تھا کہ سرسری نظر سے سوال پڑھنے والا اسے کوئی اور ہی معنی و مفہوم پہنائے لیکن اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے فاضل مؤلف ”مولانا مفتی شاہ محمد تفضّل علی صاحب“ کو کہ انہوں نے ذہانت و فراست سے کام لیتے ہوئے بڑی خوبی اور سلیقے سے مدلل جواب دینے کے ساتھ ساتھ سائل کی چالوں کو اسی پر لوٹا دیا ہے۔ یہ سوالات چونکہ اکثر و بیشتر قادیانی مبلغوں کی طرف سے اٹھائے جاتے رہتے ہیں اس لئے امید ہے کتابی صورت میں مرتب کئے جانے والے ان کے یہ جوابات عوام و خواص سب کے لئے نافع ہونگے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کی محنت کو قبول فرما کر اس کتاب کو قادیانیت کے سدباب کا اہم ذریعہ بنائے اور مؤلف کو علمی و روحانی ترقیات سے نوازے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب۔ صدر وفاق المدارس پاکستان

پیش نظر مجموعہ میں کینیڈا سے قادیانیوں کی طرف سے اٹھائے گئے پندرہ سوالوں کا جواب دیا گیا ہے۔ جناب مولانا مفتی شاہ محمد تفضّل علی صاحب نے نہایت سلیقے سے ان کا مدلل جواب دیا اور بہت ہی عمدہ طریقے سے ان پر رد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قادیانیوں کی ہدایت کا ذریعہ اور مؤلف، ناشرین اور ہم سب کے لئے نجات کا وسیلہ بنائے۔ آمین

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب۔ نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان